حق موجود

سدا موجود



صوفی روحل فقیر صاحبؒ



صوفی دوست محمد فقیرؒ



صوفی دُرّ محمد فقیرؒ



صوفی تاج محمد فقیر



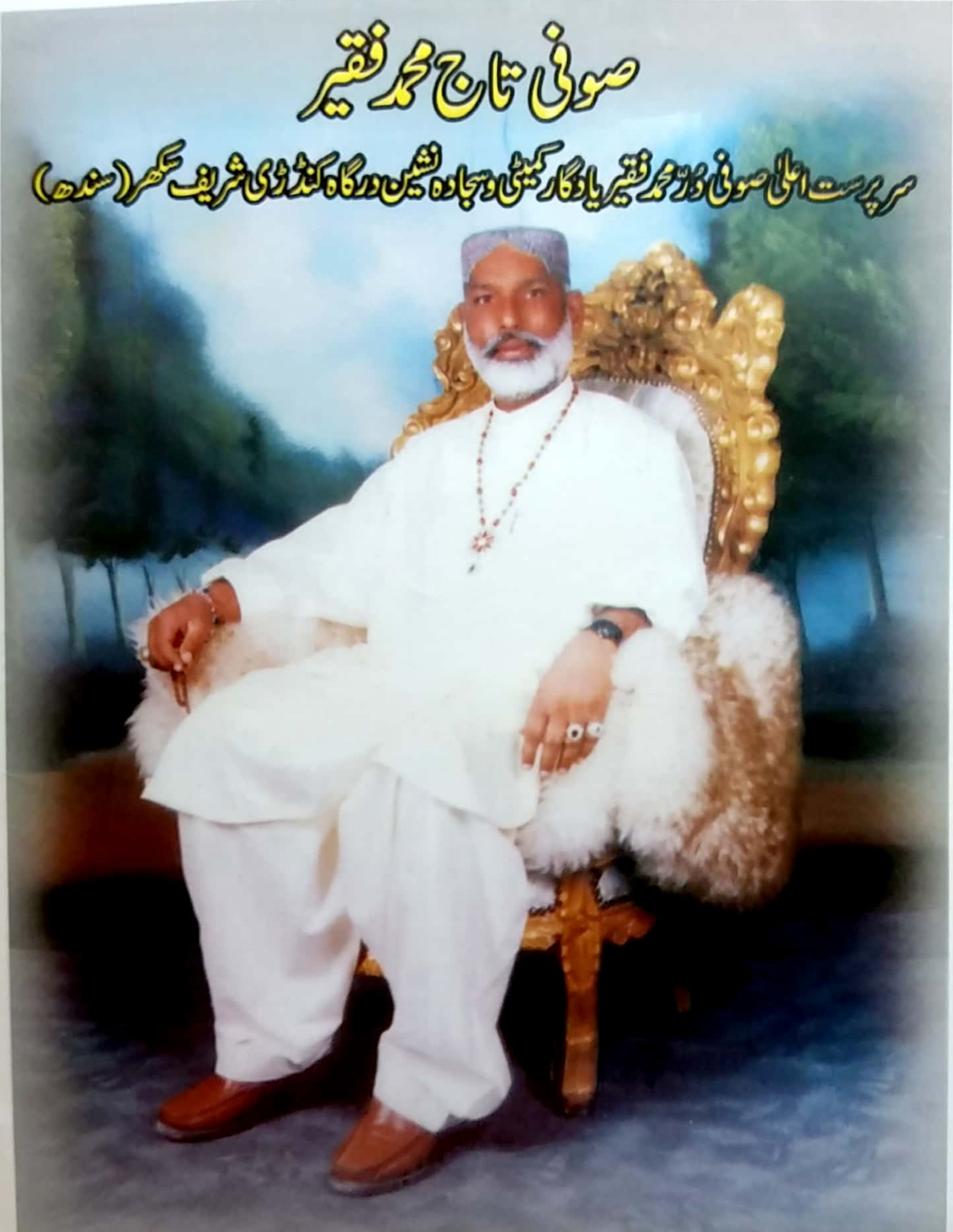
صوفی میاں ایاز محمد فقیر

دُرِّ روحل

منجانب: صوفی دُرّ محمد فقیر یادگار کمیٹی

درگاہ روحل فقیر کنڈڑی شریف تحصیل روہڑی ضلع سکھر (سندھ)

ذیلی شاخ۔ رحیم یار خان (پنجاب)


صوفی تاج محمد فقیر
سرپرست اعلیٰ صوفی دُر محمد فقیر یادگار کمیٹی وسجادہ نشین درگاہ کنڈڑی شریف سکھر (سندھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حق موجود سدا موجود

دُرِّ روحل

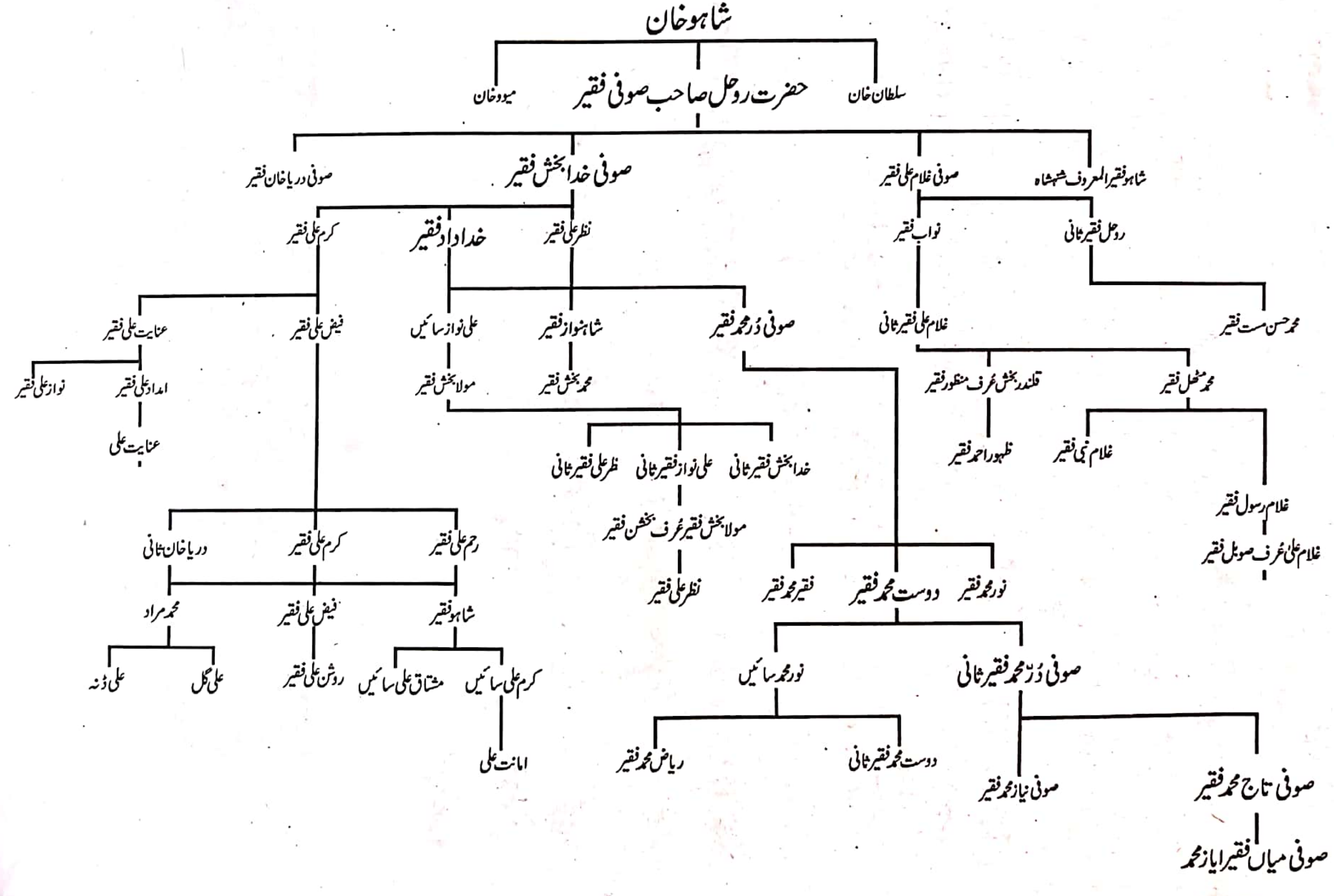
شجرہ طریقت درگاہ عالیہ کنڈڑی شریف (سکھر)

۱ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ
۲ مولا کائنات حضرت علی مرتضیٰؑ
۳ سیّد الشہدا حضرت امام حسینؑ
۴ حضرت امام زین العابدینؑ
۵ حضرت امام محمد باقرؑ
۶ حضرت امام جعفر صادقؑ
۷ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ
۸ حضرت امام علی رضاؑ
۹ حضرت معروف کرخیؒ
۱۰ حضرت عبداللہ سری سقطیؒ
۱۱ حضرت جنید بغدادیؒ
۱۲ حضرت ابوبکر شبلیؒ
۱۳ حضرت ابوالواحد تمیمیؒ
۱۴ حضرت ابوالفتح یوسف طرطوسیؒ
۱۵ حضرت ابوالحسن علی الہنکاریؒ
۱۶ حضرت ابی سعید مبارک المخزومیؒ
۱۷ حضرت محبوب سبحانی پیر القادر جیلانیؒ
۱۸ پیر سید عبدالرزاق جیلانیؒ
۱۹ ابوصالح نصر فخر الدینؒ
۲۰ سید محمد بغدادیؒ
۲۱ سید حسن بغدادیؒ
۲۲ سید محمد بغدادیؒ
۲۳ سید علی بغدادیؒ
۲۴ سید موسیٰ قادریؒ
۲۵ سید میر حسنؒ
۲۶ ابوالعباس احمدؒ
۲۷ بہاالدین دولت آبادیؒ
۲۸ شاہ شمس الدینؒ
۲۹ مخدوم محمد ابراہیمؒ
۳۰ مخدوم ابوالفتحؒ
۳۱ شاہ بہاالدینؒ
۳۲ شیخ شاہیؒ
۳۳ شاہ عبدالملک بیجاپوریؒ
۳۴ صوفیٔ اعظم حضرت شاہ عنایتؒ
۳۵ صوفی عزت اللہ شاہؒ
۳۶ صوفی روحل فقیرؒ
۳۷ صوفی شہنشاہ شاہو فقیرؒ
۳۸ صوفی غلام علی فقیرؒ (اوّل)
۳۹ صوفی روحل فقیرؒ (ثانی)
۴۰ صوفی محمد حسن مست فقیرؒ
۱۴ صوفی غلام علی فقیرؒ
۲۴ صوفی دوست محمد فقیرؒ
۳۴ صوفی دُرّ محمد فقیرؒ
۴۴ صوفی تاج محمد فقیر
۴۵ صوفی میاں ایاز محمد فقیر

درگاہ عالیہ کنڈڑی شریف

تحصیل روہڑی ضلع سکھر (سندھ)

درگاہ عالیہ کنڈڑی شریف کے درویشان کا شجرہ نسب



نام رسالہ	:	دُرّ روحلؒ
اشاعت	:	2008ء
پیشکش	:	صوفی دُرّ محمد یادگار کمیٹی۔ درگاہ کنڈڑی شریف سکھر
مرتبہ	:	کستوراجی شآد پھولانی
چیف ایڈوائزر	:	پروفیسر شمس صابر (سیکرٹری صوفی دُرّ محمد یادگار کمیٹی، کنڈڑی شریف سکھر)
لیگل ایڈوائزر	:	فقیر سجاد محمد (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
کمپوزنگ	:	کیول وجیے، فالکن کمپیوٹر گرافکس رحیم یار خان 0321-6731904
پرنٹنگ	:	اندازِ شہباز پریس مارکیٹ رحیم یار خان 0300-6751060
قیمت	:	50 روپے

فہرست

حرفِ آغاز

صفت کرو سبحان کی جو آدھ انت مدھ هوئے

سو ایکو ایک اکھنڈ هے اور نه دوجا کوئے

صوفی روحل فقیر کا شمار سندھ کے مشہور صوفی شعرا اور علمی وادبی خانوادوں میں ہوتا ہے تقریباً تین صدیوں سے اتنے بڑے صوفی شاعر و بزرگ کا کلام عام قارئین اور عقید تمندوں سے پوشیدہ رہا مگر پچھلی تین دہائیوں سے اُن کے علمی خزانے کو تھوڑا بہت اُجاگر کیا گیا ہے جو کہ ناکافی ہے۔ میں اپنے مُرشد وہادی صوفی تاج محمد فقیر کا ازحد ممنون ہوں کہ انہوں نے تین سو سال بعد صوفی روحلؒ فقیر کے خانوادے کا نام ''سر تاج کنڈڑی'' شائع کر کے پھر سے اُجاگر کیا ہے میں معذرت خواہ ہوں کہ صوفی روحلؒ صاحب کا نام تواتر سے ابد تک روشن رہنے والا ہے مگر جو علمی خزانہ کافی عرصہ سے پوشیدہ تھا اُس کے منظرِ عام پر لانے کا سہرا صوفی تاج محمد فقیر کے سر ہے۔ اسی کام کو میں نے پھر سے اُجاگر کرنے کا نام دیا ہے۔ ''سر تاج کنڈڑی'' سے پہلے بھی صوفی روحلؒ صاحب کی شاعری پر کام ہوا ہے جیسے ''آ کانگا کر گالھ'' (سندھی ادبی بورڈ) ''کنڈڑی وارن جو کلام'' (لطف اللہ بدوی) وغیرہ بعد ازاں صوفی رحیم بخش فقیر (درگاہ کنڈڑی شریف) کی شاعری ''کلام رحیم'' کے نام سے منظرِ عام پر آئی۔ اسی طرح ''کلتار کنڈڑی ''صوفی روحلؒ فقیر'' (سکھر ہسٹاریکل سوسائٹی) ''حق موجود، سدا موجود'' (صوفی پبلیکشنز) اور ''مقدمہ روحلؒ صاحب'' (ڈاکٹر نواز علی شوق) بھی شائع ہو چکی ہیں۔ یہ خوش آئند اقدام ہیں۔ صوفی رحیم بخش فقیر کے صاحبزدے صوفی انور رحیم فقیر بھی علمی تحقیق میں کافی سنجید گی کا اظہار کر رہے ہیں اور عنقریب ان کی طرف سے ایک اور نادِر کتاب پبلش ہونے والی ہے یُوں صوفی روحلؒ صاحب کا خانوادہ قابل تحسین و آفرین ہے کہ صوفی روحلؒ کی اور اُن کے بعد کے صوفی شعرا کی تحقیقات کو اُجاگر کر رہا ہے۔ ''دیر آید۔ درست آید''۔

صوفی روحلؒ ادبی کانفرنس کا آغاز بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے 2006ء میں صوفی دُرّ محمد فقیر یادگار کمیٹی کی طرف سے جس کے چیف ایگزیکٹو صوفی تاج محمد فقیر ہیں کا قیام عمل میں آیا 19 اکتوبر 2007ء کو دوسری ادبی کانفرنس منعقد کی گئی جس کے مہمان خصوصی ڈاکٹر نواز علی شوق تھے۔ اس ادبی کانفرنس میں پڑھے گئے مقالہ جات کو منظم ومُرتب کر کے رسالے کی شکل دینے کا کام ناچیز کے سُپرد کیا گیا۔ 2006ء میں ہونے والی ادبی کانفرنس کو ورلڈ پیپلز ریویو کراچی کے ایگزیکٹو نے شایان شان انداز سے ''روحل نمبر'' کے حوالے سے شائع کیا۔ جو واقعی ایک بہت بڑا شاہکار ہے اور صوفی روحل فقیر ادبی کانفرنس کی تحریری شکل کا پہلا قطرہ ثابت ہوا۔ یہ رسالہ سندھی زبان میں شائع ہوا۔ سندھ میں صوفی شعرا پر جو تحقیق ہوئی ہے۔ وہ لائق ستائش ہے مزید بر آں اگر یہ کہا جائے کہ سندھی ادب صوفی شعراء کے کلام سے لبریز ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ پنجاب بھی صوفی شعرا کی دھرتی ہے مگر شاید سندھ کے مقابلے میں پنجاب میں صوفی شعرا کو تحقیقی حوالے سے وہ مقام نہیں مل سکا۔ حد تو یہ ہے کہ صوفیائے کرام کے کلام کو مرضی کے مطابق ڈھالا جا رہا ہے جو کہ صوفی ازم کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ صدر پاکستان پرویز مشرف کے دور میں نیشنل صوفی کونسل کا قیام عمل میں آیا مگر اس کونسل نے بھی صوفیا کے ساتھ انصاف نہ کیا۔ اس کے برعکس سندھ دھرتی کے سپوتوں کو آفرین ہے کہ وہ

ابھی تک صوفیا کرام کے علمی خزانے کو نہ صرف برقرار رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس میں اضافے کا باعث بھی بن رہے ہیں۔

درگاہ کنڈڑی شریف کے زیادہ تر مریدین اور معتقدین پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں اکثریت مینگوال قوم کی ہے چونکہ زیر نظر رسالے سے قبل شائع ہونے والا رسالہ سندھی میں شائع ہوا تھا۔ جس کا مطالعہ پنجاب میں مکین مریدین کے لئے مشکل تھا اسلئے انکے اصرار پر صوفی دُرِ محمد فقیر یادگار کمیٹی کے روحِ رواں فقیر سجاد محمد ایڈووکیٹ نے اور درگاہ کنڈڑی کے سجادہ نشین صوفی تاج محمد فقیر نے یہ کام خادم درگاہ کے سپرد کیا کہ اس مرتبہ رسالہ اردو میں شائع کیا جائے۔ پروفیسر شمس صابر جو کہ سیکرٹری صوفی درمحمد فقیر یادگار کمیٹی ہیں نے بھی اپنی خواہش کا اسی انداز میں اظہار کیا۔ مجھے پیش کش قبول کر کے مسرت بھی ہوئی مگر تشویش بھی لاحق ہوئی کیونکہ یہ ٹاسک مشکل تو تھا ہی ساتھ ہی ساتھ وقت کی قید بھی چیلنج سے کم نہ تھی۔ مواد کی ترسیل کا کام جاری ہو گیا میں نے فالکن کمپیوٹر اکیڈمی کے پرنسپل مسٹر کیول وجئے کو تمام باتوں سے آگاہ کیا تو اُس نوجوان نے مزید حوصلہ دیا اور کمپوزنگ کا کام شروع ہو گیا۔ زیر نظر ادبی میگزین ''دُرِ روحل'' خالصتاً صوفی ازم سے متعلق خیالات پر مبنی رسالہ ہے اور اس میں اعلیٰ پائے کے ناقدین کے مقالہ جات و تصورات کو جگہ دی گئی ہے۔ ناچیز کے نزدیک تمام مقالہ نگار قابل عزت واحترام ہیں۔

پنجاب میں چونکہ سندھی زبان ابھی تک کمپیوٹر میں موجود نہ ہے اس لیئے تمام مقالہ نگاروں سے معذرت خواہ ہوں کہ سندھی ابیات، قطعات یا چوپائی وغیرہ سندھی میں ٹائپ نہ ہو سکی ہیں البتہ ان کا ترجمہ لکھ دیا گیا ہے۔ یہ بڑی کوتاہی ہے مگر مجبوری بھی۔ آپ اسے نظرانداز کر کے ناچیز کو معاف کر دیں گے میں اس بات کا بھی طالب ہوں کہ جہاں کہیں قارئین کرام کوئی غلطی محسوس کریں اس بارے میں مجھے آگاہ کریں یہ میرے لیئے حوصلہ افزا بات ہو گی۔ آئندہ شمارے کیلئے آپ کی نایاب تجاویز سے بھی استفادہ کیا جائے گا۔

''دُرِ روحل'' صوفی ازم پر تحقیقی ذہن رکھنے والے طلبہ کیلئے قطبی ستارہ ثابت ہو گا کیونکہ اس میں سندھ کے مایہ ناز مفکرین، ناقدین و محققین کے خیالات و تصورات کو قلمبند کیا گیا ہے۔

آخر میں عزت مآب و مُرشد صوفی تاج محمد فقیر ا یگزیکٹو صوفی دُرِ محمد فقیر یادگار کمیٹی و صوفی روحل لائبریری، جناب فقیر سجاد محمد ایڈووکیٹ، پروفیسر شمس صابر، صوفی حضور احمد خان، سیٹھ بارتھا رام سابق ایم پی اے پنجاب اور دیگر احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری رہنمائی کی۔ میں مسٹر کیول وجئے کا بھی شکر گزار ہوں جس نے کمال مہارت سے مقررہ وقت میں تمام مواد کو کمپوز کیا اور پھر انداز شہباز پرنٹنگ پریس رحیم یار خان کے ''پومی'' کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مواد کو رسالے کی شکل دی۔ ان سب سے زیادہ میں محترم فقیر سجاد محمد ایڈووکیٹ کا دوسری بار ممنون ہوں جنہوں نے سندھی مقالہ جات کو اردو میں تبدیل کیا اور ''دُرِ روحل'' کی اشاعت تک میرا بھرپور ساتھ دیا۔ اُن کی دلچسپی اور لگن ہی کی وجہ ہے کہ موصوف کی تحقیقی کاوشیں رنگ لا رہی ہیں اور صوفی روحل ادبی کانفرنس سال بہ سال کامیاب ہو رہی ہے۔

حق موجود سدا موجود



طالبِ دُعا: کستورا جی شاد پھولانی

(M.A.M.Ed)

0300 9676073

پٹن منارہ رحیم یار خان (پنجاب)

رونمائی: 09 اکتوبر 2008ء بروز جمعرات

خانوادہ روحل کے روشن چراغ

پروفیسر شمس صابر
سیکرٹری صوفی دُر محمد فقیر یادگار کمیٹی



برصغیر پاک وہند میں سرزمین سندھ کو جو فضیلت حاصل ہے ہوئی یہ کسی اور خطہ کے حصے میں بہت کم پائی جاتی ہے ۔امن ،شانتی اور ہمنوازی اس سرزمین کی پہچان ہے ۔اس دھرتی نے کئی صوفیا اکرام ،بزرگان اور اللہ کے نیک بندوں کو اپنی کوکھ سے جنم دیا ہے ۔ان میں کامل بزرگوں میں سے صوفی روحل فقیر تمایاں مقام رکھتے ہیں جنہوں نے اپنی فکری اور روحانی تعلیمات کے ذریعے مردہ دلوں کو حق کی روشنی سے منور کیا۔روحل فقیر ایک اندازے کے مطابق 1733ء یا 1734ء میں عمرکوٹ کے قریب پدما بھٹ نامی ایک گاؤں میں شاہو فقیر زنگیجہ کے گھر پیدا ہوئے ۔ایک اور روایت بھی ہے کہ آپ 1124ھ میں اس دنیا میں تشریف لائے ۔مذکورہ گاؤں بعد میں "روحل وا" کے نام سے موسوم ہوا۔مگر وقت نے اس کو آج مٹا دیا ہے۔

شاہو فقیر کے ہاں تین بیٹے ہوئے بڑا سلطان ،چھوٹے کا نام میوو تھا اور روحل دونوں بھائیوں کے بیچ (درمیان) پیدا ہوئے تھے آپ کے والد شاہو خان زنگیجہ بلوچ سندھ حکمران کلہوڑا خاندان کے سربراہ میاں دین محمد (وفات 1111ھ) سے وابستہ تھے ۔اور ترقی کرتے ہوئے میاں صاحب کے وزراء میں شامل ہو چکے تھے روحل فقیر صاحب اپنی تعلیم مکمل کر چکے اور اپنی جوانی کی منزلیں طے کرر ہے تھے ۔تو اپنے خالہ زاد بھائی اور کلہوڑا حکمرانوں کے پرُاعتماد ساتھی راجو لیکھی کی معرفت میاں نور محمد کی دربار تک رسائی حاصل کر کے باقاعدہ حکومتی کارندے کی جگہ حاصل کر لی ،اپنی ایمانداری اور صلاحیتوں کے سبب ترقی کرتے ہوئے خزانے اور توشہ خانے کے وزیر مقرر ہوئے لیکن ایک خاندانی روایت کے مطابق روحل فقیر کو اپنے والد بزرگوار شاہو خان کی اعلیٰ خدمات کے اعتراف میں غلام شاہ کلہوڑو کے دورِ حکومت میں وزیر خزانہ و مال مقرر کیا گیا۔اختیار اور اقتدار کا نشہ اپنے اوپر (پر) غالب نہ ہونے دیا، بلکہ ہر وقت حق کی تلاش میں سرگرداں رہے ۔اور حرص وہوس کو قریب نہ آنے دیا۔بلکہ دنیاوی لالچ کو اپنے سے دُور رکھ کر امانت داری کا حق ادا کرتے ہوئے حقداروں کو ان کی امانت بغیر تفریق اور امتیاز صحیح طور پر پہنچاتے رہے ۔نہ صرف یہ بلکہ اپنے دامن کو حق اور انصاف سے بھرئے رہے ۔جب میاں غلام شاہ 1772ء میں وفات پا گئے اور ان کے فرزند میاں سرفراز کو حکومتی منصب ملا تو روحل فقیر دنیا کی بے ثباتی اور طلسم سے مایوس ہو کر منصب سے مستعفی ہو گئے ۔اور حق کی تلاش میں سرگرداں ہوئے صوفی شاہ عنایت شہید کے فرزند صوفی عزت اللہ شاہ کی خدمت میں جھوک میراں پور پہنچے جہاں روحانی تشنگی مٹائی، جب آپ واپس ہوئے تو زندگی کا ایک حصہ سیر وسفر میں گزر چکا تھا کہتے ہیں کہ وزارت سے فارغ ہونے کے بعد حاکم وقت آپ کو سفیر مقرر کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔جو آپ نے قبول کیا ۔آپ جیسلمیر ،جودھپور، بیکانیر اور دوعرے دور دراز علاقوں کا مشاہدہ کیا حالانکہ آپکی مادری زبان سرائیکی تھی لیکن تھر اور اس کے ملحقہ علاقوں میں بولی جانے والی زبان ڈھاڈکی، مارواڑی اور ہندی زبان پر آپ مکمل دسترس رکھتے تھے ۔یہی وجہ ہے کہ آپ سندھی ،سرائیکی ،اور ہندی زبان کے عظیم شاعر سمجھے جانے لگے ۔اس سیر وسفر میں وہاں کے راجاؤں اور عوام کو ہندی شاعری کے ذریعے روحانیت کا درس دیا آپ کی درویشی صفات سے متاثر ہو کر جودھپور کے راجا بجے سنگھ نے آپ کے عقیدتمندں میں شامل ہو کر مریدی اختیار کر لی۔ وہاں پر رہتے ہوئے بجے سنگھ کے درباری پنڈتوں سے کئی مناظرے بھی ہوئے لیکن فتح ہر بار حق کی ہوتی

رہی اس اثنا میں آپ نے سفار تکاری کے منصب کو خیر باد کہا اور یادِ الٰہی میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔آپ ذاتِ مقدس کے عشق میں اسی طرح گرفتار ہوئے کہ خودی کے وسیلے قدرت کے جلوؤں کا نظارہ کرنے لگے جو ایک صوفی بزرگ کی حقیقی منزل ہوتی ہے۔بقول ڈاکٹر نبی بخش بلوچ "روحل فقیر سندھ کا پہلا شاعر ہے جس نے ''ہمہ اوست'' کے جذبے سے سرشار ہو کر خودی کا نعرہ بلند کیا" آپ کی تصانیف میں چار ہندی رسالے 1۔من پر بودھ 2۔اُدھ بدھ گرنتھ 3۔سرب گیان 4۔آگم وارتا زیادہ مشہور ہوئے۔ان کے علاوہ کئی بھجن بھی شاعری میں ملتے ہیں۔روحل فقیر کا چچازاد بھائی مراد فقیر بھی آپ کی صحبت میں رہ کر اسی رنگ میں رنگا جا چکا تھا۔اور اس نے بھی آپ کی طرح دنیاداری سے منہ موڑ کر معبودِ حقیقی کا قرب حاصل کرنے کے لئے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔حالانکہ وہ آپ سے عمر میں 10 سال چھوٹے تھے اور غالباً 1742ء یا 1743ء میں پیدا ہوئے تھے ان کے والد گرامی کا نام محمد حیات تھا،روحل فقیر کی صحبت میں سیر و سفر میں ہم رکاب رہے اور روحل ہی سے فیض یاب ہوئے۔دونوں ایک دوسرے سے ایک پل کے لئے بھی جدا نہ ہوتے تھے۔کلہوڑا حکمرانوں کی حکومت ختم ہونے کے بعد اپنے روحانی رہنما روحل فقیر کے ساتھ کوٹ ڈیجی کے قریب کوٹلی کے مقام پر اپنا بسیرا ڈالا جہاں پر انہوں نے روحل فقیر سے اپنی ہمشیرہ کی شادی کرادی جس کے بطن سے خدا بخش فقیر اور دریاء خان فقیر پیدا ہوئے واضع رہے کہ روحل نے دو شادیاں کی تھیں مراد فقیر مختصر علالت کے بعد 1796ء میں انتقال کر گئے اور کوٹلی میں ہی سپردِ خاک ہیں ان کی وفات کے بعد روحل کنڈڑی میں آ کر آباد ہوئے مراد فقیر اپنے دوَر کے ایک بڑے شاعر تھے آپ کا کلام سندھی کے علاوہ فارسی اور ہندی میں بھی موجود ہے۔فارسی میں ایک مختصر دیوان اور ہندی میں "پریم گیان" آپ کی یادگار تصانیف ہیں مراد فقیر کے کلام میں پختگی اور روانی پائی جاتی ہے جو کہ عشق حقیقی پر محیط ہے۔صوفی روحل فقیر اور صوفی مراد فقیر کے علاوہ خانوادہ روحل سے کئی درویش،شاعر اور صوفی بزرگ روحل کی روحانی روشنی کی شمع کا اُجالا کئے چلے آ رہے ہیں ان میں سے چند کا ذکر کچھ یوں ہے

شاہو فقیر:

روحل فقیر کے بڑے فرزند ہیں جس پر آپکے والد گرامی کا نام ہے شاہو فقیر 1748ء میں روحل فقیر کے گھر پیدا ہوئے اور اپنے ہی والد کے دست بیعت ہوئے تصوف کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے ان کو شاعری سے رغبت ہوئی جو کثیر مقدار میں ہے لیکن حالات کی موجوں میں بہہ گئی۔باقی کچھ بچا ہوا کلام فقیروں اور عقیدتمندوں سے ملا جس کو سمیٹ کر "آکا نگا کر گالھ "اور "سرتاج کنڈڑی" میں شائع کیا گیا ہے اپنے مرشد اور والد کے فکری و روحانی تربیت کی بنا پر کمال درجہ پر فائز ہو گئے،اس لئے اکثر راتیں یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔طبیعت میں سنجیدگی،سادگی اور ساتھ ساتھ صابر اور شاکر تھے۔آپ 1815ء میں کنڈڑی ہی میں وصال کر گئے۔آپ کی شاعری سندھی اور ہندی میں موجود ہے۔

صوفی غلام علی فقیر:

یہ درویش روحل کے دوسرے فرزند تھے جو 1755ء میں تولد ہوئے اور اپنے بڑے بھائی صوفی شاہو فقیر کی وفات کے بعد گدی نشین ہوئے اور اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خالقِ خدا کی روحانی اور فکری تربیت کرتے رہے۔آپ فقیری کے سلسلے میں اپنے والد گرامی کے مُریدتھے اور آپ کی تربیت بھی خاص طریقے سے روحانی رمزوں سے معمور تھی۔اس لئے اپنے بڑے بھائی شاہو فقیر کی بھی مرشد جتنی عزت کرتے تھے یہ بھی اپنے جدِ اعلیٰ کی طرح دردِ دل رکھنے والوں میں سے ایک تھے آپ کے کلام کا نمونہ درجہ اُتم کا حامل ہے صوفی غلام علی فقیر 1839ء میں تالپور دوَر

حکومت میں فوت ہوئے اور کنڈڑی میں اپنے والد اور بڑے بھائی کے ساتھ مدفن ہوئے۔

صوفی خدا بخش فقیر:

یہ بزرگ روحل فقیر کے تیسرے بیٹے تھے اور دریا خان فقیر کے سگے بھائی اور صوفی مراد فقیر کے بھانجے تھے جو غالباً 1843ء میں فوت ہوئے مگر خاندانی روایت کے مطابق آپ نے 1830ء میں وفات پائی ،کنڈڑی کے دوسرے بزرگوں کی طرح آپ بھی قادر الکلام شاعر تھے آپ کے کلام میں سے ایک نامکمل تیس حروف پر مشتمل غیر مطبوعہ کلام دستیاب ہے جس سے پڑھنے کے بعد آسانی سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی بھی روحانی پرواز بلند مقام پر پہنچی ہوئی ہے آپ کا سارا کلام سندھی ،سرائیکی اور ہندی زبان میں ہے۔

صوفی دریا خان فقیر:

آپ کنڈڑی کے سربراہ وسرتاج روحل فقیر کے چوتھے نمبر فرزند تھے اور 1765ء میں اپنے آبائی گاؤں کنڈڑی میں پیدا ہوئے تھے ،انہیں ہندی ،سندھی اور سرائیکی زبان پر دسترس حاصل تھی ،اسی لئے ان ہی زبانوں میں شاعری کی دریا خان فقیر ایک بڑے ویراگی تھے جس نے خالق حقیقی کی محبت میں اپنا لوہا منوایا سندھ کی سرزمین پر آپ کی سندھی شاعری بام عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔دریا خان فقیر کی ہندی شاعری وہی کمال درجہ رکھتی ہے جو کمال بھگت کبیر اور تلسی داس کے حصے میں آیا ہے۔ویسے تو سارا کلام وحدت الوجود کا بیش بہا خزانہ ہے ،مگر آپ کی کافیاں سونے پر سہاگے کا کام والی بات ہے۔

صوفی نظر علی فقیر:

صوفی نظر علی فقیر،صوفی خدا بخش فقیر کے دوسرے نمبر فرزند تھے۔آپ کنڈڑی میں تولد ہوئے آپ سندھی سرائیکی اور ہندی زبان کے بہترین شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔سندھی کی دو کافیاں " آؤ کانگا کر گالھ " کتاب میں شایع ہوئی ہیں جو کہ آپ کی شاعری کا اعلیٰ نمونہ ہے ۔

صوفی علی نواز فقیر:

یہ بزرگ صوفی روحل فقیر کے پوتے تھے آپ درگاہ عالیہ کنڈڑی میں پیدا ہوئے اپنے بزرگوں کی طرح ہندی ،سندھی ،سرائیکی میں شاعری کی اآپ کی شاعری تصوف کا اعلیٰ نمونہ ہے "سرتاجِ کنڈڑی" میں آپ کے دو بھجن شامل ہیں۔

صوفی دُر محمد فقیر مسکین:

صوفی دُر محمد فقیر ولد خداداد ولد خدا بخش فقیر ولد روحل فقیر اپنے گاؤں کنڈڑی میں پیدا ہوئے ۔آپ نے اپنے جداعلیٰ کی طرح سندھی ،ہندی اور سرائیکی زبان میں شاعری کی ہے آپ کا مختصر کلام شایع ہوا ہے

صوفی کرم علی فقیر:

یہ بزرگ بھی روحل فقیر کے پوتے تھے آپ کی شاعری بھی اپنے آباؤ جداد کی طرح سندھی، ہندی اور سرائیکی میں ہے

کنڈڑی جا پیر پرور، سِر وہے تھی توہنجے سر

اچن سوالی ونجن نہ خالی، روحلؔ توہنجے در

صوفی محمد حسن فقیر:

فقیر محمد حسن ولد روحل ثانی ولد شاہو فقیر ولد روحل فقیر اپنے دور کے اعلیٰ پایہ کے شاعر اور بزرگ تھے آپ کی آخری آرام گاہ کنڈڑی شریف میں واقع ہے۔

صوفی در محمد فقیر ثانی:

آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں سندھ کے عظیم روحانی بزرگ وشاعر روحل فقیر سے جا ملتا ہے ۔آپ 1927ء میں کنڈڑی میں صوفی دوست محمد فقیر کے گھر میں پیدا ہوئے۔خاندانی روایت کے مطابق آپ کی ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔آپ شروع سے ہی درویشی صفت انسان تھے ۔فقیری طبیعت کے مالک تھے آپ کو آفاقی شاعری اور سیروسیاحت و موسیقی سے خاص رغبت تھی۔آپ 1982ء میں پنجاب کے شہر رحیمیار خان میں انتقال کر گئے اور آپ کا جسد خاکی کنڈڑی شریف لایا گیا اور آپ موجود

کنڈڑی میں آسودہ خاک ہیں صوفی در محمد فقیر کی شاعری مختصر مگر جامع تھی۔آپ شاعری سے زیادہ ریاضت کو ترجیح دیتے تھے۔آپ کا چہرہ مبارک اتنا نورانی تھا کہ لوگ آپ کو سُرخ دولہا (گاڑھا گھوٹ) کے نام سے یاد کرتے تھے۔

صوفی رحیم بخش فقیر:

آپ کنڈڑی کے صوفی میاں داد فقیر کے گھر 12 ستمبر 1936ء میں پیدا ہوئے۔در محمد فقیر ثانی کے داماد تھے اور انہیں کے دست بیعت تھے۔روحانی سلسلہ بھی ان سے ہی وابستہ تھا۔آپ تعلیم کے شعبے میں ایک استاد کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے تھے۔سندھی،سرائیکی اور اردو میں شاعری پر طبع آزمائی کی ہے آپ کے کلام میں وحدت الوجود کا عنصر نمایاں ہے۔اپنی شاعری میں پرواز تخلص اختیار کرتے تھے۔آپ حقیقی فقیری کی طرف زیادہ مائل رہے تھے۔آپ 04 اکتوبر 1993ء میں واصل باللہ ہوئے۔

صوفی تاج محمد فقیر:

آپ در محمد ثانی فقیر ولد صوفی دوست محمد فقیر کنڈڑی کے درویش شاعر اور روحل فقیر کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو مختلف زبانوں کی حیثیت اور ماہت رکھتے ہیں آپ کو اول عمر میں ہی تصوف روحانی اور تحقیق سے دلچسپی تھی آپ نے روحل فقیر اور انکے خاندان کی شاعری کو یکجا کر کے ایک یادگار کتاب "سرتاجِ کنڈڑی" کے نام سے شائع کیا اور درگاہ یا دوسرے بزرگان کی فکر اور پیغام کو عام کرنے میں سرگرداں ہیں۔آپ کی شاعری جامع اور پُر تاثیر ہے۔آپ صوفی دُرّ محمد فقیر یادگار کمیٹی کے سرپرست اعلیٰ ہیں اور صوفی روحلؒ ادبی کانفرنس آپ کی مرہون منت ہے۔

صوفی انور رحیم فقیر:

یہ نوجوان کنڈڑی کے صوفی گھرانے کے بزرگ صوفی میاں داد کے پوتے اور صوفی در محمد فقیری ثانی کے نواسے اور رحیم بخش فقیر المعروف رحیم خان فقیر کے فرزند ہیں شاعری آپکو ورثہ میں ملی ہے اس خاندان کے کئی افراد خاموشی کے ساتھ بزرگوں کے ورثے کو سنبھالے ہوئے آرہے ہیں جن پر خاندان کو یکجا طور پر فخر حاصل ہے یہاں پر اگر فقیر گلشن علی زنگیجہ کا ذکر نہ کرنا زیادتی ہوگی جو فقیر طبیعت کے حامل اور پیار کرنے والے انسان کے علاوہ بہترین شاعر موسیقار اور گائیک ہیں یہ درویش کنڈڑی کے روحانی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور وہیں پر رہائش پذیر ہیں،نوجوان نسل میں بھی علمی ذوق و شوق اپنے بزرگوں کی طرح پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اسی خانقاہ کے عقیدتمندوں کیلئے مستقبل میں روحانی رہبری کی بہت ساری روشن راہیں نظر آتی ہیں۔

☆☆☆



کلام روحل

سانوں نیہنہ لگا موہن پیارے دا
پیارے دا کلنگی وارے دا
☆بھتاں لوکاں کوں موت مریداں
عاشق قتل نظارے دا
سانوں نیہنہ لگا۔۔۔۔۔۔۔
☆چندر چڑھیا سارا عالم ویکھے
میں ویکھاں مکھ پیارے دا
سانوں نیہنہ لگا۔۔۔۔۔۔
☆تین لوک میں پھول رہیو ہے
ایکو گل ہزارے دا
سانوں نیہنہ لگا۔۔۔۔۔۔
☆روحل رین گئی دن پایا
ڈھونڈ لدھا گھر سارے دا
سانوں نیہنہ لگا۔۔۔۔۔۔۔

☆☆☆

صوفی روحل فقیر کی شخصیت سندھی اورسرائیکی شاعری کا مختصر مطالعہ

جہانگیر عباسی

سندھ کا خطہ برصغیر پاک و ہند کا ایک ایسامردم خیز خطہ رہا ہے جو اپنے شروع کے زمانے سے لیکر آج تک انسان دوستی امن پسندی اوراحترام آدمیت کا حامی رہاہے۔جس کا سبب اس سرزمیں پر اللہ کے نیک بزرگوں ،درویشوں، ولیوں اورصوفیوں کی تعلیمات اور ہدایت کا سرچشمہ ہے جنہوں نے اپنی تمام تر حیات دنیاوی زندگی سے کنارہ کش ہو کے عبادتِ الٰہی میں گزاری ہے اسی لئے سندھ کی سرزمیں کوصوفیوں اور ولیوں کی زمیں بھی کہا جاتا ہے نیک بزرگوں اورصوفیوں کی تعلیم کا یہ ایک طویل سلسلہ ہے جوصدیوں سے چلا آرہا ہے جن میں ایک نام صوفی بزرگ اور شاعر حضرت روحل فقیر سائیں کا بھی ہے جوایک متقی ،پرہیز گار، نیک اور اللہ کے پیارے صوفی درویش تھے۔آپ کی شخصیت کے حوالے سے نامورڈاکٹرعبدالمجید سندھی یوں تحریر کرتے کہ " حضرت روحل فقیر سائیں اپنے وقت کے بڑے عالم وفاضل تھے عربی فارسی اور ہندی زبانوں پر کافی عبور رکھتے تھے سندھی، ہندی اورسرائیکی زبان میں بلند معیار کے اشعار کہے ہیں۔صوفی ملک سے تعلق رکھنے والے بلند پایہ شاعراورصوفی حضرت روحل فقیر سائیں کی پیدائش 1124ھ مطابق 12مارچ1734ء میں سندھ کے صحرائی علاقے عمرکوٹ کے علاقے پدماد کا ٹیلہ "پدماجی بھٹ" میں ہوا۔ یہ علاقہ عمرکوٹ اور کھاروڑے کے بیچ موجود ہے جس جگہ اجڑے ہوئے آثار میں ایک کنواں آج بھی موجود ہے جس کو وہاں زبان میں "روحل جیٔ وان یعنی "روحل کا کنواں" کہا جاتا ہے۔حضرت روحل فقیر سائیں کے والد شاہوخان، کلہوڑا حکمرانی میں دین محمد کلہوڑو کے شاہی دربار سے وابستہ تھے۔آپ "زنگیجہ "ذات سے تعلق رکھتے تھے۔جوبلوچوں کے جتوئی قبیلے کی ایک شاخ کہلاتی ہے۔ حضرت روحل فقیر سائیں کے ولد شاہوخان کلہوڑہ حاکموں کے دربار میں ترقی حاصل کر کے عمرکوٹ میں مقرر کیئے گئے تب آپ کی پیدائش ہوئی اس لئے آپ نے بچپن سے ہی اچھی تعلیم حاصل کی مگر سیاسی اعتبار کے لحاظ سے کلہوڑا حکمرانوں کا تمام تر دور سیاسی وداخلی حالتوں کے باعث پرآشوب حالتوں کا دوررہا تھا۔ایسے ماحول میں حضرت روحل فقیر سائیں اپنے بچپن ہی سے شاہی رتیوں ،رسموں، اور معاملات کی سوجھ بوجھ رکھنے کے ساتھ سیاسی چالبازیوں سے بھی واقف تھے جس سے آپ کا شعور مزید پختہ ہوتا گیا۔مگر اپنی درویشانہ طبیعت ومزاج کے باعث ان سے کوسوں دُور رہے اوراس شاہی ٹھاٹھ باٹھ سے آپ کا دل اکتا کر رہ گیا۔جب جھوک کے سچے مردمجاہداور درویش صفت انسان صوفی شاہ عنایت حُسین کو دھوکے سے شہید کردیا گیا تواس واقعے سے آپکا دل افسردہ ہوا آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جھوک شریف تشریف لے آئے جیسے مامور محقق اورادیب ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ تحریر کرتے ہیں کہ "1130ء میں میراں پور کے مشہور صوفی بزرگ شاہ عنایت اللہ کوحکومت کے کارپردازوں نے شہید کروادیا تھا۔حضرت روحل فقیر سائیں کے عنفوان شباب میں اس بزرگ کی شہادت کے حادثے کا بڑا چرچہ تھا۔صوفی شہید کے دوفرزند سلام اللہ اورعزت اللہ شاہ اپنے وقت کے صوفی درویش تھےاور حضرت روحل فقیر سائیں ان کی طرف روحانی تربیت کے لئے رجوع ہوئے"

حضرت روحل فقیر سائیں اپنے بچپن کے زمانے سے نیکی ،اچھائی اور انسان دوستی کے دلدادہ تھے جیسے جیسے آپ کی عمر بڑھتی گئی تو شعور پروان چڑھتا گیا اور آپ عارفانہ اور تصوفانہ فکر کے قریب تر ہوتے گئے جس میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب آپ سیر و سفر کرتے ہوئے صحراؤں بیابانوں ،ریگستان اور پہاڑوں تک نکل آئے جہاں آپ نے اللہ

کی اس کائنات پر بھی غور وفکر شروع کیا تو خدائی رازوں سے آپ خود آگاہی حاصل کرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے تصوف کے رنگ میں رنگے گئے۔ اس حوالے سے محترم نیاز ہمایونی یوں تحریر کرتے ہیں کہ " حضرت روحل فقیر سائیں نے روحانی رنگ میں آنے کے بعد اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ سیر وسیاحت میں بسر کیا اور جودھپور سے لیکر بیکانیر تک جہاں بھی گئے ہزاروں لوگ آپ کے فیض سے فیضیاب ہوئے"۔

عالم کے تمام انسان سے محبت کرنے اور کام آنے کا درس دینے والے ہمارے صوفی بزرگ اور شاعر حضرت روحل فقیر سائیں تصوف اعلیٰ قدروں کو پہنچے ہوئے ہیں جہاں پر پہنچنا ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا آپ نے اپنے پیدا کرنے والے مالکِ حقیقی کی خوشنودی کو پانے کی خاطر دنیا سے کنارا کشی اختیار کر کے یکجوئی کے ساتھ ریاضت اور عبادت کر کے جو مقام پایا ہے وہ تمام تھوڑے خوش نصیب کو میسر ہوتا ہے جس کے کی بدولت آج آپ کا نام نہایت ہی ادب سے واحترام سے لیا جاتا ہے۔ آپ نے اپنی عمر کے بیس پچیس سال اپنے مرشد کی ہنمائی میں ایک جگہ گزارے اور پھر اسی کی دعا سے آپ کے فیض کا چشمہ آج تک رواں دواں ہے جس نے آپ کو دعا دیتے ہوئے یہ کیا تھا کہ "بیٹا! اب تمہارے رہنے کی جگہ وہ مقرر کرتے ہیں جہاں تمہارے قدم خود ہی ٹھہر جائیں "مرشد کی ہدایت پر روحل فقیر اپنے خاندان اور دوسرے افراد کے ساتھ ریت اور صحراؤں کا کٹھن سفر طے کرتا ہوئے جب روہڑی کے قریب کنڈڑی کے علاقے میں پہنچے تو ایک روایت کے مطابق آپ کے قدم اسی صحرائی علاقے میں رُک گئے اور یوں کنڈڑی کا وہ بنجر علاقہ آپ کے فیض سے روشن ہوا جہاں پر آپ نے اپنی مستقل رہائش اختیار کی دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کی ٹولیاں آپ سے فیض پانے کے لیے دور دراز کے علاقوں سے آ آ کر پہنچنے لگیں ۔روحل فقیر تب سے " کنڈڑی کے کلتار "اور "سرتاج کنڈڑی" کے عقیدت مند نام سے بھی پکارے جانے لگے۔

حق گوئی ، بے باکی اور خودسری کا علمبردار عظیم صوفی شاعر حضرت سچل سرمست کو کہا جاتا ہے۔ جن کی آخری آرام گاہ درازا شریف خیر پور میرس میں ہے مگر حق گوئی اور تصوف کی طرف مائل سچل سرمست سے بھی پہلے حضرت روحل فقیر مانے جاتے ہیں جن کو ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ نے صوفیء ملک کا پیش رو قرار دیا ہے پر جب کہ کئی اور محقق تو بھگت کبیر کی تعلیمات کا سلسلہ حضرت روحل فقیر کے افکار سے تشبیہ دیتے ہیں ۔دیکھا جائے تو خیر پور میرس اور کنڈڑی شریف کے علاقے ایک دوسرے کے قریبی علاقے کہلاتے ہیں مگر حضرت روحل فقیر ان دونوں عظیم صوفیوں کے بیچ والے عرصہ سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا حضرت روحل فقیر پر بھگت کبیر اور دوسرے بھگتوں اور صوفیوں کا اثر ہوتا ایک فطری عمل ہے جبکہ حضرت روحل فقیر کے فکر اور کلام کا جب ہم بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت روحل فقیر نے اپنے لیے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ صرف روحل فقیر کا چنا ہوا ہے جس پر چلتے ہوئے لوگوں کو ایک دوسرے کے دکھ درد میں آنے نیکی کی راہ اختیار کرنے شرک اور کفر سے دوررہ کر اپنے پیدا کرنے والے پالنہار کی سچے دل سے عبادت کرتے رہنے اور متقی بن کر زندگی گزارنے کی ہدایت کی ہے۔ حضرت روحل فقیر کا صوفیانہ مسلک اسی کے وجود میں موجود صوفی پر چار کا کھلا ہوا منظر ہے جیسے وہ خود کہتے ہیں کہ

"جنہوں نے اپنی آنکھیں اپنے اوپر مرکوز کر رکھی ہیں وہ ایک گھڑی میں سوسو بار محبوب کو دیکھتے ہیں جسن کے دل میں محبت ہے انہوں نے تمام علوم پر عبور حاصل کرلیا اے روحل! ان کو حساب وکتاب سے نجات مل گئی۔

(سندھی سے منظوم ترجمہ)

حضرت روحل فقیر سائیں صوفی کامل درویش ہونے کے ساتھ ساتھ ایک

قادرالکلام شاعر بھی تھے ۔آپ نے جن زبانوں میں شاعری کی ہے ان میں سندھی ،سرائیکی اور ہندی وغیرہ قابلِ ذکر ہے کیوں کہ سرائیکی آپ کی مادری زبان ہے جبکہ محقق اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ درج شدہ زبانوں کے علاوہ آپ نے عربی، فارسی پنجابی اور گرمکھی میں بھی اپنے شعری خیالات وافکار کا اظہار کیا ہے ان زبانوں پر آپ کو دسترس حاصل تھی۔

(1)۔روحل فقیر کا سندھی کلام

سندھی زبان کا شمار برصغیر کی قدیم اور تاریخی زبانوں میں ہوتا ہے جس میں لوگ قصے کہانیاں روایتی اور مقامی تاریخی کرداروں کہانیوں کے ساتھ عشقیہ اور محبتی قصے الگ پائے جاتے ہیں جبکہ کلاسیکل ادب کا ذخیرہ الگ موجود ہے خاص طور پر شعروسخن کے لحاظ سے بھی سندھی شاعری کو جہاں صوفیوں ،ولیوں اور بزرگوں نے اپنے کلام سے مالا مال کیا وہاں جدید وقدیم شاعری کی ایک طویل فہرست جدا ہے جیسے شاہ لطیف،شاہ کریم، قاضی قاضن ،سامی ،حمل فقیر ،سچل سرمست، دادن فقیر، ثابت علی شاہ وغیرہ وغیرہ مگر روحل فقیر نے ان سب سے جداگانہ پہچان بنائی ہے۔ حضرت روحل فقیر کے کلام کا بہت سا حصہ ان کی سندھی شاعری پر مبنی ہے جیسے محقق اور ادیب محمد صدیقی نے اپنی ادبی تاریخ میں رقم کیا ہے کہ "سندھی میں فقیر صاحب نے نہایت اعلیٰ درجے کے اشعار کہے ہیں جو سب کے سب مقبول ہیں ۔آپ کا کلام "وحدت نامہ "تصوف کے رمزوں سے مالامال ہیں جبکہ روحل فقیر خود یوں کہتے ہیں کہ۔

جن کے دلوں میں عشق بسا ہے ان کو بھوک ستاتی ہے نہ پیاس۔اس وحدت میں قرب اور وصال سے سرفراز ہو کر خوش رہتے ہیں جن کے قلب وروح کو اطمینان حاصل ہوتا ہے ان کے دکھ دور ہو جاتے ہیں۔

روحل فقیر کا سندھی کلام ایسے اشعار کے ساتھ بھرا ہوا ہے جن میں بندے کو نفس کی غلامی سے آزاد ہو کر احکامات الٰہی کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کی گئی ہے، روحل اس خیال کا حامی ہے کہ دنیا میں جن لوگوں نے اللہ کے رسول کے بتائے گئے احکامات کے عین مطابق اپنی زندگی گزاری وہ ہی ہر موڑ پہ سرخرو ہوا ہے کیوں کہ ایسے انسان لالچ کینہ پروری اور دنیاوی چیزوں کی ہوس سے بالاتر ہوتے ہیں روحل کہتا ہے کہ۔

"میں نے سُوجھ لیا ہے سکھیو، کہ سا جن
میرے روح میں بسا رہتا ہے صبح شام!
میں اپنے آپ کو اناج کی طرح
خس وخاشاک سے پاک صاف کردونگی
میرا من میٹھے پانی کی جانب مائل ہے
میں نے کڑوا کیلا پانی پینا چھوڑ دیا

(سندھی سے منظوم ترجمہ)

روحل انسان کو اس دنیا میں ایسے کام کرنے کی ہدایت کرتا ہے جن سے اُس کا کردار اور مقام عظمت حاصل کرلے اس کے لیے یہ لازم ہے کہ انسان سب سے پہلے اپنے آپ کو پہچانے، اپنی ذات کی پہچان سے ہی دوسروں کی پہچان ملتی ہے اور اس طرح انسان شرک کفر و گناہ سے بھی چھٹکارا حاصل کر کے ایک کامل انسان بن جاتا ہے ۔ رُوحل کی نظر میں ایسا کامل انسان اس دنیا اور آخرت کی دنیا میں سرخروئی حاصل کرنے والا اور اپنے مالک حقیقی کی رضا کو پانے والا ایک خوش قسمت انسان ہے مگر اس کے لیے بھی انسان کو ہر طرح کی آزمائشوں اور امتحانوں سے گزرنا ہے اور اپنے ایمان پر سچے دل سے قائم رہتا ہے رُوحل کہتا ہے کہ

"اپنے آپ میں سما کر جو اپنے آپ کو پا گیا وہ سب کچھ پا گیا"۔

''نہ کوئی خلق نہ کوئی ملک اور نہ ہی سایہ
جن کو ہم ڈھونڈتے ہیں وہ تو خود ہیں
اے رُوحل! اب سب کچھ بھول بھلا کر
تُو بھی اپنے محبوب کے رنگ میں رنگ جا"

(سندھی میں منظوم ترجمہ)

رُوحل نے سیروسیاحت ،ریاضت اور عبادت سے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ اس کی مِلک نہ رہی بلکہ سب دوسروں کی راہبری کے لیے تھا، اپنے فکر اور ذکر سے روحل نے جو شعور پایا اس میں

رُوحل کے اشعار نے مزید کام یہ کیا کہ رُوحل کے شعور کو دائمی جلا بخشی اور جب یہ احساسات عوام الناس کی زبان پہ آئے تو روحل کی ترجمانی محسوس ہونے لگی جس سے روحل اپنے پر چار میں پھل نظر آتا ہے۔نامور محقق اور مصنف محمد پنہل ڈھر اپنے مقالے میں اس معاملے کو یوں درج کرتے ہیں کہ "صوفی روحل فقیر کو سندھ میں روحانیت کے لحاظ سے اعلیٰ رتبہ حاصل ہے۔اسی طرح سندھ کی ادبی تاریخ میں بھی آپ کو اعلیٰ درجہ نصیب ہے۔ اسی عتبار سے صوفی روحل فقیر روحانیت کے علمبردار بھی کہلاتے ہیں"

جیسا کہ مضمون میں پہلے یہ بات کہی جا چکی ہے کہ صوفی روحل فقیر کا سندھی میں ضخیم کلام موجود ہے جس میں روحل نے اپنے خیالات شعری خیالات دوہے بیت ،وائی اور منظوم خیالات سے کیے ہیں لہٰذا اس کے چند اشعار سندھی سے منظم ترجمہ کر کے پیش کئے گئے ہیں ،صوفی روحل فقیر کے اسی کلام سے شعری وُسعت کے ساتھ ساتھ خیال کی پاکیزگی اور فکر کو سمجھتے ہیں جس سے ہمیں رہنمائی ہوتی ہے۔

2۔صوفی روحل فقیر کا سرائیکی کلام

روحل کے سندھی کلام کی طرح سرائیکی کلام بھی فکر انگیز خیالات و احساسات کا ترجمان ہے۔سرائیکی زبان چوں کہ آپ کی مادری زبان تھی آپ کی ذات "زنگیجہ" تھی اور محقق ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ کے مطابق "زنگیجہ "بلوچ خانوادے کے چشم و چراغ تھے جو کہ اصل میں بلوچوں کے "جتوئی" قبیلے کی ایک شاخ ہے۔اس نسبت سے روحل نے سرائیکی کلام میں ایسے پھول کھلائے ہیں جن کی خوشبو کبھی بھی مرجھا نہیں سکتی جیسے مندرجہ زیل شعر میں روحل اپنا تعارف آپ کرتے ہوئے کہتے ہیں

لوک	آکھے	ہے	"روحل	"بولیندا
کوئی	آکھے	ہے	ذات	زنگیجا
نہیں	روحل	نہیں	زات	زنگیجہ
اے	کو	سرّ	الٰہی	ہے

صوفی روحل فقیر نے اپنے سرائیکی کلام میں دوہڑے ،کافیاں وغیرہ کہیں ہیں جو سب کی سب ذکرالٰہی اور فکر الٰہی کی تعلیم دیتی ہے۔روحل کے سرائیکی کلام میں ہمارے لئے اتنا کچھ موجود ہے کہ اس کے مطالعے سے ہم اپنے آپ کو نہ صرف بدل سکتے ہیں بلکہ بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔آپ کے سرائیکی کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے نامور محقق ڈاکٹر نواز علی شوق لکھتے ہیں کہ "ادبی تاریخ کی بنیاد روحل نے ڈالی اور اسے اپنے فکری اشعار شعور سے مضبوط اور طاقت ور بھی بنایا ہے جس کی ایک عمدہ مثال روحل کہ یہ اشعار ہیں کہ

گاف گیان جہاں دے اندر ابھریا سورج سارا
بھنی رات بھم دی تہاں ٹیا سب اندھارا
چوڑا طبق تھئی روشنائی کھلیا گل ہزارا
"روحل "تے رب ّراضی تھیا پیا پنہنہ تطارا

صوفی روحل فقیر نے اپنے سرائیکی کلام کے اندر ترکِ نفس اور ترکِ دنیا کے فلسفہ پر بہت زور دیا ہے۔صوفی روحل فقیر کہتا ہے کہ دنیا کی یہ رنگ رنگینیاں عارضی ہیں اور انسان کا جاہ وجلال ایک روز مٹ کر ختم ہونے والا ہے اگر کسی چیز کو بقا حاصل ہے تو وہ فقط مالکِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے اس لیے زندگی کو نیک اور عبادت گزار بن کر گزارنا چاہیے جیسے محترم لطف اللہ بدوی رقم کرتے ہیں کہ "صوفی روحل فقیر کے کلام میں صوفیوں کے لئے ایک مفصّل پروگرام موجود ہے آپ کے کلام میں کسی طرح کا کوئی مبالغہ یا ایسی بات موجود نہیں جس کو صوفی لوگ شرک میں آنے والی بات سمجھتے ہوں"۔

تے تات طلب رکھ ہردم دل وچ طالب دلبر والی
باطن ہویا بحالی جھید اجانے ناں ظاہر والی
ہر رنگ دے وچ دیکھے ظاہر قدرت قادر والی
رازِ حقیقی دیکھیں روحل کھول کھڑکی اندر والی

روحل فقیر خودسر اور مغرور انسان کو ناپسند فرماتے تھے کیوں کہ بڑائی فقط اللہ کی ہے جو کوئی انسان غرور وتکبر اختیار کرتا ہے اور خالق سے حقارت کرتا ہے ایسے انسان کو آخرت میں رسوائی کے

سوا کچھ حاصل نہیں ہونے والا اور اللہ بھی اس کو رسوائی و ذلت سے دو چار کرتا ہے جیسے روحلؒ اپنے ان دوہڑوں میں کہتا ہے۔

جاں خودی تاں خود کوں پچھانیں نال خودی دے خود پائیں
آہ دوئی وچ دید ار بجن دا آجیویں درپن وچ چھائیں
بناں کیف لطیف نہ لبھدا سن تاں سچ آکھائیں
روحلؒ دا بجھن دل وچ وسدا ڈھونڈا نہ سُجیاں جائیں

جبکہ دنیا کی طلب کرنے والوں کو حرص و ہوس سے دور رہنے کی ہدایت کرتے ہوئے روحلؒ یوں فرماتے ہیں کہ

دنیا ڈُونڈھ تے طالب کتے سبھناں مل کرتانی
ہڈی اتے ہوڈ تنھاندی وڑہدیں عمروہانی
اندھیاں عشق اللہ دا چھوڑیا پئے ولوڑن پانی
روحلؒ راہ ربانی باجھوں بی سب کوڑ کہانی

روحل فقیر نے سرائیکی کلام میں کافیاں بھی کہیں ہیں جو سب کی سب اعلیٰ خیالات سے پُر ہیں۔ان کافیوں میں روپ پر بھاتی مالکونس، روپ کلیان سر میں موجود ہیں۔اپنی کافیوں اور وانیوں میں روحل فقیر، شاہ لطیف، شاہ حسین، خواجہ غلام فرید بابا بلھے شاہ اور بیدل کی کافیوں جیسا رنگ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے جو ادبی لحاظ سے کلاسیکل ادب کا درجہ رکھتی ہیں: مثلاً

لوک آکھے ہے روحل بلیندا
کوئی آکھے ہے ذات زنگیچہ
نہیں روحل نہیں ذات زنگیچہ
اے کو سرِّ الٰہی ہے

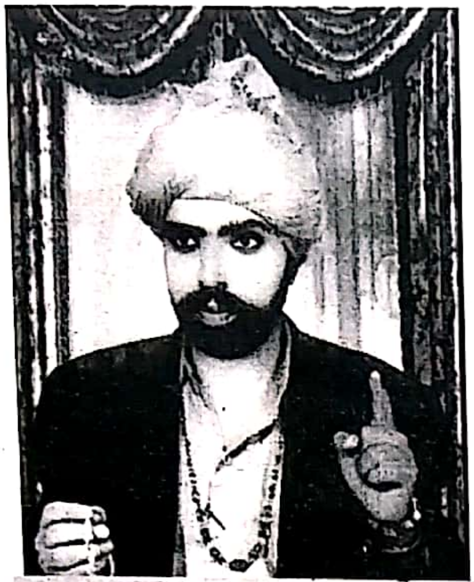
کفر اسلام ڈوہاں توں نیارا
جیویں جل وچ ڈسدا تارا
دل دریا وچ کھیل ہمارا
کوئی کوڑا کوئی سچا سڈیندے
رمز رنداں دی نہیں سمجھیندے
او کیا جانن حال فقیردا
جہیں دل داغ سیاہی ہے
کامل مرشد راہ بتا یا
روحل وچ روح اللہ پایا
آخر ذات ملی ونج ذاتی
ڈینڈا عشق گواہی ہے

☆☆☆

ریختہ روحلؒ
(روپ کا نرا)

لاگی لگن سجن سے ، کس نوں کہیو نہ جاء
چھوڑوں تو چھوٹے نا ہیں ، لوں لوں رہیو سماء
☆بے چون مون کہتے ہیں، جس کے ہاتھ نہ پاء
دیکھن میں آوے نا ہیں ، سو برہ دیو بتاء
☆اس کے برہ کے بچھو کا، جس کو ڈنگ لگا
تجھ بن کوئی نہ جانے ، اس درد کی دوا
☆ایہہ ریختہ ''روحل'' کا، سُنے کو چت لگا
جس تن لاگے سوئی جانے ، عشق ہے بڑی بلا

☆☆☆



کلام صوفی دُرِّمحمد فقیر (ثانی)

میڈا عشق لگا ہادی نال
میں مستان ہوئی وے یار
☆ہکو مٹی وچوں بوتے بنائیس
ایہہ وی قدرت دا کمال
میڈا عشق لگا۔۔۔۔۔

☆واہ بازی گر بازی بنایوئی
زمین تے آسمان بناں تھبے نال
میڈا عشق لگا۔۔۔۔۔

☆سوہنی صورت یار دی ڈٹھوسیں
عشق نال کیتوسیں وصال
میڈا عشق لگا۔۔۔۔۔

☆غلام علی وچوں عشق لگوسیں
دوست محمد دیدار ڈٹھوسیں
ایہہ وی قدرت دا کمال
میڈا عشق لگا۔۔۔۔۔

☆دُرس 'دُرِّمحمد' دیدار ڈٹھوسیں
غیر خیال سب بُھل گیوسیں
ہن نینہہ تھیا نروار
میڈا عشق لگا۔۔۔۔۔

☆☆☆

صوفی روحل فقیر صاحب کا تاریخی ورثہ

فقیر سجاد محمد (ایڈووکیٹ) سکھر



اس سرکارِ کائنات نے اک دنیا بنانے کے لئے کئی اشیاء کو تخلیق کیا۔جیسے چاند ،سورج، ستارے ،زمین، آسمان، پانی، آگ وغیرہ اور ایسی اور کئی چیزیں سرور کائنات نے بنائی۔مگر ان میں سے خدا تعالیٰ نے ایک چیز ایسی بنائی کہ جس کو عظیم تر پکارا اور سمجھا گیا۔حالانکہ اسے مٹی سے وجودِ عمل میں لایا گیا۔اور انسان کے نام سے جانا گیا۔انسان اس ہستی باکمال اعلیٰ اقسام میں سے پکارا گیا۔اور اس کے بعد نسل در نسل انسانیت بڑھتی گئی۔اور جیسے ہی انسانیت بڑھتی رہی وقت بہ وقت لوگ گمراہ ہوتے چلے گئے تو آپ ان کی رہنمائی کے لئے مختلف ادوار میں پیغمبر بھیجتے چلے گئے۔یہاں تک کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا ظہور ہوا۔جب خدا نے آدمؑ کو بنایا تو اس وقت اس کو کسی ذات ،پات ،قومیت ،فرقہ واریت یا مذہب سے منسلک نہ کیا۔حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے گئے پیغمبروں کا درس بھی حق کی راہ پر چلنے پر راغب رہا۔جب پیغمبروں کا سلسلہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوگیا تو بعد میں انسانوں کی راہنمائی کے لئے کون آئے جو حق کی راہ پر چلنے کے لئے مختلف ادوار میں ان لوگوں کو ان کی زبان میں کلام سنائیں ،وہ تھے صوفیاءِ کرام ۔ جب سے پیغمبری کا سلسلہ ختم ہوا تب سے صوفیاءِ کرام کا سلسلہ شروع ہوا۔اور آج بھی اللہ کے کرم سے تھوڑا بہت جاری و ساری ہے۔یوں تو ایک صوفی اپنے آپ کو ذات پات ،فرقہ واریت اور دین ودھرم سے جدا مانتا ہے مگر اس کی تلقین ایک ہی رہی ہے۔

صوفیا کرام کی منزل کا مہور ایک ہی ہے۔بھلے ان کا ظہور الگ الگ دوَر میں الگ الگ قوم میں ہوا ہو مگر ان سب کا تکیہ کلام ایک ہی ہے۔صوفیا کرام کی راہیں الگ ہوسکتی ہیں لیکن منزل ایک ہی ہے۔اور ہمیں اس منزل کا پتہ بتانے کے لئے انہوں نے شاعری کا استعمال کیا۔صدیاں گزرنے کے بعد بھی ہم ان صوفیا کرام کی شاعری پڑھتے ہیں۔یوں تو مختلف اوقات میں کئی صوفیا کرام پیدا ہوئے اور ہماری بہتر رہنمائی کے لئے شاعری کی۔آج ان صوفیا کرام میں سے میں ایک عظیم صوفی شاعر اور بزرگ ہستی کا ذکر کثرت سے لکھنا چاہتا ہوں جو سندھ کے عظیم صوفی شاعر حضرت صوفی روحل فقیر کے نام سے جانے جاتے ہیں یوں تو سندھ کی سرزمین نے کئی عظیم ہستیوں کو جنم دیا ہے اور ان روح رواں عظیم ہستیوں کے مقبرے آج بھی سندھ میں موجود ہیں۔

حضرت صوفی روحل فقیر کا شمار نہ صرف صوفی شاعر بلکہ تاریخ سندھ سے بھی منسلک ہے۔حضرت صوفی روحل فقیر سندھ کی سرزمین عمرکوٹ کے علاقے تھر میں سن 1734ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام شاہو خان تھا جو بلوچ قبیلے کے زنگیجہ قوم سے تعلق رکھتے تھے۔آپ بچپن سے ہی نہایت سادہ مزاج اور درویشانہ صفات رکھتے تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کی یہاں تک کے آپ کو مختلف زبانوں پر دسترس حاصل ہوگئی۔آپ کا بچپن تھر کے علاقے میں گزرا اس لئے سندھی کے ساتھ ساتھ ہندی زبان پر بھی آپ کو مکمل عبور حاصل ہوگیا۔

صوفی روحل فقیر صاحب شروع سے ہی ذات پات اونچ نیچ کے مخالف رہے ہیں حضرت صوفی روحل فقیر صاحب جب جوان ہوئے تو اس علاقے پر کلہوڑا (عباسی) حکمرانوں کی حکومت تھی اور آپ نے میاں غلام شاہ کلہوڑ کے دوَرِ حکومت میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔آپ کی سچائی اور ایمانداری کے ساتھ ساتھ درویشانہ اور صوفیانہ مزاج روح رواں تھا۔اسی وجہ سے بادشاہ سلامت اکثر اوقات میں آپ کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے تھے اور بلا تفریق آپ کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

بلکل اسی مثال کی مانند تھے ایک جگہ حضرت صوفی روحل فقیر صاحب فرماتے ہیں

ذکر فکر دے نال رہیں ایہہ دنیا دھوتی جانیں
جگ نوں جوٹھی روگھنیدی ی وحدت والی ویساہ آنیں
ہر گھٹ جلوہ دلبر داجے توں جوت پچھانیں
روحل راہ حقیقت پاکر رتبہ اعلیٰ مانیں

جب اس دوَر کے بادشاہ میاں غلام شاہ فوت ہو گئے تو اس کے بڑے بیٹے میاں سرفراز کلہوڑو نے حکومت کا تخت سنبھالا۔جیسا کہ آپ حضرت صوفی روحل فقیر صاحب اپنے اصولوں کے پابند تھے اور ہمیشہ توحید کے راستے پر چلنے کہ قائل رہے اسی وجہ سے آپ کی میاں سرفراز خان سے نہ بن سکی آخر کار آپ نے اپنے عہدے سے مستعفی ہو کر ترکِ ملازمت اختیار کر لی۔حضرت صوفی روحل فقیر صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں کہ۔

الف اللہ کر دیا سدا نت وحدت وچ گزاریں
جیون دے ہن چار دیہاڑے خام خیال نہ گھاریں
اہے دنیا دھوتی سب جگ ہو ہیا چیت چلیں مت نہ ہاریں
روحل راہ فقیر دے وچ غفلت منوں وساریں

حکومت سے علیحدگی کے بعد حضرت صوفی روحل فقیر صاحب نے اپنی عمر کا کافی حصہ سیر و سیاحت میں گزارا۔آپ ہمیشہ یادِ الٰہی میں مصروف رہے اور دوسرں کو بھی حق کی راہ پر چلنے کا درس دیتے رہے۔سفر کے دوران آپ سندھ کے قدیمی شہر ٹھٹھہ کے علاقے جھوک میرانپور تشریف لائے کیونکہ یہ گاؤں اسی ہستی کے نام سے وابستہ ہے جو سندھ کے عظیم ولیوں کا ولی مانا جاتا ہے۔جس کا نام ہے حضرت صوفی شاہ عنایت شہید۔

حضرت صوفی روحل فقیر صاحب کافی عرصہ جھوک میں رہے کیونکہ آپ کو وہاں پر دلی سکون ملا اور راہ حقیقت پر چلنے کے لیے تو توحیدی طریقہءِ عمل کا درس ملا۔صوفی عنایت شہید کے بڑے بیٹے کا نام اس وقت کی عظیم تر ہستیوں میں اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔آپ نے کافی عرصہ اپنے مرشد کی خدمت میں گزارا۔ایک دفعہ مرشد نے آپ سے کہا کہ روحل فقیر تمہاری منزل بہت ہی اعلیٰ ہے۔تو خود ایک فقیر اور درویش ہے اس لئے یہاں سے چلا جا اور اپنا الگ نام پیدا کر اس جگہ پر رہائش اختیار کرنا جہاں تمہیں قدرت کی طرف سے کوئی رکاوٹ ہو۔

مرشد کے بتائے ہوئے قول کے مطابق آپ نے پھر سے سیر و سفر کا آغاز شروع کیا۔اور وقت بہ وقت مختلف جگہوں سے آپکا گزر ہوا۔اور جس علاقے میں آپ کی آمد ہوئی اس علاقے کے لوگ آپ کی درویشانہ صفات کو دیکھ کر آپ کے مریدیں میں شامل ہوتے گئے۔ایک جگہ حضرت صوفی روحل فقیر صاحب فرماتے ہیں کہ

ذال ذرا کچھ بھی تو بن ناہیں جھر جھنگ تیڈیاں جھوکاں
ہکاں دے گھر ساوے سبزے ہکاں دے گھر سوکاں
سب گھٹ دے وچ تو نہی وسدا ایہاں خبر نہ لوکاں
روحل کوں تو آپ پلاویں پریم پیالا موکاں

سیر و سفر کرتے کرتے آپ ہندوستان کے علاقوں جیسا کہ راجستھان کے شہروں خاص کر جیسلمیر ،جودھ پور ،بیکانیر پہنچ گئے ۔ان علاقوں کی رسم و رواج ہندی اور مارواڑی زبان تھی ،اگر بڑے الفاظ میں لکھوں تو اسے ہندی بھاشا کہا جاتا ہے۔

ایک چیز جو مجھے آج بھی اچھی لگتی ہے وہ ہے کہ اس جدید دوَر کے باوجود راجستھانیوں کا رہن سہن رسم و رواج وہی ہے جو شروع سے چلتا آرہا ہے۔خاص کر ان کا مارواڑی بولنے کا انداز مجھے بہت میٹھا لگتا ہے۔

حضرت صوفی روحل فقیر صاحب تو بہت پہلے ہی سے اس زبان کو بولنے اور سمجھنے کے ماہر تھے۔اسی لئے ان لوگوں کو حق کی راہ سمجھانے کے لئے روحل سائیں نے ہندی زبان میں بہت زیادہ اور سیع تر شاعری کی اور آج بھی روحل سائیں ہندی شاعری کی نسبت سے کچھ زیادہ ہی سمجھے جاتے ہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کیونکہ بہ نسبت دوسری زبانوں کے آپ کی زیادہ تر شاعری ہندی زبان میں ہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے راجستھان کے علاقوں میں کافی عرصہ گزارا۔اس وجہ سے روحل سائیں نے ہندی میں دوہے، چوپائیاں ،سبد، بھجن ،شاستر، وانی ،ہوری اور آرتی وغیرہ

کافی تعداد میں کلام کی ہیں۔ جن کو آج بھی بڑی کثرت سے گایا جاتا ہے ان میں سے خاص کر شاسترمن پر بودھ اور شاستر انتر بلاس وغیرہ بڑی کثرت سے گائے جاتے ہیں۔ ایک جگہ حضرت صوفی روحل فقیر صاحب ہندی میں فرماتے ہیں کہ

ایہہ جگ سارا جھوٹ ہے، آخر پرلے ہوءِ
امر لوک پہنچے ناہیں، بناں وسیلے کوءِ

یعنی یہ دنیا فانی اور جھوٹی ہے ایک نہ ایک دن ختم ہو جائے گی اے انسان تو اس وقت تک اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتا جب تک تجھے کوئی کامل مرشد نہیں مل جاتا ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

اس جگ میں کوئی کسی کا نہیں راکھے جھوٹی آسا
ایہہ آسا سب من میں رہسی جاسیں پھوک نرآسا

اس کا مطلب یہی ہے کہ اس کائنات میں کوئی کسی کا نہیں ہے سب امیدیں جھوٹی ہیں اور یہ جھوٹی امیدیں اسی جگہ رہ جائیں گی اور آپ کو خالی ہاتھ جانا پڑے گا۔ حضرت صوفی روحل فقیر صاحب کی ساری ہندی شاعری بہت ہی میٹھی اور با مقصد ہے اور اگر ہم ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں تو یقیناً منزل مقصود تک پہنچ جائیں گیں۔

حضرت صوفی روحل فقیر صاحب

جب جودھ پور میں آئے تو اس دورِ حکومت کا بادشاہ راجہ بجے سنگھ تھا جب راجا کو معلوم ہوا کہ اس کے علاقے میں ایک درویش کی آمد ہوئی ہے تو راجہ نے بڑے عقیدت و احترام سے حضرت صوفی روحل فقیر صاحب کو اپنے محل میں دعوت کے لئے بلایا۔ پہلے تو آپ نے وہاں جانے سے انکار کر دیا لیکن بادشاہ کے بے حد اصرار پر آپ وہاں تشریف لائے جب راجا نے آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو اسی وقت آپ پر قربان ہو گیا اور آپ کی رہائش کا انتظام اپنے محل میں کروا دیا۔ حضرت صوفی روحل فقیر صاحب کی راجہ صاحب کے ساتھ کافی باتیں ہوتی رہیں اور حضرت صوفی روحل فقیر صاحب نے راجہ کو اس کی ہندی زبان میں ان سے باتیں کی یوں باتوں باتوں میں ایک بحث و مباحثہ چھڑ گیا۔ پھر راجہ نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ مختلف علاقوں سے بڑے بڑے عالم اور پنڈت بلوائے جائیں تا کہ روحل سائیں کے ساتھ بحث کر سکیں روایات کے مطابق کہا جاتا ہے کہ الگ الگ علاقوں سے چالیس بڑے بڑے عالم اور پنڈت حاضر ہوئے اور یوں ان کی طرف سے دین و دھرم اور مختلف مضامین پر بحث کا سلسلہ شروع ہو گیا روحل سائیں پہلے ہی دین و دھرم کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے اس ان کے سوالوں کے جواب با آسانی اور با مقصد دیتے گئے یوں وہ لوگ روحل سائیں کے جواب سُن کر حیرانی میں مبتلا ہونے لگے کیونکہ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ روحل سائیں اتنا علم رکھتے ہیں روحل سائیں اس وقت تک انہیں سمجھاتے رہے جب تک وہ مطمئن نہیں ہو جاتے تھے آخر کار یہ مناظرہ چالیس دن تک جاری رہا اور آپ اپنے فیض سے اس مناظرے میں کامیاب قرار پائے اور آخر کار بادشاہ راجہ بجے سنگھ آپ کے مرید ہو گئے اس مناظرے کا کافی حصہ کلام کی صورت میں ''سرتاج کنڈڑی'' میں لکھا گیا ہے اور اردو میں اسے معنی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کتاب ''سرتاج کنڈڑی' جو صوفی تاج محمد سائیں کی تخلیق کا ایک نادر نمونہ ہے جس میں صوفی روحل سائیں کی ہندی اور فارسی شاعری کو اردو ترجمہ میں لکھا گیا ہے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہو گا کہ حضرت صوفی روحل فقیر سائیں کتنے عظیم پائے اور درجے کے شاعر ہیں اگر آپ کو موقعہ ملے تو اس کو ایک دفعہ ضرور پڑھیں کیونکہ آپ کو اس کتاب میں روحل سائیں کی شاعری کے متعلق اور ان کے خاندان کے باقی شاعروں کے متعلق بہت ساری جان کاری حاصل ہو گی۔

پھر راجہ نے اپنے مرشد کو تحفے کے طور پر ہزاروں ایکڑ زمین دینا چاہی لیکن روحل سائیں نے لینے سے انکار کر دیا کیونکہ روحل سائیں دُنیاوی حرص و حواس سے کافی دور تھے کہا جاتا ہے کہ آج بھی جودھپور قلعے کے میوزیم میں صوفی روحل سائیں اور راجہ بجے سنگھ کی تصویر پر سنگ تراشی ہوئی ہے جواب فوٹو

کی شکل میں اس کتاب میں موجود ہے روحل سائیں اپنی منزل کواور آگے پاتے ہوئے سیرو سفر پر نکل پڑے بہت سی روایات کے مطابق آپ کے اس سیر وسفر کے دوران صوفی مراد فقیر آپ کے ساتھ ساتھ رہے ہندوستان کے باقی علاقوں کی سیر کرتے کرتے وہ سندھ میں آنکلے جب وہ ضلع خیر پور میں کوٹلی کے مقام پر پہنچے تو آپ نے کچھ دنوں کیلئے وہاں ٹھہرنے کا سوچا اس وقت سندھ کی حکومت بدل چکی تھی کلھوڑوں کے بعد میروں کی حکومت کا راج تھا اور اس وقت کے بادشاہ میر سہراب خان تھے جو روحل سائیں کو بہت پہلے سے جانتے تھے جب میر سہراب خان کو روحل سائیں کی آمد کی خبر ہوئی تو اس بادشاہ نے روحل سائیں کو پیغام بھیجوایا کہ وہ جہاں کہیں بھی ہیں اپنے لیے رہائش کی جگہ پسند کریں وہ جگہ انہیں تحفے کے طور پر دی جائے گی ۔بادشاہ کے پیغام سے روحل سائیں بہت خوش ہوئے لیکن جاگیر لینے سے انکار کردیا آپ کچھ عرصہ وہیں پر رہے اور اسی عرصے کے دوران صوفی مراد فقیر سائیں وفات پا گئے مراد سائیں کی وفات کا روحل سائیں کو گہرا صدما پہنچا صوفی مراد سائیں کا مقبرا آج بھی اسی مقام یعنی کوٹلی ضلع خیر پور میں موجود ہے ایک جگہ صوفی مراد سائیں فرماتے ہیں۔

مسلمان مسجد ویندے ، ہندو پوجیندے پتھر پانی
اوہ مکہ اوہ متھرا ویندے ایویں عُمر وہانی
اے دل عظیم عرش اللہ دا جینھہ وچ جوت سمانی
تن من نال کریں نت سجدا بے شک شرک نہ آنی
جو جج حضور مراد اتھاہیں ہئی سب کوڑ کہانی

صوفی مراد سائیں اعلیٰ درجے کے شاعر مانے جاتے ہیں آپ کی شاعری بھی مختلف زبانوں پر مشتمل تھی آپ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

کیا مقصد میت وہجن دا ، جے تونفس نہ ماریں
من دی میل نہ دھوویں توں ، ول ول وضو سنواریں
منہ کعبے ڈے سرت سیلانی ، سے نماز گزاریں
لوک ریائی کریں کمائی ، عمر اجائی ہاریں
سبھے فرض مراد تھیوسیں پورے، ہک دوست دلوں نہ وساریں

صوفی روحل سائیں اور صوفی مراد کی مجموعہ شاعری کا کتاب ”کنڈڑی وارن جو کلام“ آج بھی مارکیٹ میں موجود ہے۔یہ کتاب سندھ کے مشہور پروفیسر لطف اللہ بدوی صاحب نے 1964ء میں سندھی میں ادبی بورڈ کی جانب سے چھپوایا ۔یہ کتاب سندھی زبان پر مشتمل ہے۔اور اس کتاب میں صوفی روحل سائیں اور مراد سائیں کی سرائیکی زبان میں لکھی ہوئی سی حرفیاں ،اور کلام بھی موجود ہے۔غالباًیہ صوفی روحل سائیں کی شاعری پر پہلی کتاب تھی جو سندھی ادبی بورڈ سے شائع ہوئی ۔اس سے پہلے ہندوستان سے بھی صوفی روحل سائیں کی کتاب شائع ہو چکی ہے۔

صوفی مراد سائیں کی وفات کے بعد آپ کچھ عرصہ سیر وسفر کے لئے نکلے اور اپنی منزل کو اور آگے سمجھتے ہوئے اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر سفر کے لئے نکلے ۔صوفی روحل سائیں کا یہ سفر آخری سفر ثابت ہوا کیونکہ اس سفر کے دوران جب آپ موجودہ شہر کنڈڑی شریف ضلع سکھر میں پہنچے تو آپ کا کرتا ایک کانٹے دار پودے میں اٹک گیا اور آپ یکدم وہاں پر رُک گئے اور کہنے لگے کے یہ ہمیں قدرت کی طرف سے رکاوٹ ہوئی ہے اور ہمیں یہیں رہنا ہوگا اور پھر مرشد کا قول یاد آ گیا مرشد نے آپ سے یہی فرمایا تھا کہ آپ وہاں جا کر رہنا جہاں آپ کو قدرت کی طرف سے رکاوٹ ہو آپ نے اسے قدرتی رکاوٹ سمجھ کر مستقل رہائش کے لئے اس جگہ کو منتخب کیا۔اس وقت وہ علاقہ بلکل ویران اور غیر آباد اور جنگل نما تھا۔آپ خدا پر توکل کی بنا پر وہیں رہنے لگے اور آج بھی اسی جگہ پر آپ کا مزار مبارک ہے ۔اور آج وہ علاقہ صوفی روحل سائیں کے نام سے بہت مشہور ہے۔

صوفی روحل سائیں کی شاعری سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبیر داس سے زیادہ متاثر تھے اور اپنی شاعری میں اپنے آپ کو کبیر داس کا روپ کہلوایا ہے اس کی مثال صوفی روحل سائیں کے اس ایک شعر میں ہے آپ فرماتے ہیں۔

کاشی کنڈڑی ایک ہے روحل روپ کبیر
جو چل آوے تو مٹ جاوے جنم جنم کی پیڑ

صوفی روحل سائیں نے اپنی شاعری میں وحت الوجود اور تصوف کا ذکر و فکر بڑی کثرت سے کیا ہے۔اور آپ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ نے مسلمان ہوتے ہوئے بھی سناتن دھرم کے گرنتھوں ،شاستروں اور مذہبی طور طریقوں کو بڑی باریکی سے بیان کیا ہے۔صوفی روحل سائیں نے سندھی ،سرائیکی ،ہندی، فارسی زبانوں میں شاعری کی ہے ۔صوفی روحل سائیں ایک جگہ سرائیکی میں فرماتے ہیں۔

اول آخر سوئی ، ذاتی ذکر فقیراں
دردلبر دے آپ کہاون ، بناں کاتی تکبیراں
سردے سودے عشق گدھونیں ، ایہو پرچہ پیراں
روحل تھاندے ڈٹھیاں ،تن طاقت من دھیراں

صوفی روحل سائیں کا کہنا ہے کہ اگر آپ اپنی منزل کو پانے کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کے لئے آپ کو اپنے تن من اور دھن کی قربانی دینی پڑیگی ۔اپنے آپ کو ہمیشہ یادِالٰہی کی طرف مائل کرنا پڑے گا تب جا کر آپ کو منزل حاصل ہوگی۔اور ہر انسان کو اپنی منزل حاصل کرنے کیلئے جستجو کرنی چاہیے۔

بلآخر صوفی روحل سائیں کا وصال موجودہ شہر کنڈڑی شریف میں سن 1804ء میں ہوا۔اور آپ اس فانی دنیا کو چھوڑ کر اپنے مالکِ حقیقی سے جاملے۔آپ کا مزار مبارک پر بنایا گیا عالیشان مقبرہ آپ کی پشت میں سے آپ ہی کے اپنے جانشین صوفی تاج محمد سائیں نے 1995ء میں بنوایا۔

صوفی روحل سائیں کی گدی میں سب سے خاص بات یہ ہے کہ آپ کے خاندانی سلسلے میں اور بھی درویش، بزرگ اور شاعر بن کر گزرے ہیں آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے صوفی دریاخان فقیر سائیں جو سندھ کے عظیم کافی گو شاعر سمجھے جاتے ہیں ۔صوفی دریا خان سائیں کی شاعری بھی بہت وسیع ہے آپ کی کافیاں آج بھی پورے سندھ میں مشہور ہیں، آپ نے بھی سندھی، سرئیکی اور ہندی زبان میں شاعری کی ہے۔۔صوفی روحل سائیں کے خاندان میں سے اور بھی کامل درویش اور شاعر گزرے ہیں جن میں سے خاص کر صوفی شاہو فقیر، صوفی غلام علی فقیر ،صوفی خدابخش فقیر،صوفی دریاخان فقیر،صوفی دوست محمد فقیر اور صوفی در محمد سائیں کے نام تاریخی ورثہ میں آتے ہیں۔

صوفی روحل سائیں کی شاعری پر کچھ کتابیں چھپ چکی ہیں اور کچھ چھپوانے کا کام جاری ہے۔سندھ میں سب سے پہلی کتاب ''کنڈڑی وارن جو کلام'' جو سندھی ادبی بورڈ سے 1964ء میں منظر عام پر آئی یہ کتاب سندھ کے ایک پروفیسر لطف اللہ بدوی صاحب نے مرتب کی تھی۔اس کے بعد صوفی روحل سائیں کے بیٹے صوفی دریا خان کی شاعری پر ایک کتاب ''آء کا نگا کر گا لہہ'' کے نام سے نیاز ہمایونی نے 1992ء میں مرتب کر کے سندھی ادبی بورڈ سے شایع کروایا۔صوفی روحل سائیں کی شاعری پر تیسری کتاب ''کنڈڑی جو کلتار صوفی روحل سائیں'' کے نام سے ڈاکٹر نواز علی شوق نے 2001ء میں سکھر ہسٹاریکل سوسائٹی سے شائع کروائی۔

صوفی روحل سائیں اور اس کے خاندان کے باقی شاعروں پر مشتمل ایک دیوان ''سرتاجِ کنڈڑی'' کے نام سے 1999 میں شایع ہوا، اس کتاب یعنی دیوان کے محقق و مترجم صوفی تاج محمد سائیں ہیں جو صوفی روحل سائیں کے خاندان کے آج جانشین بھی ہیں۔

دیوان ''سرتاجِ کنڈڑی'' میں صوفی روحل سائیں اور مراد سائیں کی ہندی اور فارسی شاعری کو اوردو میں ترجمے کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔اس دیوان کو پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا کہ صوفی روحل سائیں کتنی بڑی ہستی کے درویش اور شاعر ہو کر گزرے ہیں۔صوفی روحل سائیں کا عرس مبارک آج بھی بہت شایانِ شان سے منایا جاتا ہے۔جس میں مرید ین اور عقیدت مند بڑی تعداد میں شرکت

کرتے ہیں۔ پچھلے تین چار سالوں سے عرس مبارک کے موقع پرصوفی روحل سائیں ادبی کانفرنس بھی منعقد کروائی جا رہی ہیں ۔یہ کانفرنس صوفی درمحمد سائیں یادگار کمیٹی کی طرف سے منعقد کی جاتی ہیں۔اوراس کے سر پرست اعلیٰ صوفی تاج محمد سائیں ہیں۔ میں نے اس کمیٹی کو بنانے کے لئے اور بھی دوستوں سے مدد حاصل کی ہے۔جن میں خاص کر کمیٹی کے سیکرٹری پروفیسر شمس صابر کلہوڑ صاحب نے اس کمیٹی کو بنانے میں میرا ساتھ دیا اور کانفرنسوں کو کامیاب کروایا۔میں اپنے مرشد حضرت صوفی تاج محمد سائیں کا نہائیت عقیدت واحترام کے ساتھ شکرگزار ہوں کہ انہوں صوفی درمحمد سائیں یادگار کمیٹی بنانے میں اورصوفی روحل ادبی کانفرنس کروانے میں میری مدد کیساتھ ساتھ میرا حوصلہ بلند کیا۔اوردعا ہے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے۔آخرمیں روحل سائیں کے اس شعر سے اختتام کرنا چاہوں گا آپ نے فرمایا۔

صاحب دی یادکریں،انہہ ساہ اتے ویساہ نہیں
محبت والی راہ کنوں ، بئی روشن کوئی راہ نہیں
بارملامت سرتے چانویں،لوک رسے پرواہ نہیں
روحل دامن عشق دا پکڑیں،اس جیسا شہنشاہ نہیں

حق موجود

☆☆☆



صوفی رحیم بخش فقیر اور صوفی تاج محمد فقیر کی یادگار تصویر

کافی صوفی رحیم بخش فقیر

(نذرانہ عقیدت بیاد صوفی دُرّ محمد فقیر)

در محمد سائیں توں میڈا ہادی رہبر پیشوا
فانی دنیا کوں چھوڑ کر ونج وسا یو ملک بقا
☆نویں جمادی الاول سن چودہ سو ڈو
ساڑھے نو چھـــنـــچھــــر دی رات جڈاں سوہناراہی تھیوں
رحلت تیڈی رحیم یار وچ آیا کنڈڑی تیڈا اقافلہ
☆جے ونجن دی ھاوی ڈیویں ہا سائیں خبر
مہ تاب مثل چہر ا تیڈا آندا نہیں اج نظر
یاد کر تیکوں سائیں بہندا ہاں آنسو وہا
☆تیڈیاں کچہریاں تیڈے میلے یاد رہسن تاحیات
تیڈی شفقت دیاں نگاہیں یاد رہسن تاحیات
تیڈی الفت دے ترانے ہر زبان تے جابجا
☆ تیڈا بولن گوہر نایاب ہن ملسی کتھوں
تیڈی ہدایت معرفت دے موتی ہن ملسن کتھوں
تیں جیہا بیا راز داں کو نہیں ”رحیم “دا بیا

روحل روپ کبیر

بشیر منگی (سکھر)



ہندی شاعری کا عروج مغلیہ دوٗر میں رہا ہے۔اس دوٗر میں جہاں سور داس، پوشن تلسی داس ،میراں بائی،بھہاری لعل جیسے شاعر بہت مشہور ہوئے اور اسی دوٗر میں آصف ،داراشکوہ،اعظم خان ،طالب شاہ ،عادل اور جلیل بلگرامی جیسے شاعروں نے اپنا لوہا منوایا۔

اسی دوٗر میں صوفی روحل فقیر سندھ میں ہندی زبان کے سب سے بڑے اور صوفی درویش گزرے ہیں ۔آپ نے ہندی کے ساتھ سندھی اور سرائیکی زبان میں بھی بڑی شاعری کی ہے۔صوفی روحل سائیں کا خاندان سیاسی حوالے سے کلہوڑا دوٗر سے لیکر میروں کی حکومت تک رہا۔آپ 1733ء کو پیدا ہوئے صوفی روحل سائیں میاں غلام شاہ کے دوٗر حکومت میں ترقی کر کے وزیر کے عہدے تک پہنچے اور آہستہ آہستہ ترقی کر کے وزیرِ خزانہ ومال مقرر ہوئے میاں غلام شاہ کے بعد اس کا بیٹا میاں سرفراز خان تخت پر بیٹھا اور حکومت سنبھالی ،میاں سرفراز کا دوٗرِ حکومت بہت ہی افراتفری کا گزرا ہے صوفی روحل سائیں کی میاں سرفراز سے نہ بن سکی اور اس لئے آپ نے وزارت سے استعفٰی دے دیا اور حکومت سے علیحدگی اختیار کرلی۔اس کے بعد آپ نے اپنی زندگی کو اللہ کی عبادت اور سیر وسفر کے لئے وقف کردی آپ اس دنیا داری کو خیر باد کہہ کر عشق کی راہ پر گامزن ہوئے۔صوفی روحل سائیں اس کی مثال ایسے دیتے ہیں۔

دنیا ڈھونڈتے طالب کتنے سجھناں مل کرتانی
ہڈی اُتے ہوڈتھاں دی درہندیں عمر وہانی
اندھیاں عشق اللہ دا چھوڑیا پٹے ولوڑن پانی
روحل راہ ربانی باجھوں ہئی سب کوڑ کہانی

صوفی روحل سائیں کے اس شعر میں زندگی کا سارا مقصد شامل ہے صوفی روحل سائیں کچھ عرصہ ''پدماڈ'' کی بھٹ پر رہنے کے بعد جھوک میراں پور پہنچے اور آپ صوفی شاہ عنایت شہید کے بڑے بیٹے صوفی عزت اللہ شاہ کے مقتدین میں شامل ہوئے۔صوفی عزت اللہ شاہ اس دوٗر کے بڑے درویش گزرے ہیں۔

جھوک میراں پور کے بعد آپ سیر وسفر پر چل نکلے اور دوران سفر آپ ہندستان پہنچ گئے اور وہاں کے مشہور علاقے جودھپور، جیسلمیر اور بیکانیر میں کافی وقت گزارا۔اسی دوران آپ نے ہندی زبان میں وسیع شاعری کی اور لوگوں کو راہ حقیقت بتاتے رہے۔آپ کی ہندی کی مشہور تصنیفات درج ذیل ہیں:

1۔من پربودھ　　2۔ادھ بدھ گرنتھ

3۔سرب گیان　　4۔اگم وارتا

جس طرح بھگت کبیر اور اس کے معتقد شاعر دادو دیال داس۔دھرم داس،گرونانک ،سُندر داس اور چرن داس کے بھجن مشہور ہیں جو روحلؒ سائیں کے مطالعے میں رہے۔ہندی شاعری کو چار ادوار میں بانٹا گیا ہے پہلا دوٗر 1100ء سے 1650 تک رہا۔دوسرا دوٗر 1650ء سے 1875ء تک تیسرا دور 1875ء سے 1910ء تک اور موجودہ چوتھا دوٗر 1910ء سے لیکر آج تک چل رہا ہے۔

صوفی روحل فقیر دوسرے دوٗر کے شاعر ہیں اس دوٗر میں راجستھان (انڈیا) شاعری کا مرکز بنا۔راجستھان کی طرف سندھ کے اکثر صوفیوں کا آنا جانا رہتا تھا اور اس دوٗر کو عشق کی شاعری کا عظیم اور بڑا دوٗر سمجھا جاتا ہے۔

صوفی روحل فقیر،کبیر صاحب سے بہت متاثر تھے آپ نے اپنی شاعری میں کبیر صاحب کا ذکر بھی کیا ہے۔آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

ہوں میں سکل،سکل سوں نیارا، میں داس کبیر کہایا
کہت روحل ہم روحل ناہیں ،کبیر روپ ہمارا

اس شعر میں روحل صاحب فرماتے ہیں کہ میرا روپ کبیر کا روپ ہے ۔صوفی روحل فقیر نہ صرف روپ کبیر جیسا تھا بلکہ شاعری کی منزل اور معراج بھی ایک جیسی نظر آتی ہے۔

کبیر داس کے معتقدین میں چرن داس ،شیو

بھجن روپ جوگ

صوفی شاہو سائیں

سادھو بھائی واں گھر کھیل ہمارا ہم بھی نہیں تم بھی نہیں
نہیں کو سکل سنسارا
☆کیا ہندو کیا ترک سڈاوے ، دونوں مانگن ہارا
او گنگا او مکّے جاوے، جھگڑا لاگا بھارا
☆پر گھٹ رام جانے سب کوئی ، موتی بندھ لگارا
گھٹ کی گنگا تائے نہ جانی ، واں را ماھنڈا کارا
☆تین گُناں میں سب جگ باندھا، چوتھا گام ہمارا
نام شہر کا بے گم نگری ، ماریا پریم نقارا
☆نانگا نہ پھروں کپڑا نہ پہروں ، نہیں کوئی وِڑ ہمارا
ہم واسی اس دیس کا ، جہاں اوا گوں نوارا
☆ہم میں سرب ، سرب سے نیارا، جیوں جل ڈِست تارا
کہے ''شاہو'' سنو گرو روحل سب گھٹ درشن تھانرا



صوفی تاج محمد فقیر
صوفی حضور احمد خان
اور دیگر عقید تمندوں کو
گیان دیتے ہوئے

نارائن ،غریب داس ،رام سیٹھی ، جگ جیون داس شامل ہیں جو روحل فقیر کے دوَر میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔

ایک جگہ صوفی روحل فقیر ہندی میں فرماتے ہیں

تُوں داتا جگت گُرو ، میں مانگو دان جگیاس
روحل کوں راکھ لیو ، چرن کمل کے پاس

اس شعر میں صوفی روحل فقیر فرماتے ہیں کہ اے مالک تو میرا رہبر ہے میں تم سے بھیک مانگتا ہوں کہ مجھے اپنے پاس اپنے قدموں میں جگہ دے دے،ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

رام رتن دھن چھوڑ کر مورکھ میلے مال
روحل اندھیاں سودا ہاریا کوڈی بدلے لعل

یعنی بے وقوف و کم عقل لوگ مالک کے انمول ہیرے جسے نام کی دولت کو چھوڑ کر دنیا اکٹھی کرنے میں مصروف رہتے ہیں صوفی روحل فقیر فرماتے ہیں کہ یہ اندھے لوگ مالک کے انمول ہیروں کو کوڑیوں کے بدلے فروخت کر کے زندگی کی بازی ہار گئے ہیں ہند اور سندھ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سولویں اور سترویں صدی میں عظیم صوفی شاعر پیدا ہوئے جنہوں نے جھوٹ سے کنارا کش ہو کر سچ کی راہ کو اپنایا اور لوگوں کو اس راہِ حقیقت سے آشنا کیا۔

اسی دوَر میں یہ خطہ سیاسی ہلچل کا شکار رہا۔1658ء سے 1707ء تک اورنگزیب مغل نے اپنی منتشر قوتوں کو اکٹھا کیا جس کے بعد سیاسی بدنظمی پھیل گئی نادر شاہ نے 1739ء میں حملہ کیا اور 1756ء میں احمد شاہ ابدالی نے تباہی برپا کر دی ،مرہٹوں نے مغلوں پر حملے شروع کر دیئے۔

سندھ میں میاں عبدالنبی اور سرفراز خان اپنی بادشاہت بچانے کی کوششوں میں لگے رہے۔ اور ٹالپروں میروں کی حکومت کا آغاز ہونے والا تھا۔اس دوَر میں جو بھی صوفی شاعر آئے ان کی شاعری میں حب الوطنی محبت امن اور بھائی چارے کا درس شامل تھا۔عام لوگوں نے امن اور سکون کی تلاش میں مختلف مذہبوں کے مختلف فرقوں میں پناہ لے لی اسی دوَر میں صوفیوں کی تحریک طاقت ور بنی جس کی بنیاد سندھ کے عظیم صوفی حضرت صوفی شاہ عنایت شہید نے ڈالی۔صوفی روحل فقیر بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی بنے جو کلہوڑا حکومت سے الگ ہو کر اسی تحریک میں شامل ہو گئے۔

صوفی روحل فقیر کی اس قربانی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنے بلند درجہ کے عظیم انسان اور درویش ہستی تھے ۔صوفی روحل فقیر نے ہُندی زبان میں بھی بڑی کثرت سے شاعری کی ہے ایک جگہ فرماتے ہیں۔

مُنش کو اوتار بھلو ، نج نام بناں کہیں کام کسی کو
جیوں کا من ہار سنگھار کرے، بھرتار بناں سب لاگت پھیکو
چیت اچیت کہوں تم کو، دل بھیتر بسے نور پربھ جی کو
تنت جوت سروپ بسے اُرانتر ،روحل رنگ لاگو تبھیں کو

یعنی صوفی روحل فقیر فرماتے ہیں کہ اگرچہ انسان اشرف المخلوقات ہے مگر صحیح راستے کے علم کے بغیر انسان کسی کام کا نہیں ہے۔

جس طرح ایک بیوہ عورت ہار سنگھار کرے مگر خاوند نہ ہونے کی وجہ سے اس کا بناؤ سنگھار کسی کام کا نہیں رہتا ۔اے غافل میں تجھے کہتا ہوں کہ تیرے اندر اسی مالک کا نور ہے اور وہی آدمی کامیاب ہوتا ہے جس کو اس کے اندر کی یعنی نور کی پہچان ہو۔

صوفی روحل فقیر کی شاعری اور اس کی منزل وہی ہے جو منزل کبیر کی تھی ۔صوفی روحل فقیر نے کبیر کے ساتھ گہرا تعلق جوڑا ہے اور اس کا ذکر یوں کرتے ہیں

کاشی کنڈڑی ایک ہے روحل روپ کبیر
چل آوے تو مٹ جاوے جنم جنم کی پیڑ

ہندو مذہب کے لوگ آج بھی صوفی روحل فقیر کو کنڈڑی جو کلتار کے نام سے پکارتے ہیں ۔

صوفی روحل فقیر کا وصال 1804ء میں ہوا اور آپ کا مزار مبارک عالیشان مقبرے کے ساتھ کنڈڑی میں ہے ۔صوفی روحل فقیر کا نیا مقبرہ 1995ء میں صوفی تاج محمد فقیر نے بنوایا۔آپ کا عرس مبارک ہر سال شایانِ شان طریقے سے منایا جاتا ہے۔دل کی بات یہ ہے کہ صوفی روحل فقیر کی شاعری پڑھنے سے دلی سکون ملتا ہے۔

☆☆☆

سندھ کے کبیر ۔روحل فقیر

اختر درگاہی (سیکریٹری بیدل یادگار کمیٹی)



اس مقالے میں خطہ ء سندھ کی ایک ایسی علمی وفکری شخصیت کا ذکر کیا جارہا ہے جو اپنے فن وفکراور طرز عمل کے اعتبار سے بڑی اہم اور کافی حوالوں سے سندھ کی ادبی وفکری تاریخ میں ایک منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

روحل فقیر کا نام یوں تو سندھ کی صوفیانہ تحریک اور شاعری کے حوالے سے بڑی عزت و احترام سے لیا جاتا رہا ہے لیکن بیشتر تاریخ نویسوں اور تذکرہ نویسوں نے روحل فقیر کی شخصیت کی ان خصوصیات کو سرسری نظر سے دیکھا ہے جو اصل میں ان کو سندھ کے دوسرے صوفی مفکروں اور شاعروں اے لگ تھلگ، منفرد اور یگانہ ظاہر کرتی ہیں۔

روحل فقیر کی ولادت سندھ میں کلہوڑا دور حکومت میں ہوئی یہ وہ ہی دور ہے جو سندھی ادب کا سنہری دور کہلاتا ہے اسی دور میں سندھ کے عظیم شاعر ومفکر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی بھی گزرے ہیں روحل فقیر کے بنیادی تذکرہ نویس لطف اللہ بدوی نے انکا سن ولادت 1734ء اور سن وفات 1804ء لکھا ہے،(1) جبکہ میاں تاج محمد صوفی فقیر نے اپنی تصنیف ''سرتاج کنڈڑی'' میں روحل فقیر کا سن ولادت 1124 ہجری بیان کیا ہے (2) جو عیسوی سن 1709ء نکلتا ہے (3) سندھ وہند کے نامور محقق ڈاکٹر مُرلیھر جیٹلے ، لطف اللہ بدوی سے اختلاف رائے رکھتے ہوئے روحل فقیر کی ولادت اٹھارویں صدی کی پہلی دہائی میں ہونے کو کہتے ہیں اپنی اس رائے کو مضبوط بنانے کیلئے ڈاکٹر جیٹھلے لکھتے ہیں کہ روحل فقیر نے جودھپور کے راجہ بجیہ سنگھ کیلئے ایک کتاب ''اگم وارتا'' لکھی تھی جودھپور کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ راجہ بجیہ سنگھ 23 برس کی عمر میں سن 1753ء کو جودھپور کی گدی پر جلوہ افروز ہوئے اور چالیس سال تک حکومت کی روحل فقیر سے راجا بجیہ سنگھ کے والد راجہ بخت سنگھ کی بھی عقیدت مندی تھی اور جب روحل فقیر نے ''اگم وارتا'' کا درس دربار میں دیا تو یقیناً روحل فقیر کی عمر اچھی خاصی بڑی ہوگی(5)۔ڈاکٹر جیٹھلے کی اس رائے کو تصوف میاں تاج محمد صوفی فقیر کی کتاب ''سرتاج کنڈڑی'' کے اوپر بیان کئے گئے حوالے سے بھی ملتی ہے جس میں صوفی تاج محمد صاحب نے روحل فقیر کا سن ولادت 1124ھ مطابق 1709ء لکھا ہے۔ یہ سن ولادت اس لحاظ سے بھی مستند سمجھنا چاہیے کیوں کہ اس تذکرہ کی اشاعت ابھی 1999ء میں ہوئی ہے اور میاں تاج محمد صوفی صاحب، روحل فقیر کی اولاد میں سے ہیں اور درگاہ روحل فقیر (کنڈڑی شریف) کے سجادہ نشین بھی میاں تاج محمد صاحب نے روحل فقیر کا سن وفات 1194 ہجری لکھا ہے(6) جس کی عیسوی سن تقویم 1780ء نکلتی ہے ۔(7) اس سے پیشتر تذکرہ نویسوں نے روحل صاحب کا سن وفات 1804ء بیان کیا ہے مندرجہ بالاسطور کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ روحل فقیر کی سن ولادت وسن وفات پر تذکرہ نویسوں میں اختلاف رائے موجود ہے نہ صرف یہ بلکہ ان میں پورے 24 سال کا فرق ہے بہرحال ہم اس مقالے میں روحل فقیر کی شخصیت کا احاطہ ڈاکٹر جیٹھلے اور صوفی میاں تاج محمد صاحب کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے کریں گے جس سے یہ معلوم ہوگا کہ سندھ کے عظیم شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی کی وفات کے وقت روحل فقیر 43 برس کی عمر کے تھے اور جب خود روحل فقیر کی وفات ہوئی تو اس وقت سندھ کے عظیم صوفی سچل سرمست 41 برس کے اور سامی (1743-1850ء) 37 برس کی عمر کے تھے لحاظ تاریخی اعتبار سے ایک بات تو یہ سامنے آتی ہے کہ سندھ کے صوفیانہ فکری وشعری تاریخ میں شاہ لطیف کے بعد اگر کوئی طاقتور نام آتا ہے تو وہ روحل فقیر کا ہے اور دوسری بات کہ سندھ کے دو بڑے صوفی شاعر سچل سرمست اور سامی، روحل فقیر کے ہم

عصر رہے لیکن سچل سرمست اور سامی سے سنئیر شاعر و بزرگ ہونے کے ناطے روحل فقیر کی شخصیت اور شاعری بڑی اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ روحل فقیر کے کلام کا ان دونوں شاعروں کے فکر وفن پر ضرور اثر ہوتا ہوگا سچل سرمست کے کلام پر تو روحل فقیر کے کلام کا اثر نمایاں ہے اس حدتک کہ روحل فقیر کی ایک سرائیکی کافی:

نہیہ لگا موہن پیارے دا
پیارے دا کلنگی وارے دا

کا مطلع اور ایک مصرعہ ہو بہو سچل سرمست کے کلام میں بھی ملتا ہے یہ روحل فقیر کی کافی کا کمال ہے کہ اس سے نہ صرف سچل سرمست متاثر ہوئے ہیں بلکہ سچل سرمست کے بعد سندھ کے نامور صوفی عالم وشاعر حضرت بیدل فقیر نے بھی اس سے متاثر ہو کر ایک کافی لکھی کہ

سئیاں ویکھو رنگ پیارے دے
پیارے دا دلدارے دا

سندھی ادبی تاریخ میں شاہ عبدالطیف بھٹائی کے بعد فوری طور پر سچل سرمست کا نام آتا ہے کیوں کہ سندھی شاعری میں شاہ عبدالطیف کے بعد فکری اور فنی اعتبار سے سچل سرمست کا حصہ زیادہ ہے لیکن جس شاعر و شخصیت سے خود سچل سرمست بھی متاثر ہوں اُنکی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے سوال یہ ہے کہ شاہ لطیف اور سچل سرمست کے درمیان صوفی فکر و شاعری میں ایک باکمال شخصیت کے مالک روحل فقیر کی شخصیت کو اس انداز سے اُجاگر کیوں نہیں کیا گیا۔ میرے خیال کے مطابق اس کا ایک ہی جواب ہے کہ روحل فقیر نے سندھی و سرائیکی کلام صرف بیس فیصد لکھا جبکہ ان کا اسی فیصد کلام ہندی زبان میں ہے(8) لیکن اگر روحل فقیر کے سندھی اور سرائیکی کلام کا بھی بغور مطالعہ کیا جائے تو وہ فنی اور فکری حوالے سے بلند مرتبہ کلام اور فکر معلوم ہوتا ہے میری اپنی رائے ہے کہ اگر روحل فقیر اپنا کلام صرف سندھی زبان میں لکھتے تو آج سندھ کی تاریخی میں ان کا ادبی مقام کچھ اور ہوتا اور سندھی کلاسیکی شاعری کی تر مورتی (شاہ لطیف ،سچل،اور سامی) میں لطیف کے بعد روحل کا نام آتا بہرحال یہ بات بھی مسلّم ہے کہ روح فقیر کا جتنا بھی سندھی اور سرائیکی کلام دستیاب ہے وہ فن وفکر کے اعتبار سے بڑے اعلیٰ درجے کا اور سندھ کی ادبی تاریخ میں بڑی ہی اہمیت کا حامل ہے سرائیکی زبان کا ذکر ہوگا تو روحل فقیر کے حوالے سے اہم بات یہ بیان کی جاسکتی ہے کہ روحل فقیر سندھ کے وہ پہلے شاعر ہیں جنہوں نے سندھ میں سرائیکی شاعری کی بنیاد رکھی روحل صاحب کی مادری زبان بھی سرائیکی تھی اور ان سے پہلے سندھ میں کوئی سرائیکی زبان کا مضبوط شاعر نظر نہیں آتا۔ اس بات کا اظہار ڈاکٹر جیٹھلے نے بھی کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ سرائیکی صنف سُخن سی حرفی کا رواج بھی سندھ میں روحل نے ڈالا۔(9) روحل فقیر کی سرائیکی شاعری بہت خوبصورت ہے اور فنی وفکری اعتبار سے بھی اہم ملاحظہ ہو:

لوک آکھے ہے روحل بولیندا
کوئی آکھے ہے ذات زنگیجا
نہیں روحل نہیں ذات زنگیجا
اے کوئی سر الاہی ہے۔

(10)

چشم آب حیاتی دا دل اندر حوض حضوری
سردے سودے چیندے عاشق پریت جھاں دی پوری
سے جنیدیا موتو تھی کر بیٹھے پایا سُکھ صبوری
روحل رنگ ہک دے رتی سے نور ملے وچ نوری

روحل فقیر اپنی شخصیت کے حوالے سے بھی یگانہ صفت اور منفرد صوفی رہنما تھے وہ نہ صرف اپنی فکر میں ایک انقلابی شاعر صوفی تھے بلکہ عملی طور پر بھی ایک سچے، نظریاتی اور انقلابی کا کردار ادا کیا وہ ان انقلابی صوفی مفکروں میں سے تھے جنہوں نے کبھی بھی حاکموں کی قصیدہ گوئی نہیں کی اور نہ ان سے کوئی Compromise کیا روحل فقیر کی زندگی کے بیشتر سال سندھ میں سیاسی اور سماجی طور پر انتشار اور افراتفری میں گزرے وہ جب صرف آٹھ سال کے تھے تو اس وقت سندھ کے ایک عظیم صوفی اور انقلابی مفکر شاہ عنایت جھوک

والے کو دھکا دیکر شہید کیا گیا اور جب روحل فقیر سن بلوغت کو پہنچے شاہ عنایت کی شہادت کا واقعہ ابھی تازہ تھا اور انکے ذہن و دل کو غمزدہ کر دیا روحل فقیر جب 29 برس کے تھے تو نادر شاہ دہلی کے بعد سندھ پر حملہ آور ہوئے اور سندھ کے عوام پر ایک دہشت ناک ماحول برپا ہوا اور روحل فقیر کے ہی علاقے عمر کوٹ میں میاں نور محمد کلہوڑا سے ایک کروڑ نقد وصول کیا اور ان کے عظیم الشان کتب خانہ کو لوٹا۔(12) روحل فقیر جب 39 برس کے تھے تو نادر شاہ کے جانشین احمد شاہ ابدالی نے سندھ پر شب خون مارا۔(13) ایسی صورتحال میں کہ سندھ کے عوام کو متحد و منظم کیا جاتا سندھ کے کلہوڑا حکمران اپنے خاندانی فسادات و اختلافات میں مصروف عمل رہے۔ یہ تھی وہ صورتحال کہ جس میں روحل فقیر جیسا اہل دل اور اہل سُخن اور وطن کی عزت اور وحدت کے خواب سجانے والا اپنے فکر اور عمل میں بے تاب اور بے قرار تھا اب ان میں ایک انقلابی سوچ ابھر رہی تھی اور ایک اہم فیصلہ کرنے کی گھڑی آ پہنچی تھی روحل فقیر سندھ کے ایک معتبر گھرانے کے فرد تھے اُنکے والد میاں شاہو خان سندھ کے کلہوڑا حاکم دین محمد کلہوڑا کے وزراء میں سے تھے اور روحل فقیر کو بھی اپنے والد کی خدمات کے سلسلے میں وزیر خزانہ و مال مقرر کیا گیا۔(14) روحل فقیر شاید سندھ کے واحد صوفی شاعر تھے کہ جو ایک اعلیٰ سرکاری عہدے پر فائز رہے لیکن سندھ کی مندرجہ بالا صورتحال کی وجہ سے ان کا دل جو ایک سچے صوفی کا دل تھا حکومت میں رہ کر عوام پر ظلم و ستم کو برداشت نہ کر سکا اور سیاسی چال بازیوں اور مکاریوں کو دیکھ کر اس اعلیٰ سرکاری عہدہ سے علیٰحدہ ہو گئے روحل فقیر سندھ کے عظیم سپوت اور انقلابی صوفی شاہ عنایت شہید کے فرزند شاہ عزت اللہ کی ارادت میں شامل ہوئے (15). روحل فقیر کا اعلیٰ سرکاری عہدے سے علیٰحدہ ہونا اسکی شخصیت کو سندھ کی تاریخ میں ایک بلند مرتبہ اعزاز عطا کرتا ہے

اب ہم روحل فقیر کی ہندی شاعری کی طرف آتے ہیں کہ جس میں اُن کا کوئی ثانی نہیں بلکہ وہ تو سندھ میں لکھی گئی ہندی بھگتی شاعری کے امام ہیں۔ روحل فقیر کے ہم پلہ سندھ میں کوئی بھی ہندی شاعر نظر نہیں آتا اور روحل فقیر ہی ہیں کہ جنہوں نے سندھ میں ہندی شاعری کو متعارف کرایا بلکہ اسے عروج بھی دیا ڈاکٹر جیٹھلے بھی لکھتے ہیں کہ موجودہ معلومات کی روشنی میں روحل فقیر سندھ کے وہ پہلے درویش شاعر ہیں جنہوں نے ہندی شاعری کی بھگتی بھاونا کی ریت سے متاثر ہو کر نہ صرف سندھی اور سرائیکی میں شعر لکھا بلکہ ہندی زبان میں بھی چار کتاب تصنیف کیں۔(16) اسی اعتبار سے روحل فقیر کا مقام سندھ کے باقی شاعروں سے منفرد اور علیٰحدہ بنتا ہے انہوں نے تو ہندو فلسفہ، ویدوں، گرنتھوں اور شاستروں کا بھی گہرا مطالعہ کیا اور ان میں جو اعلیٰ فکر تھا انکو اپنے کلام میں فروغ دیا۔ سندھ کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ باجود یہاں ہندو مذہب فلسفہ موجود تھا لیکن روحل فقیر سے پہلے اس زبان اور فکر کا کوئی طاقتور نام نہیں ملتا کہ جس نے روحل کی طرح ہندی شاعری کی یا اس کی بھگتی فکری لہر کو فروغ دیا ہو وہ روحل فقیر ہی تھے کہ جنہوں نے سندھ میں اس خموشی کو توڑ کر ہندوستان کی بھگتی شاعری سے متاثر ہو کر اسی کے طرز و فکر میں با کمال ہندی رچنائیں لکھیں اس کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روحل فقیر کا جنم راجھستان کے قریب عمر کوٹ میں ہوا جہاں ہندی تہذیب و تمدن اور زبان و ماحول کا بڑا اثر تھا اور یہ بھی کہ روحل فقیر کے پہلے گرو سنت ڈونگر مہاراج تھے کہ جس کے حلقہ میں رہ کر روحل فقیر کو ہندی شاعری اور خاص طور پر بھگتی شاعری روایت کو پڑھنے کا موقع ملا جب اس سلسلے کے اہم اور عظیم شاعروں اور فلاسفروں نام دیو، کبیر، دادو دیال، گرداس، راما، تلسی داس اور میراں بائی کی رچنائیں پڑھیں اور سُنیں تو ان سے بیحد متاثر ہوئے یہی وجہ ہے کہ روحل فقیر کی ہندی شاعری انہیں کلاسیکی ہندی بھگتی شاعری کا اثر لیے ہوئے ہے۔

''بھگتی''، عشق کو کہتے ہیں وہ ہی عشق کا جذبہ جو

اسلامی تصوف اور برصغیر کے نامور صوفی شاعروں کے کلام میں عشق الاہی کے طور پر موجود ہے علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں کہ ہندو مذہب میں کرشن کے دوروپ ہیں ایک گیتا کا ودوان اور دوسرا بندرابن کا گوپال جو رادھا کا عاشق ہے بعد میں کرشن محبوب الٰہی بن گیا جس کے فراق میں رادھا کی رُوح تڑپتی ہے پُرانوں (ہندو مذہبی کتاب) میں بھی ہے کہ اس سنسار چکر سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے بندہ بھگوان کے بھگتی (عشق) کرے ہندی شاعری سے پہلے یہ بھگتی سوچ اور لہر شنکر اور رامانج کے بھجنوں سے شروع ہوئی پندرھویں صدی میں بڑے بھگت شاعر پیدا ہوئے جنہوں نے اس لہر کو برصغیر میں پھیلا دیا۔ان میں دوقسم کے شاعر ہیں ایک کرشن بھگت اور دوسرے رام بھگت (17) میرے مطالعے کی روشنی میں ہندی بھگتی کے عظیم شاعر کرشن بھگت زیادہ ہیں ۔جن کے امام بارویں صدی کے جے دیو تھے ۔آگے چل کر نام دیو، دادودیال بابا فرید، امیر خسرو، رامانند، میراں، گرونانک، تُلسی، گُرداس، پلٹو صاحب ،اس فہرست میں اہم نام ہیں۔پلٹو صاحب نہ صرف ہمارے روحل فقیر کے ہمعصر تھے بلکہ ہم عمر بھی۔پلٹو صاحب کا ذکر چلا ہے تو ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

دودین کے بیچ میں پلٹو داس حریف
مسلمان ربیع میر ہندو بھیا خریف (۱۸)

پلٹو صاحب کا ذکر اس لئے چلا کہ وہ روحل فقیر کے ہم عصر ہم عمر ہونے کے علاوہ اس دور کے اہم بھگت بھی ہیں۔لیکن روحل فقیر کے کلام پر جس بھگتی شاعر کا سب سے زیادہ اثر ہے وہ ہے کبیر صاحب شاید اس لئے بھی کہ کبیر صاحب ہندی بھگتی شاعری کے علمبردار تھے اور روحل فقیر نے ان کے کلام کو بڑے عقیدت ومحبت سے پڑھا اور سُنا روحل فقیر کبیر صاحب کی شخصیت اتنے متاثر ہوئے ہیں کہ انہوں نے اپنی شاعری میں کبیر صاحب کا ذکر جابجا بڑی عقیدت واحترام سے کیا ہے۔

موں میں سکل سوں نیارا
میں داس کبیر کھایا
کھت روحل ہم روحل بھی ناہیں
کبیر روپ ہمارا

(19)

سادھ کبیر ہوتا میں کاسی
مل پنڈتاں توں کینے ہاسی
ایک پل کبیر بھیا اُداسی
دیبل میں بھ بار اُتاریو

20)

ان اشعار میں روحل فقیر نے اپنے آپ کو کبیر صاحب کا داس کہا ہے اور آگے چل کر انکی شخصیت اور کلام میں اتنے Involve ہوگئے ہیں کہ خود اپنے آپ کو کبیر صاحب کا روپ کہا ہے۔اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔کہ روحل فقیر کے ہندی کلام پر کس قدر کبیر صاحب کی شخصیت،فکروفن کا اثر پایا جاتا ہے۔

روحل فقیر کی ہندی شاعری کے بغور مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ فنی اعتبار سے بھی روحل فقیر نے کبیر صاحب کا ہی لہجہ اور ہیت استعمال کی ہے۔

کہت کبیر سنو بھائی سادھو
صاحب ملے صبوری میں
کہت کبیر سنو بھائی سادھو
وہ کیا لڑسیں رن میں

(کبیر صاحب)(21)

کبیر صاحب نے اپنے کلام کے آخری شعر میں جب اپنا نام استعمال کیا ہے تو کچھ اس طرح سے کہ ’’کہت کبیر سنو بھائی سادھو ‘‘کبیر صاحب کا یہ لہجہ وانداز روحل فقیر کو اتنا پسند ہوا ہے کہ انہوں نے بھی اپنے کلام کے کئی اشعار میں اس طرح اپنا نام استعمال کیا ہے۔

کہت روحل ہم روحل بھی ناہیں
کبیر روپ ہمارا
آواگون میں کبھو نہ آوے
اوھی الکھ پرس کی آن
کہت روحل سنو بھائی سادھو
ڈھونڈھ لیا گھر سارا
کہت روحل کوئی سنت بیراگی
رہت ہمارا رستہ

(22)

مطلب کہ روحل فقیر کے ہندی کلام کے مطالعہ سے کبیر صاحب کا ہی روپ نظر آتا ہے جو روحل فقیر کے بھیس میں ڈھائی سو سال بعد سندھ میں نروار ہوا۔ اگر روحل فقیر کو سندھ کا کبیر کہا جائے تو عین صحیح ہے کبیر صاحب نے جو فکر اپنی شاعری میں بیان کی روحل فقیر نے نہ صرف اس فکر کو پروان چڑھایا بلکہ اپنی ہندی شاعری کی فنی عمارات بھی کبیر صاحب کے فنی بنیاد پر رکھی اور روحل فقیر نے ہندی بھگتی شاعری کی ایسی خوبصورت عمارت تخلیق کی جس کے حسین رنگ اور پھلواڑی صدیوں تک نہ صرف سندھ میں بلکہ پورے برصغیر میں دائم وقائم ہے اور اس میں ہندی بھگتی شاعری اور سندھ کی صوفیانہ شاعری کی آمیزش اور خوشبو اپنے خوبصورت رچاؤ اور بہت ساری فنی خوبصورتیوں اور خصوصیات سے مالا مال ہے۔

من بیچو سنگرو کے پاس
تِس سیوک کے کارج داس

(کبیر صاحب)(23)

ست گرو پاؤں پڑت ہوں جن سنگ اپجیو گیان
دیا بھئی دیال کی تب جیتوگڈھ ابھیمان

(روحل فقیر)(24)

یہاں روحل فقیر کی ہندی شاعری کی کچھ ایسی مثال پیش کر رہے ہیں جو روحل فقیر کو دوسرے ہندی شعراء سے بھی منفرد مقام دیتی ہے روحل فقیر نے ایک ذہین صوفی شاعر کے ناطے اپنے پیش رُو بزرگوں سے جتنا استفادہ حاصل کیا وہیں ان کے کلام کی اپنی اصلیت اور پہچان بھی ہے جو اُسے اپنے پیش رؤں سے بھی یگانہ پیش کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار میں روحل فقیر ہندی شاعری رنگ، ڈھنگ، رموز اور فنی بلند عیاں ہے۔

موہن سُون پریت لگی موری
آپ کنوں چا آپ ملیا
پائی پریت کی ڈوری
موہن سُوں پریت لگی موری
سُرت نرت کی دُھنی لگائی
بن جھیا کی بات بتائی
کھس لیا دل زوری
موہن سُوں لگی پریت موری

میرے ہردے پھولیو برھ باگ
مل شیام سُندری کھیلے پھاگ
گیان دیپ گھٹ بھیو پرکاس
رین اندھیرو سکل سو ناس
کر کرپا ایسا دینو سنگ

لال گلال اُڈاوے ہوری کھیلے نِرنجن
ہاں ری سکھی میری کایا کی مندر
آنس منگل گاوے
کام کرودھ مِٹی جب ممتا

ہر چرنے چت لاوے
گیان گلال چودس برسے
برھوں بادل لاوَے
انتر جامی سُوں کھیلے ہوری
روحل رنگ لگاوئے

لاگی لگن سجن کی، کس کو کہیو نہ جایئے

روپ میں روحل اروپ میں قدرت
قدرت نرمل نُور
گیتی نُور پرگھٹ نُور
آد انت بھرپُور

(25)

ہم نے سندھ کے عظیم صوفی مفکر و شعر اور کبیر ثانی روحل فقیر کی شخصیت اور شاعری کا ایک سرسری جائزہ لیا ہے اور یہ مختصر مقالہ روحل فقیر کی فن وفکر اور شخصیت کا مکمل احاطہ نہیں کرسکتا کیوں کہ روحل فقیر کی شاعری اور ہندی تصانیف اپنے ہاں گونا گوں فکر وفلسفہ اور خوبصورت فن لیے ہوئے ہیں جس کا دائرہ صرف سندھ تک محدود نہیں لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ روحل فقیر کی سوانح عُمری اور تصانیف پر نئے انداز سے تحقیق کی جائے نتیجتاً اُنکی شخصیت اور شاعری کے کئی پہلو سامنے آسکتے ہیں۔

حوالہ جات

1) کنڈڑی وارن جو کلام (لطف اللہ بدوی) 1961ء

2) سرتاج کنڈڑی (میاں تاج محمد صوفی) 1999ء

3) تقویم ہجری وعیسوی (ابوالنصر محمد خالدی) 1993ء

4) ڈاکٹر مرلیدھر جیٹلے مضمون مطبوعہ ''روحل فقیر'' 2001ء، سکھر ہسٹاریکل سوسائٹی 2001ء

5) -----------------------

6) سرتاج کنڈڑی (میاں تاج محمد صوفی) 1999ء

7) تقویم ہجری وعیسوی (ابوالنصر محمد خالدی) 1993ء

8) ڈاکٹر مرلیدھر جیٹلے مضمون مطبوعہ ''روحل فقیر'' 2001ء

9) -----------------------

10) سرتاج کنڈڑی (میاں تاج محمد صوفی) 1999ء

11) -----------------------

12) بیدلؔ جو سندھی کلام (اختر درگاہی) 1997ء

13) -----------------------

14) سرتاج کنڈڑی (میاں تاج محمد صوفی) 1999ء

15) ڈاکٹر نواز علی شوق مقدمہ ''روحل فقیر'' 2001ء، سکھر ہسٹاریکل سوسائٹی

16) ڈاکٹر جیٹلے

17) وحدت الوجود تے پنجابی شاعری (علی عباس جلالپوری) 1992

18) پلٹو صاحب (ایس ایل سوندی) 1984

19) صوفی روحل فقیر مطبوعہ 2001ء سکھر ہسٹاریکل سوسائٹی

20) -----------------------

21) کبیر بھگت (ہرجی لال پریمی) 1994ء

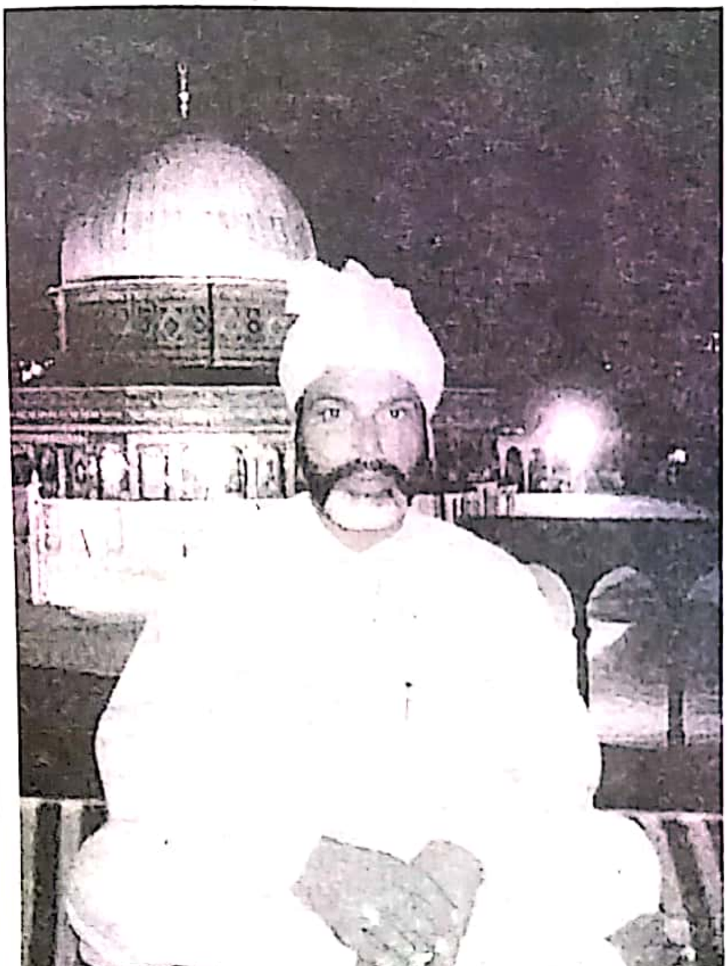
22) صوفی روحل فقیر مطبوعہ 2001ء سکھر ہسٹاریکل سوسائٹی

23) کبیر بھگت (ہرجی لال پریمی) 1994ء

24) صوفی روحل فقیر مطبوعہ 2001ء سکھر ہسٹاریکل سوسائٹی

25) -----------------------

☆☆☆



بھجن بدھاوا

صوفی تاج محمد فقیر

آج مورے گھر ست گرو آئے — رل مل سکھیاں منگل گائے
☆سیس بجن پر وارن واروں — بل بل سائیں بلہاری جاؤں
میرے آنگن شام پدھارے — آج مورے گھر-------
☆ست گرو صاحب پریت — عطر گلاب اُڈاؤں کستوری
دم دم درشن نیناں سمائے — آج مورے گھر-------
☆کنچن چندن کی سیج بچھاؤں — لعل موتیوں کا پتھرنا دھراؤں
میرے پیا رہبر مُرشد آئے — آج مورے گھر-------
☆داتا دُرّ محمد ہے صاحب میرو — تاج محمد کنول چرناں کو چیرو
دن رین تیرا گُن گائے — آج مورے گھر-------

صوفی درویش روحل فقیر کا پیغام

پروفیسر منظور بیدار

صوفی روحل فقیر زیریں سندھ کے بہت مشہور و معروف بزرگ شاعر گزرے ہیں آپ کی پیدائش بمقام ''کنڈڑی'' تحصیل روھڑی ضلع سکھر میں ہوئی۔آپ کے سن کے بارے میں متضاد باتیں ملتی ہے۔بہر کیف 1733ء یا 1734ء قرین قیاس ہے۔آپ کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں کوئی واضح اور مستند معلومات نہیں ملتیں لیکن اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ آپ کی تعلیم بہت اچھی طرح ہوئی۔اُن کے کام کی پختگی اور روانی کو محسوس کر کے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اُنہیں سندھی زبان کے علاوہ فارسی،عربی،سرائیکی اور ہندی زبانوں پر عبور حاصل تھا!صوفی روحل فقیر نے اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ بہتر زندگی گزارنے کے راہنما اصول بھی بتائے۔سر زمین سندھ کے وہ شعرا جن کے سر پر حیات جاوداں کا نورانی تاج چمک رہا ہے ان میں صوفی روحل فقیر کا شمار اُن شعراء کی اولین فہرت میں ہوتا ہے۔کنڈڑی سے صوفی روحل فقیر کی شاعری کی صورت میں جو محبت ،عالمانہ فاضلانہ تصوف کا چراغ روشن ہوا۔اس کی روشنی آج بھی کنڈڑی اور اس کے اطراف میں لوگوں کے لئے علم و ہدایت کی صورت میں زندہ ہے۔صوفی روحل فقیر کی شاعری اور تعلیمات اور ان کی نسل میں رُشد و ہدایت کا سلسلہ بدستور جاری ہے اور زیریں سندھ کے صوفی شعرا و طالب علموں کا آج بھی کنڈڑی مرکز ہے۔صوفی روحل فقیر ذات کے ''زنگیجو'' تھے۔انہوں نے اس بات کا ذکر اپنی شاعری میں اس طرح کیا ہے۔

لوک آکھے ہے ''روحل'' بولیندا
کوئی آکھے ہے ذات زنگیجا
نہیں روحل نہیں ذات زنگیجا
اے کوئی سرّ اِلٰہی ہے

صوفی روحل فقیر کے والد صاحب کا نام ''شاھُو فقیر'' تھا شاھو فقیر کے تین فرزند تھے۔بڑے بیٹے کا نام سلطان چھوٹے کا نام میوو تھا اور صوفی روحل فقیر منجھلے تھے۔

صوفی روحل فقیر نے اپنی شاعری کے ذریعے عوام النّاس کو زندگی کے قیمتی رہنما اصول بتائے۔جیسا کہ شعرا اپنی شاعری میں انسانی سوچ،ماحول اور اقدار کی نمائندگی کرتے ہیں اس لئے صوفی روحل فقیر کی بھی شاعری اپنے دور کی نمائندہ شاعری تھی۔جس میں عوام النّاس کی رہنمائی کے بہت قیمتی اور بنیادی اصول پیش کیے گئے تھے۔ان کی شاعری میں خدا پاک کی وحدانیت کا بھی اقرار ہے اور انسانی تعلقات کو انسانی بنیادوں پر قائم رکھنے کے لئے طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔اس لئے صوفی روحل فقیر کی شاعری ہماری اِنفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے نتیجہ خیز پیغام رکھتی ہے۔ان کی شاعری پڑھنے اور سمجھنے سے عشق کے آتش کی تپش انسانی روح پر جمی ہوئی مادیت کی برف کی تہ کو پگھلا دیتی ہے۔

صوفی روحل فقیر سائیں سچے عارف تھے اور ان کا عارفانہ کلام براہ راست دِل کی دنیا پر اثر انداز ہوتا ہے۔صوفی روحل فقیر کی خوبصورت ،دل میں سنبھال کر رکھنے والی شاعری سندھی،سرائیکی ،اور ہندی زبانوں میں ہے۔وہ انسان کی عظمت بیان کرتے ہوئے انسان کو''اشرف المخلوقات'' قرار دیتے ہیں۔

صوفی روحل فقیر کی شاعری کی گہرائی پر جب غور کرتے ہیں تو موجودہ دوَر کے انسان کی سب سے بڑی ٹریجڈی یہ محسوس ہوتی ہے۔کہ موجودہ دوَر کا انسان اپنی حقیقی پہچان کھو بیٹھا ہے۔انسان کے من میں محبت کے بدلے منافقت آ گئی ہے۔انسان کا خالق تو انسان کی سانس لینے والی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔لیکن انسان نہ جانے کیوں اِدھر اُدھر اُمید لگا کر خود کو خواہ مخواہ رُلا رہا ہے۔

صوفی روحل فقیر معاشرے میں اجتماعی وحدت کو بڑھانے اور زندگی کا مشترکہ مقصد حاصل کرنے کے لئے من کے مرشد کی

رہنمائی میں آگے بڑھنے کی بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں

جس وقت صوفی روحل فقیر کے کلام پر ان کے دوَر کو نظر میں رکھتے ہوئے غور و فکر کرتے ہیں تو ان کے کلام میں زبان، ہیئت، فن و فکر ،اسلوب،اصطلاحات تشبیہات اور استعارات کے ساتھ ساتھ اُن کی شاعری میں دیئے گئے فلسفہ کی گہرائی سے متاثر ہوئے بغیر رہا نہیں جاسکتا۔اس سلسلے میں اُن کی سرائیکی زبان میں شاعری ملاحظہ کیجیے:۔

دنیا ڈونڈھ تے طالب کُتے، سھناں مل کرتانی
ھڈی تے ہوڈ تھاندی، وڑھندے عمر وہانی
اندھیاں عشق اللہ دا چھوڑیا، پئے ولوڑن پانی
روحل روح ربانی باجھوں، بئی سبھ کوڑ کہانی

موجودہ دور میں دنیا کی مادہ پرستی والے چکر میں انسان انسانیت کی سطح سے گرتے گرتے ایک مادہ پرستی والی دنیا کا ایک ایسا روبوٹ بن چکا ہے۔جس کا جسم تو انسانی ہے مگر وہ روح کو کھو چکا ہے۔سندھ کے صوفی بزرگ شعراء نے بلا تخصیص ''وحدت الوجود'' یا ''وحدت الشھود'' کے فلسفہ میں یقین رکھتے ہوئے عوام الناس کو سطحی مفادات سے بالاتر ہو کر نیکی سچائی ،حق سچ، بہادری محبت اور انسانیت کا پیغام دیا ہے۔کیونکہ انسانیت کی نجات ان بنیادی اصولوں میں موجود ہے۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم اعلیٰ انسانی امنگوں اور اعلیٰ اقدار کے امین نہیں تو پھر ہمیں چاہئے کہ اپنے بزرگ شعراء کے پیغام پر غور و فکر کریں۔دنیا کے مشہور ترین دانا فلسفی ''ارسطو'' شاعری کے متعلق فرماتے ہیں کہ'' شاعری فلسفہ سے زیادہ فکر انگیز ہوتی ہے اور تاریخ سے زیادہ سبق آموز ہوتی ہے''اس لیے ہماری نجات اسی میں ہے کہ صوفی روحل فقیر کی شاعری میں سے زندگی کی راہ تلاش کریں۔زندگی کے مقصد کی جانب اِشارہ کرتے ہوئے صوفی روحل فقیر فرماتے ہیں۔

سُنجانن سر سجن دا اوکھا بار اُٹھاون
وحدت والی وادی اندر
مشکل پیرا پاون
سر دا سودا کر گھن اول
پیچھے راہ پُچھاون
روحلؔ سب دی حاجت ناہیں
کیمیا قلب کماون

سندھی ادب کا ''کلہوڑا دورِ حکومت'' سُنہری دور تھا کیونکہ اس دوَر میں سندھی زبان کے بڑے بڑے شعراء پیدا ہوئے یہ ایسا دوَر تھا جس میں سینکڑوں شعراء پیدا ہوئے مگر افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ اُن میں سے کافی شعراء کی شاعری محفوظ نہ رہ سکی ورنہ شاعری کے سینکڑوں دیوان آج ہمارے پاس موجود ہوتے اس دوَر میں شاہ عبداللطیف بھٹائی جیسا عظیم شاعر پیدا ہوا۔اس دور میں شاہ عنائت راجہ محمد زمان اور صوفی روحل فقیر جیسے معیاری اور لافانی شعراء خدا پاک کی مہربانی سے سندھی زبان کو ملے۔

مجھے یہ لکھتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ اب تک صوفی روحل فقیر جیسے شاعر پر اس پیمانے پر کام نہیں ہُوا جیسا کہ ہونا چاہیے۔

سب سے پہلے محترم سائیں مرحوم لطف اللہ بدوی نے کنڈڑی کے دو صوفی شعراء ''صوفی روحل فقیر'' اور مراد فقیر کا کلام مرتب کر کے ''کنڈڑی والوں کا کلام'' کے عنوان سے سندھی ادبی بورڈ کے حوالے کیا جو شائع ہو چکا ہے۔

مرحوم لطف اللہ بدوی کے مرتب کیے ہوئے کلام کو ناقدین نامکمل قرار دیتے ہیں کیونکہ صوفی روحل فقیر نے سندھی زبان کے علاوہ ہندی زبان میں بھی مثالی شاعری کی تھی جو کہ مندرجہ بالا ترتیب دی گئی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

صوفی روحل فقیر کے کلام کے سلسلے میں ''سکھر ہسٹاریکل سوسائٹی'' کے اشاعتی سیکرٹری محترم ایاز گُل کی کوششوں سے ڈاکٹر نواز علی شوق کا مرتب کیا ہوا کلام ''کنڈڑی جو گلزار'' مئی 2001ء میں شائع ہو چکا ہے۔جس میں صوفی روحل فقیر کا سرائیکی ،سندھی ،اور ہندی کلام شامل ہے۔یہ کتاب ڈاکٹر نواز علی شوق صاحب کی محنت، محبت اور تحقیق کی اعلیٰ مثال ہے۔



صوفی روحل فقیر

صوفی روحل فقیر سندھی، سرائیکی ہندی، عربی اور فارسی زبانوں میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ اُن کا ہندی کلام جو کہ سوال و جواب کی صورت میں ہے ''آگم وارتا'' کے نام سے مشہور ہے۔

صوفی روحل فقیر نے اپنے کردار اور کلام کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں سے نفرت کی جڑ کو اکھاڑ پھینکا اور انہیں توحید کا پیغام دیا۔ صوفی روحل فقیر جیسا کہ بذاتِ خود وحدت والی سوچ کا مسافر تھا اس لیے انہوں نے اپنے معتقین کو بھی وحدت والی سوچ اپنانے کی ہدایت کی۔

صوفی درویش وحدتی شاعر روحل فقیر نے اپنی ساری زندگی وحدانیت کا پرچار کرتے ہوئے 1804ء میں ''کنڈڑی'' میں اپنی جان خالق حقیقی کے حوالے کی۔

کنڈڑی میں ہی آپ کا مزار موجود ہے جہاں پر ہر سال میلہ (عرس مبارک) لگتا ہے۔ میلے میں ادبی کانفرنس پروفیسر شمس صابر کی کاوشوں سے منعقد کی جاتی ہے۔

میلے میں صوفی روحل فقیر کے ہزاروں مرید و معتقدین اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

☆☆☆

روحل صاحب اور اس دؤر کے سیاسی حالات

سرور سیف۔ سکھر

سندھ کا مشہور صوفی شاعر، سندھی، ہندی، اور سرائیکی زبانوں تصوف، واحدانیت بھائی چارہ اور انسانیت کا سبق دینے والا، سیکولر سوچ میں رکھنے والا روحل ؒ فقیر کلہوڑہ حکمران کے سنہری ادبی زمانے کا شاعر ہے اس زمانے کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ شاہ عبدلطیف بھٹائی صاحب جیسا شاعر بھی اس دور میں گنا جاتا ہے۔ کلہوڑا حکمران کا دور 1701ء سے 1782ء پر مبنی ہے۔ اس سے پہلے سندھ پہ غدون کا قبضہ رہا ہے۔ ارغون، ترخان، اور مغلوں نے سندھ پر 1520ء سے 1700ھ تک تقریباً ایک سؤ اسی سال حکومت کی ہے۔ جنہوں نے سندھ اور سندھی لوگوں سے طرح طرح کے ظلم کیے، 1701ء میں کلہورا حکمران تو آئے مگر ان کی حکومت اپر سندھ پر تھی ٹھٹھہ والا علاقہ بہت عرصہ تک پھر بھی مغلوں حکومت تلے رہا، جب ٹھٹہ کا صوبیدار اعظم خان تھا اور میاں یار محمد کلہوڑ سندھ کے بہت سے علاقوں پر قابض ہو چکا تھا۔ تب ان دنوں میں دنیا کا پہلا کمیون باغی ''جو اگائے وہ ہی کھائے گا'' کا نعرہ بلند کرنے والا نئے نظام، ماوات اور اقتصادی برابری کے حق میں پرچم اٹھانے والا شاہ شہید بھورے اور میراں پور کے مظلوم لوگوں کی آنکھ کا تارا بن گیا تھا۔ اور استحصالی قوتوں، لٹیروں۔ ظالموں اور جاگیرداروں اور پیروں کی آنکھ میں کانٹا بن کر چبھ رہا تھا۔ ان سب نے مل کر ہندوستان میں مذہبی بنیاد پرستی بنانے والے اورنگزیب کے پوتے فرخ سیر کا حکم حاصل کر کے میاں یار محمد کلہوڑہ، اعظم خان، پیر عبدالواسع جمل جت، نور محمد پلیجو، اور دوسروں نے سازش کر کے شاہ عنایت کو 1715ء میں شہید کیا۔

چار سال بعد میاں نور محمد کلہوڑہ سندھ کا تخت نشین ہوا۔ میاں نور محمد کے بھائی داؤد نے مخالفت اور بغاوت کی مگر اس کو ناکام بنایا گیا۔ اس سال مغل شہنشاہ محمد شاہ نے ہندوستان کا تخت سنبھالا۔ 1733ء میں میاں نور محمد کلہوڑہ نے مخدوم عبدالرحمٰن کو اس کے 222 ساتھیوں سمیت مسجد میں شہید کروا دیا اور اس کے ایک سال بعد یعنی 1734ء میں لطف اللہ بدوی کے مطابق روحل فقیر شاہو خان زنگیجو کے گھر تھر میں عمرکوٹ کے قریب پدماد بھٹ میں پیدا ہوا۔ ان کے والد صاحب فقیر شاہو خان میاں وال تحریک کے لیڈر میاں دین محمد کلہوڑ کی ملازمت میں تھا۔ جب روحل پانچ چھ سال کا تھا تو میاں نور محمد کے دؤر میں نادر شاہ ایرانی نے سندھ پر حملہ کیا۔ 1739ء میں نادر شاہ نے سندھ میں بہت ہی لوٹ مار کی، اس وقت مراد یاب ٹھٹھہ گئے ہوئے تھے۔ نادر شاہ کی ملتان کے حاکم زکریا خان قلات کے حاکم محبت خان بروہی اور امیر صادق محمد داؤد پوتہ نے مدد کی۔ میاں نور محمد نے مقابلہ نہیں کیا اور عمرکوٹ جا بسا مگر وہاں بھی اس کو نادر شاہ نے قید کیا۔ سبی پٹھانوں اور شکار پور داؤد پوتوں کو دے دی اور کچھ اور ڈاڈر میر محراب خان کو ملے۔ میاں کے دو بیٹے مراد یاب اور غلام شاہ کو نادر شاہ یرغمال بنا کر ایران لے گیا جو 1749ء-1750ء میں نادر شاہ کے قتل کے بعد سندھ واپس آگئے۔ جب روحل فقیر 19 یا 20 سال کا تھا تب 1753ء میں افغان سالار احمد شاہ ابدالی نے سندھ پر حملہ کیا اور سندھ میں نادر شاہ کی طرح لوٹ مار کی۔ میاں نور محمد احمد شاہ کا مقابلہ کرنے کی بجائے جیسلمیر بھاگ گیا اور لڑکر شہید ہونے کے بجائے کوھرہ کے گھاٹ کے نزدیک 9 دسمبر 1753ء میں فوت ہو گیا۔ 13 دسمبر کو میاں مرادیاب خان نے حکمرانی سنبھالی۔ کلہوڑا دور کا سندھ کی تاریخ کا اہم کردار راجو لیکھی روحل فقیر کا خالہ زاد بھائی تھا۔ راجو لیکھی نے میاں نور محمد کے دؤر میں ملازمت اختیار کی اور ترقی کرتے ہوئے میاں غلام شاہ کے دور میں وزیر خزانہ کے عہدے پہنچا راجو لیکھی کا اعتماد والا بندہ ہونے کے سبب روحل فقیر کو بھی ملازمت مل گئی۔ مرادیاب خان کی حویلی کا غلام شاہ نے 29 اگست 1757ء کو گھیراؤ کرایا اور اس کے

بیٹوں سمیت گرفتار کر لیا۔غلام شاہ نے مرادیاب کے دو بیٹوں کو ڈوبا کر مروا دیا۔ اور شاہ تین ماہ تک اقتدار میں رہا اور پھر عطر خان افغان نے دربار سے پروانہ حاصل کر کے سندھ پر قبضہ کرلیا۔میاں غلام شاہ بھاگ گیا۔1758ء میں میاں غلام شاہ اور عطر خان افغان کے بیچ روہڑی کے قریب امرکس واہ پرلڑائی ہوئی جس میں میاں غلام شاہ کی فتح ہوئی۔بعد میں عطر خان سندھ پر قابض ہو گیااور غلام شاہ کچھ چلا گیا۔جہاں شاہ گڑہ شہید آباد کیا۔تھوڑے ہی وقت میں غلام شاہ اور عطر خان افغان کا آمنا سامنا ہوااور سندھ کو 3 تین حصوں میں بانٹا گیا۔کچھ ہی عرصہ بعد غلام شاہ نے ساری سندھ میں قومی وحدت قائم کی۔اور 28 مئی 1959ء میں میاں غلام شاہ سندھ کے راج بھاگ کا مالک بنا۔مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کے کہنے پر ملک میں شرعی نظام قائم ہوا۔لاڑکانہ کے باغیوں کو کچلا گیا۔کھوسوں کے گاؤں ختم کروائے گیے۔ٹھٹہ میں قائم کوکلتاش کو علمدار مقرر کر کے 1762ء میں کچھ پر حملہ آور ہوا۔1770ء میں حیدر آباد شہر قائم کیا اور 1772ء میں فالج کی بیماری کی وجہ سے انتقال ہوگیا۔میاں غلام شاہ یا میاں مراد خان کی حکومت کے دوران راجو لیکھی کے ساتھ روحل فقیر بھی کلہوڑا حکومت کی ملازمت میں رہا۔اور غلام شاہ کا روحل فقیر خاص مقرب اور توشہ خانے کا ناظم مقرر ہوا۔1772ء میں میاں سرفراز حکمران بنا۔جوانی سادگی کی وجہ سے مکمل روجو لیکھی کے کہنے پر آ گیا۔دوسرے لفظوں میں جیسے سندھ کا سارا کام کاج راجو لیکھی چلانے لگا تھا۔راجو لیکھی نے میاں سرفراز خان اور میر بہرام میں اختلافات کروائے نتیجتاً 13 اگست 1775ء میں میاں سرفراز کے دربار میں میر بہرام خان اور اس کا بیٹا میر صوبیدار مارے گئے۔تالپروں نے بغاوت کی اور میاں سرفراز کو تخت سے اتار کر قلعہ میں نظر بند کر دیا۔محمود خان حکمران بنا اور سندھ کی معیشت پر منفی اثرات پڑے۔اس صورتحال نے روحل فقیر کو جھنجھوڑ دیا اور اُس نے حکومتی معاملوں سے کنارہ کشی اختیار کی روحل فقیر حالانکہ راجو اور تاجو لیکھی کا عزیز تھا لیکن ان کے کردار سے متنفر تھا اور تالپروں کی گئی زیادتیوں نے اس کو تالپروں کا ہمدرد بنایا۔توشہ خانے کی ناظمی چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی اور تھر چلا گیا۔روحل فقیر کے دل و دماغ پر کلہوڑا دوَر میں ہونے والی خانہ جنگی عظیم خان،عزت یار خان کی بغاوت ،افغانیوں کے بار بار حملوں نے بہت سے اثرات مرتب کئے اور روحانی سکون کی تلاش میں نکلا اور سندھ کے عظیم صوفی شاہ شہید کے مسکن جھوک میراں پور جا کر شاہ عزت اللہ سے قلبی قرار حاصل کیا۔روحل فقیر پہلا سندھی شاعر ہے۔فقیر صاحب جیسا کہ تھر سے تعلق رکھتا تھا ڈاٹکی ،مارواڑی اور ہندی پر مکمل دسترس حاصل تھی سرائیکی اور سندھی کے ساتھ ساتھ فارسی اور عربی پر بھی عبور حاصل تھا۔

میاں سرفراز خان کی معزولی کے بعد محمود خان نے دس ماہ حکومت کی جس کے بعد میاں غلام نبی نے اپنے ننہال جونیجوں کی مدد سے 1776ء میں حکومت حاصل کی اس نے تاجو لیکھی کو معزول کر دیا اور میاں عطر خان محمود خان اور میاں سرفراز کے بیٹے محمد خان کو حیدر آباد کے قلعے میں قید کر دیا۔دسمبر 1976ء میں میر بجار سے لڑائی میں غلام نبی کے کام آنے کے بعد اس کا بھائی میاں عبدالنبی سندھ کا حاکم بنا۔1777ء میں میاں عبدالنبی نے میاں سرفراز سمیت سبھی شہزادوں کو قلعے میں قتل کروادیا۔اس واقعے نے روحل فقیر کو بہت افسردہ کر دیا۔میاں عبدالنبی چھ سال سندھ کا حکمران رہا۔اس کے دوَر میں سندھ کی صورتحال مسلسل خراب رہی۔عبدالنبی اور عزت یار خان کے درمیان لڑایاں ہوئیں۔تالپروں کے سردار میر بجار خان کو عبدالنبی کی ماں نے 1782ء میں قتل کروادیا۔1781ء میں جودھپور کے راجا نے عبدالنبی کی مدد کے لئے لشکر بھیجا۔جس کو کھیرے میں شکست ملی۔اس عرصہ میں میاں

عبداللہ نے اپنے کو منظم ومضبوط کیا۔میر عبداللہ کے خوف کے مارے عبدالنبی نے افغان بادشاہ کو مدد کے لئے لکھا۔جس کی وجہ سے دسمبر 1781ء میں مددخان سندھ آیا اور پورا ایک سال سندھ میں لوٹ مار کی اور قتلِ عام کیا۔1782ء میں تالپروں نے میر فتح علی کی سربراہی میں میاں عبدالنبی سے ہالانی کے میدان پر مقابلہ کیا. جس میں کلہوڑہ اقتدار کا زوال ہوا اور تالپروں کی حکومت شروع ہوئی۔

صوفی روحل فقیر جیسا کہ تالپروں کا ہمدرد تھا اور اس نے تالپروں سے کلہوڑوں کی زیادتیاں دیکھیں تھیں۔اس وجہ سے میاں سرفراز کی ملازمت چھوڑ کر جھوک شریف روانہ ہوئے اور بعد میں جیسلمیر، جودھپور، بیکانیر کا دورہ کیا اور وہاں کے حاکموں کو تالپروں کے خلاف کلہوڑا حکمرانوں خاص کر میاں عبدالنبی کی مدد کے لئے فوج کشی سے روکنے کی کوشش کی۔جودھپور کا راجا بجے سنگھ فقیری کے علم سے بہت متاثر ہوا۔یہاں صوفی روحل فقیر نے بہت سارے شاستر رچائے اور درباری پنڈتوں سے مناظرے کیے جودھپور، جیسلمیر اور بیکانیر کے بہت سے لوگ صوفی روحل فقیر کے معتقد ہیں۔

صوفی روحل فقیر تالپروں کے شروعاتی سالوں میں تھر، بیکانیر، جیسلمیر، جودھپور اور جھوک میں رہے۔سیر وسیاحت، روحانی راز اور تصوف کی گہرائی تک پہنچے کے بعد اپنے مرشد کی ہدایت پر اپر سندھ کی جانب رخ کیا۔اس کی روحانی عظمت کا قدر کرتے ہوئے میر سہراب نے شاندار ااستقبال کیا۔صوفی روحل فقیر نے کوٹلی میں رہائش اختیار کی مگر بہت جلد کوٹلی کو الوداع کیا اور کنڈڑی کے اٹکاؤ سبب موجودہ جگہ کو اپنے مالک کا حکم مان کر اپنا مسکن بنایا۔1804ء میں صوفی روحل فقیر کا وصال ہوا۔

حوالے

1۔صوفی شاہ عنایت شہید (صوفی حضور بخش)
2۔کنڈڑی جو کلتار (ڈاکٹر نواز علی شوق)
3۔کنڈڑی وارں جو کلام (لطف اللہ بدوی)
4۔کلہوڑ دور حکومت (مخدوم محمد لاکھو)
5۔سرتاج کنڈڑی (میاں تاج محمد فقیر)

☆☆☆

"ابیاتِ مراد"

تن مکہ من مدینہ دل کعبہ کر جائیں
رب رسول ڈوہیں وچ بیٹھے نال یقین سنجانیں
"من عرف" نبی فرمایا بے شک شرک نہ آنیں
جو جج حضور "مراد" اتھاہیں ہئی سب کوڑ کہانی

☆☆☆

جے مقصود ملن دا ہووی کر گھن ساجھر سایا
وچ میدان محبت دے نت رکھیں قدم سوایا
اے سودا سر ڈیون باجھوں مفت نہ پلے پایا
پر جیندے مرن "مراد" سجایا پچھے مرن اجایا



"کلام صوفی مراد فقیر"

سُمن یہَن آرام نہ آوے
تو باجھوں کجھ مول نہ بھاوے
☆پل پل دے وچ پھالاں پاواں
ملاں بھوپے روز پچھاواں
خاک قدم دی نیناں لاواں
تارے گن گن رات وہاوے
☆جو کجھ کیتا تیڈے وچھوڑے
قسمت مارے بیٹھی لوڑھے
ہن تاں اے جند مول نہ چھوڑے
جے گھر آویں تاں سُکھ پاوے
☆عشق تہاڈے بریہہ وچھایا
سک تہاڈی ساون لایا
آون دا کر گھن ساجھر سایا
"مراد" ملن وچ ویل نہ لاوے

ایک انسان دوست....

صوفی روحل فقیر

نعیم شیخ (سکھر)

تصوف کی بنیاد خالص توحید کی فکر پر مبنی ہے۔قرآن مجید میں آیا ہے کہ "یہ لوگ اللہ کی جماعت ہیں'' آگاہ ہو جو جاؤ اللہ ہی کی جماعت فلاح پائے گی'' حضرت داتا گنج بخشؒ قدس سرہ" کشف المحجوب" میں فرماتے ہیں کہ تصوف کا لفظ رسول اللہ نے بھی ارشاد فرمایا: "جس نے اہل تصوف کی آواز سُنی اور اسے نہ مانا وہ بارگاہ الٰہی میں غافلوں میں شمار کیا گیا"۔ کچھ حضرات اہل صُفہ کو اسلامی دور کے پہلے صوفی قرار دیتے ہیں جو کہ حضور اکرم کے راز دار صحابہ کرامؓ تھے۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ نے مجھے علم کے ستر ابواب لکھائے اور میرے سوا یہ علم کسی اور کو نہ دیا (کتاب اللمع) سیدنا غوث اعظمؒ کے نزدیک دل کو ہر قسم کی آلائش سے پاک کرنا تصوف ہے۔تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ساتھ تجلیات ربانی کا مشاہدہ کرنا تصوف ،طریقت اور معرفت ہے۔صوفی بننے کے لئے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کیلئے کامل شیخ کی رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے تا کہ سالک گمراہیوں سے بچے۔جیسے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اللہ کی طرف سے وسیلہ تلاش کرو اس کی راہ میں جہاد کر تم کامیاب ہو جاؤ گے''۔وسیلہ وہ ہے جس کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے۔مولانا روم وسیلی سے مراد مرشد کی بیعت لینے کے ہیں۔حدیث میں آیا ہے: "جس سے علم سیکھو اس کے سامنے واضع اور عاجزی اختیار کرو"عوارف المعارف میں آیا ہے "مرید کو چاہیے مرشد کے ساتھ باادب رہ کر اپنے ظاہر و باطن کو عمدہ تعمیر کرے"مرشد کا یہ فرض ہے کہ مرید کی ظاہری اور باطنی تربیت کرے،مرید کو شیطانی چکر سے باہر نکالے اور اس کو سیدھی راہ پر چلائے۔

سیدنا غوث اعظم جیلانیؒ "فتوح الغیب" میں فرماتے ہیں "ہر مومن پر لازم ہے کہ پہلے فرائض ادا کرے پھر سنتوں پر عمل پیرا ہو پھر نوافل اور مستحب کام اختیار کرے"اس سے ظاہر ہوا کہ طریقت اور معرفت حاصل کرنے کے لئے پہلے شریعت پر عمل کرنا ضروری ہے۔ایک بزرگ فرماتے ہیں "میں یہ نہیں کہتا کہ عالم سے جدا ہو جاؤ بلکہ یہ کہ جہاں بھی رہو خدا کی یاد کے ساتھ رہو"۔

مولانا روم فرماتے ہیں:"نیکی کی صحبت تجھے نیک بنائے گی اور بد بخت کی صحبت تجھے بد بخت بنائے گی "اس لئے سالک کو مرشد کی صحبت سے زیادہ فائدہ ہوگا۔کیونکہ مرشد کی خدمت میں حاضر رہنے سے ہزاروں دشواریاں اور لاکھوں رکاوٹیں ایک ہی مجلس میں دُور ہو جاتی ہے۔اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ مالک کے لئے دنیا پرستوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نقصان دہ ہے۔سلوک راستے پر چلنے کو کہتے ہیں اور اس راستے پر چلنے والے کو سالک کہا جاتا ہے۔صوفیوں کے نزدیک قرب الٰہی و معرفت ربانی حاصل کرنے کے ذرائع اپنانے کو سلوک کہتے ہیں۔سیدنا غوث اعظمؒ فرماتے ہیں "ہر ولی کے لئے ایک قدم یعنی مقام ہے میں آسمان کمال کے بدر کمال نبی مکرم کے قدم مبارک پر ہوں''۔حضرت روحل فقیر بھی اسی قادری سلسلے کی عظیم درگاہ حضرت شاہ عنایت شہید جھوک والے حضرت عزت اللہ شاہ کے مرید تھے۔حضرت روحل فقیر نے تھرپارکر میں رہنے والے ایک کبیر پنتھی سادھو ڈونگری مہراج سے بھی فیض حاصل کیا۔اور بھگت کبیر داس کی شاعری سے بے حد متاثر ہوئے۔حضرت روحل فقیر نے بھی ہندی ،سرائیکی ،سندھی اور دوسری زبانوں میں شاعری کی۔ان کی شاعری میں انسان دوستی کا پیغام ملتا ہے۔وہ اونچ نیچ کے فرق کو رد کرتا ہے اور انسانی برابری کے پیغام کے ساتھ وحدت الوجود فکر کی تبلیغ کرتا ہے۔حضرت روحل فقیر فرماتے ہیں۔

کاسی کنڈڑی ایک ہے ،روحل روپ کبیر
جو چل آوے تو مٹے جنم جنم کی پیڑ

نیاز ہمایونی اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں کہ



صوفی تاج محمد فقیر درگاہ کنڈڑی شریف کے مزاروں پر حاضری دیتے ہوئے

"بھجن روحل فقیر"

اساں فقیراں نوں صاحب لگدا ہے پیارا
☆ گھٹ ہی میں گنگا گھٹ ہی میں جمنا
گھٹ ہی میں ٹھاکر دوارا
☆ گھٹ ہی میں برہما، گھٹ ہی میں وشنو
گھٹ ہی میں شِیو کا پسارا
☆ گھٹ ہی میں چندا، گھٹ ہی میں سورج
گھٹ ہی میں نو لکھ تارا
☆ کہنت "روحل" سنو بھائی سادھو
ڈھونڈ لدھا گھر سارا

☆☆☆

حضرت روحل فقیر نے روحانی رنگ میں آنے کے بعد اپنی زندگی کا کافی حصہ سیر وسیاحت میں گزارا جودھپور سے بیکانیر تک کا سفر کیا جہاں بھی گئے وہاں لوگ ان سے فیض یاب ہوتے جوگی فقیر بڑی محبت سے ان کے مرید ہوتے تھے۔ جودھپور کے راجا بجے سنگھ آپ سے متاثر ہو کر آپ کے مرید بنے۔ حضرت روحل فقیر کے دور میں کلہوڑا حکمرانوں کو سندھ میں زوال آیا اور ٹالپور میر سندھ کے حکمران بنے۔

تمام صوفیوں کی طرح روحل فقیر اپنے قلب کو روشن کرنے اور خدا کی ذات کی رجوع کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ روحل فقیر اپنے فکر کے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں بھی انسانی برابری اور بھائی چارے کا ثبوت دیتے ہیں۔ ان کی خانقاہ کے دروازے ہندو، مسلم سکھ، عیسائی سب کیلئے ہر وقت کھلے ہیں۔ ان کے پاس تمام مکاتب فکر کے لوگ آتے اور اپنے من کی مرادیں پاتے تھے۔ آج بھی ان کے مزار پر سبھی لوگ بغیر کسی فرق کے حاضری دیتے ہیں اور خدا سے اس بزرگ کا واسطہ دے کر اپنی عرضیاں پیش کرتے ہیں۔ روحل فقیر کی اولاد میں سے اور بھی کتنے ہی صوفی، شاعر پیدا ہوئے جن میں شاہو فقیر، غلام علی فقیر، خدا بخش فقیر، دریا خان فقیر، اور در محمد فقیر اہم نام ہیں۔

☆☆☆



میر تالپور صاحب، صوفی غلام علی صاحب، صوفی نصیر محمد فقیر جلالانی، صوفی نظر علی فقیر،
(ایک یادگار تصویر)

بھجن
صوفی
غلام علی فقیر

بھولا کیوں پھرو بنواس شبدھ ، کر لے سمرنا جپو ساس او ساس
☆ کوئی کہے دھرن پر ہے کوئی ڈھونڈے آکاس
کھوج لیو گھٹ بھیتر، ہے تو تیرے پاس
☆ کوئی کہے ہے مکے ماہیں، کوئی گنگ پیاس
سر ساٹے صاحب ملے ، چُتر نہیں کوئی ہاس
☆ تیرا صاحب تُجھ کے ماہیں، تج اوراں کی آس
سنگھ بھوکو جے مرے، توئی نہ کھاوے گھاس
☆ گرو روحل ہم کو ملیا، کاٹی جم کی پھاس
دن رین ہم کو ابھی ، تیرے چرن کی آس
☆ شاہو شاہ گُر میرا ہویا ، داسن کو میں داس
جن ''غلام علی'' سرن تیرے، آواگون نواس

وادی مہران کا ویدانتی صوفی روحل فقیر

موھن لال پریمی



وادی مہران کو ویدانت اور تصوف کی دھرتی کہنا بے جا نہ ہو گا۔اس سرزمین سے عشق ومحبت کی وہ کونپلیں پھوٹی ہیں جنہوں نے تناور درخت بن کر سینکڑوں ہزاروں دکھی دل لوگوں کو ٹھنڈی چھاؤں عنایت کی ہے۔سندھ میں بیشتر بزرگوں نے تصوف کی تبلیغ کے لئے ویدانتی فلسفے سے بھی استفادہ کیا ہے کیونکہ ویدانت اور تصوف کی جڑیں ایک ہی ہیں ایسے بزرگوں میں صوفی روحل فقیر کا نام سرِ فہرست ہے۔

عمر کوٹ کے قریب "پدما جی بھٹ "نامی گاؤں لونگڑیہ (ساہیوال پنجاب) سے آکر آباد ہونے والے زنگیجہ قبیلے کے ایک فرد میاں شاہو خان زنگیجہ کے گھر صوفی روحل فقیر 1726ء میں یعنی جھوک کے صوفی شاہ عنایت کی شہادت کے کافی سال بعد وہاں پیدا ہوئے "پدما جی بھٹ "نامی گاؤں دیہہ عمر کوٹ اور کھاروڑ کے درمیان واقع تھا۔اب "روحل کا کنواں "اس دور کی یادگار ہے۔صوفی روحل فقیر کی ولادت سے یہ گاؤں "روحل وائے"اور "روحل جو بھٹ "کے نام سے موسوم ہوا۔

روحل فقیر نے اپنے وقت میں رائج عربی اور فارسی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہندی کی تعلیم بھی حاصل کی اور اسلامی تصوف کے ساتھ ہندو ویدانتی فلسفے کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔یہی سبب ہے کہ ان کے ہاں وحدت الوجود اور ہمہ اوست کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ویدانت کے اثرات بھی نمایاں نظر آتے ہیں ۔ ڈاکٹر وفا راشدی لکھتے ہیں کہ:"سب سے پہلے اسلامی تصوف کے ساتھ ہندو ویدانت کے فلسفے کو بھی شعر کے سانچے میں ڈھالنے کا سہرا روحل فقیر کے سر ہے۔"

صوفی روحل فقیر نے دُنیوی اور دینی علوم کی تحصیل کے بعد روحانی علوم کی طرف توجہ دی۔آپ بزرگوں ،سنتوں اور سادھوؤں کی صحبت سے فیض یاب ہوتے ہوئے جھوک شریف سے سجادہ نشین صوفی عزت اللہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔آپ نے صوفی عزت اللہ کے زیرِ نگرانی روحانی منازل طے کیں۔اس دوران آپ کو میاں غلام شاہ کلہوڑا سے وابستگی کے دوران ایک واقعہ نے آپ کا دل اُچاٹ کر دیا۔آپ اس واقعے سے اس قدر متاثر ہوئے کہ دربار کو خیرباد کہہ دیا۔واقعہ اس طرح بتایا جاتا ہے ایک بار میاں حرمین شریفین سے آبِ زم زم سے تر کیا ہوا کفن اپنے لئے لائے تھے۔نگران کی وفات کے بعد ان کے فرزند میاں سرفراز خان نے وہ کفن جوں کا توں رکھوا دیا۔اس واقعے کے بعد آپ جھوک میراں پور تشریف لے آئے اور مجاہدے و مشاہدے میں مصروف ہوئے۔ وہاں سے اس وقت کے سجادہ نشین صوفی محمد زاہد نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا کر کے حکم فرمایا کہ آپ شمال کی طرف سفر کریں اور جہاں رُکنے کا اشارہ ملے وہاں رُک جائیں اس حکم کے تحت آپ ایک جگہ اپنا کُرتہ کنڈی کے درخت میں اٹک جانے کی وجہ سے مرشد کا حکم سمجھ کر سکونت پذیر ہوئے ۔یہ مقام اب "کنڈڑی"کے نام سے مشہور ہے۔

صوفی روحل فقیر نے اپنی مختلف زبانوں کی شاعری کے ذریعے اپنی تعلیمات کو عام کیا۔ آپ کے ارادتمندوں میں ہندو زیادہ شامل ہیں اور آپ ان پر خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔

صوفی روحل فقیر نے 1804ء میں وصال فرمایا۔آپ نے دو شادیاں کی تھیں۔ان میں سے شاہو فقیر،غلام فقیر اور دریا خان فقیر آپ کے فرزند پیدا ہوئے جنھوں نے راہ سلوک پر چل کر آپ کی پیروی کی۔

صوفی اور سنت اعلیٰ انسانی اقدار کے قائل ہوتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ من کا میل صاف کر کے ایک دوسرے سے محبت کی جائے ۔یہی معراجِ انسانی ہے۔ان کے

نزدیک انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی عظمت کو پہچانے۔ایک جگہ صوفی روحل فقیر فرماتے ہیں کہ

"اگر تم صحیح طور پر خود کو پہچانو تو تم خود قیمتی قطرہ ہو۔بدی کا میل من سے دور کر دو،خود سے دور ذاتِ واحد کو تلاش کرو یہ جاہلوں کا کام ہے روحل فقیر کہتے کہ وہ ذاتِ واحد تو ہر وقت تمہارے ساتھ ہے" ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "وید شاستروں کے جاننے والے رب کو ڈھونڈنے کے لئے دور کا پتہ دیتے ہیں وہ خود کو نہیں جانتے،روحلؔ کہتا ہے کہ اپنے قلب میں جھانک کر محبوبِ حقیقی کا جلوہ دیکھو"

"صوفی اور بزرگ وحدت ادیان کے قائل ہوتے ہیں۔وہ بنی نوح انسان کو اولیت دیتے ہیں اور مذہب ان کے سامنے ثانوی حیثیت رکھتا ہے مذہبی لوگ جب جنون کی حد کو پہنچتے ہیں تو ان میں اکڑپن آجاتا ہے اور مذہب کی مختلف تاویلیں اور تفسیریں پیش کر کے پیچیدگیاں پیدا کر دیتے ہیں اور عظمتِ انسانی کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں اسی لئے سچل سر مستؒ نے فرمایا تھا کہ۔"مذہب کی تفریق اور تضاد نے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے اور وہ مشائخ پیروں اور بزرگوں کے ہیر پھیر میں پڑ گئے ہیں یہ مذہب کی تفریق ہی ہے کہ کچھ لوگ نماز پڑھتے ہیں تو کچھ مندروں میں پوجا پاٹ کرتے ہیں اور اس ہیر پھیر میں نہ صرف سادہ لوح انسان بلکہ بعض عاقل اور دانشور بھی گرفتار ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جو عشقِ حقیقی کی راہ ہے وہ اس کے قریب ہی نہیں آئے۔"

صوفی روحل فقیر فرماتے ہیں کہ " کفر اور اسلام میں گمراہ ہو کر کچھ ہندو اور کچھ مسلمان دشمن بن گئے ہیں اور آپس میں بیر باندھ لیا ہے ایسے اندھوں کو سچ کون کہے گا۔مگر روحلؔ فقیر نے محبوب کی راہ پر قدم رکھ کر دیکھ لیا اور جان لیا ہے کہ سب میں ایک ہی رب بستہ ہے اب جو خانہ کعبہ میں محوِ خواب ہے وہ پاؤں کس طرف کرے"

صوفی روحل فقیر نے شاہ لطیفؒ اور سچل سر مست کی طرح جوگیوں اور بیراگیوں کا ذکر بھی اپنے خاص انداز میں کیا ہے۔چوں کہ وہ ہندو ویدانتی فلسفے سے کافی متاثر تھے لہٰذا ان کے ہاں ہندی جوگ اور ویدانتی فلسفے کی جھلک انوکھے انداز میں موجود ہے وہ جوگیوں کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

"جو اپنے تن میں تیرتھ کرتے ہیں وہ جوگی گنگا نہیں جاتے ایسے سامیوں کی محبت کا دھواں میرے دل سے اٹھ رہا ہے۔ان لاہوتیوں نے محبوب کے قدموں کے نشان پالیے ہیں۔روحلؔ کہتا ہے کہ ان آدیسیوں (جوگیوں) کو ایسا رنگ لگ چکا ہے کہ وہ ذکر و فکر کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں"

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ ""جو لاہوتی رام کے رنگ میں رچ کر لال ہو گئے۔انہوں نے عشق میں تن،من،دھن کی بازی لگا دی انہوں نے تمام بے کار خیالات کو بھلا دیا۔روحل کہتا ہے کہ وہ دن رات والی سے وصال چاہتے ہیں جن جوگیوں نے دوست کا درشن پالیا ہے وہ نہال ہو گئے ہیں"" ایک روایت کے مطابق روحل فقیر کی ہندو بھگت ڈونگرسین مہاراج کے ساتھ بھی صحبت رہی۔ان ہی کے زیر اثر روحل کی ہندی شاعری پروان چڑھی،میاں غلام شاہ کلہوڑ کے دربار سے وابستگی کے دوران روحلؔ کو اکثر و بیشتر سفارتی کاموں سے جودھپور جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔آپ نے جودھپور کے راجہ کے ہاں بھی قیام کیا تھا۔راجہ بخت سنگھ آپ کا معتقد تھا۔روحلؔ کی شاعری میں زمانے کی ناہمواریوں کے ساتھ بھگتی بھاؤ کا رنگ بھی نمایاں ہے۔خصوصاً آپ کی ہندی شاعری کا موضوع ویدانت اور بھگتی ہے آپ کا ہندی کلام بلاشبہ اُسی انداز کا ہے جس طرح کوئی ہندی نژاد شاعر کہہ سکتا ہے آپ کی ہندی تصانیف درج ذیل ہیں۔

1۔من پر بودھ 2۔ادھ بدھ گرنتھ

3۔نج مول گرنتھ 4۔شبد پد

5۔پندرہ تتھیوں کو بیچار 6۔سہ حرفی

7۔اگم وارتا

روحل فقیر کا ہندی کلام بعض جگہ سنت کبیرؔ داس کے کلام سے مشابہ ہے اور آپ ان سے بے

حد متاثر نظر آتے ہیں ایک جگہ خود فرماتے ہیں

ہوں میں سکل سکل سے نیارا میں داس کبیر کہایا
کہت روحل ہم روحل.ناہیں کبیر روپ ہمارا

ہندی شاعری سے چند اور مثالیں درج کی جاتی ہیں

ناں کچھ اونچ ناں نیچ ہے ، سب کرتا جو ایک
روحل سوجھ تب پڑے ، جب کھلے وچار وویک
جنم جنم کا دُکھ مٹا ، اور جنم جنم کو پاپ
سب تن پاون ہو رہیا ،جب درسیو آتم آپ
غصہ تج نرمل رہیے ، نندا نیکی سر پر سہیے
چھوڑ سیانپ بہو چترائی ، ستگر شبد ملے رگھورائی

آپ سرائیکی شاعری میں بھی وہی ویدانتی اور صوفیانہ رنگ موجود ہے

نینہہ لگا من پیارے داپیارے دا کلنگی وارے دا
بنھاں لوکاں نوں موت مریندااں عاشق قتل نظارے دا
چنڈ کھڑیا سارا عالم ڈیکھیے میں ویکھاں رُخ پیارے دا
ہر دم جہاں وچ کھل رہیا ہے ہکو گل ہزارے دا
روحل" رین ہجر دی گئی ڈھونڈ لدھا گھر سارے دا

☆☆☆

لوک آکھے ہے "روحل" بولیندا
کوئی آکھے ہے ذات ڈنگیجا
نہیں روحل نہیں ذات ڈنگیجا
اے کوئی سرّ الٰہی ہے
کفر اسلام ڈونہاں توں نیارا
جیوں جل وچ ڈیکھن تارا

بہر حال روحل فقیر تصوف اور ویدانت میں اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ وہ اس رنگ کے ایک یگانہ اور منفرد شاعر ہیں دیگر سنتوں ۔ سادھوں ،اور صوفیاں کی طرح ان کا پیغام بھی وہی ہے یعنی عشق الٰہی اور خدمتِ خلق،صوفی اور بزرگ چاہتے ہیں کہ ہم خود کو محدود دائروں میں مقیدّ نہ کریں بلکہ عشق الٰہی کو اپنے اندر شامل کرلیں اگر ہم مختلف مذہبوں ،قوموں اور قبیلوں میں بٹ کر روحل فقیر اور دوسرے بزرگوں کے پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو یہ اُن عشاق کے ساتھ نا انصافی ہوگی۔ کیوں کہ ان کا پیغام تو تمام عالم کے لئے ہے۔ان کے ہاں ذات پات اور گروہوں میں تقسیم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ان کے نزدیک جو اپنے رب کے دربار میں آجاتا ہے تو اس کا نام کوئی نہیں پوچھتا کہ تم کون ہو؟ مسلمان ہو یا ہندو یا عیسائی ہو؟ ذات پات کے غرور میں پھنسے ہوئے لوگوں کی اس دربار میں پوچھ تاچھ نہیں ہے۔ یہاں وہی مقبول ہے جسکے اعمال صالح ہوں ،بقول بابا بلھے شاہ

عملاں اُتّے ہون نبیڑے کھڑی رہ گیاں ذاتاں

یا تلسی داس کہتے ہیں کہ۔

نیچ نیچ سب تر گئے سنت چرن لولین
جاتی کے ابھیمان سے ڈوبے بہت کُلین

اور سنت پلٹو صاحب کا کہنا ہے کہ

پلٹو اونچی جات کو جن کوئی کرے اہنکار
صاحب کے دربار میں کیول بھگتی پیار

روحل فقیر کے کلام و پیام کو سمجھنے کے لئے اسی پیار کی ضرورت ہے جو پاک ہو،جس میں حرص کا عنصر شامل نہ ہو اور جس میں نیاز مندی اور انکساری موجود ہو

حوالے

1۔ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو نے اپنی کتاب سندھی ادب کی تاریخ جلد دوئم مطبوعہ سندھی لینگویج اتھارٹی حیدرآباد 2004ء میں روحل فقیر کا سنِ ولادت 1734ءتحریر کیا ہے

2۔ڈاکٹر وفا راشدی اُردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ 179

امدادی کتب

1۔خان بہادر الحاج محمد صدیق میمن
سندھ جی ادبی تاریخ (سندھی)
شکار پور: مہران اکیڈمی،جون 2003ء
2۔ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو
سندھی ادب جی تاریخ جلد۔2(سندھی)
سندھی لینگویج اتھارٹی حیدرآباد 2004ء
3۔ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی
بیت (سٹائیں اوسر) سندھی
شکار پور: مہران اکیڈمی،جنوری 2002ء
4۔ڈاکٹر وفا راشدی
اُردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ (اردو)
لاہور: مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی 1984ء
5۔صوفی شفیع محمد سومرو "صادق چوتھوں" (مرتب)
روحل فقیر جو رمزوں (سندھی)
صوفی صادق پبلیکیشن 2005ء
6۔موہن لعل پریمی
سچل سرمست اور ان کی اُردو شاعری (اردو)
اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان 2004ء
7۔مہراج چرن سنگھ جی
سنت مارگ (اردو)
بیاس: رادھا سوامی ست سنگ 1967ء

☆☆☆

صوفی روحل فقیر "تصوف کا علمبردار"

پروفیسر منظور راجن



تصوف مذہب سے الگ مقام رکھتا ہے اور تصوف عشق کی دنیا میں داخل ہوتا ہے۔ عشق عقل کا محتاج نہیں ہوتا، عقل میں دلیلوں کی راہ ہوتی ہے اور ان کے برعکس عشق مشاہدے اور حاصلات کا قائل ہوتا ہے۔ اس کی گواہی کئی صوفیاء کرام کی شاعری سے ملتی ہے۔

جب انسان طریقت کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتا ہے۔ تب معرفت کے ذریعے حقیقت عیاں ہوتی ہے۔ حقیقت "حق" کو کہتے ہیں جس کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے عین اسی وقت بندے پر غیب کے علم کا راز افشاں ہوتا ہے۔ تصوف میں معرفت کے بغیر حقیقت حاصل نہیں ہوتی اور انسان بغیر مرشد کے حقیقت کا مرحلہ طے نہیں کرسکتا، طالب جب اپنے مرشد سے بعیت لیتا ہے تب جا کر مرشد کی رہنمائی کے ذریعے تصوف کے مرحلے کو طے کر سکتا ہے۔ تصوف کے اندر ذِکر ذاتی اور صورت کا عمل دخل ہوتا ہے اور وہ تب ہوتا ہے جب طالب صادق یقین رکھتا ہے ایک جگہ روحل سائیں فرماتے ہیں

طالب مطلوب ملن دا ، کر گھن ساجھر سایا
دل تیڈے وچ دلبر وسدا، مرشد راہ بتایا
جھیندے درد دیوانے کیتے، سو شوہ اللہ ملایا
روحل روزازل دا لکھیا، چندر جھولی وچ پایا

سندھ میں جو بھی صوفیاء کرام ہیں وہ صوفی شاہ عنایت شہید جھوک میرانپور سے منسلک ہیں اور انہی کے رنگ سے رنگے ہوئے ہیں صوفی روحل فقیر عشق کا نعرہ لگا کر شہر کنڈڑی میں نروار ہوئے اور اپنے فیض و کرم سے ہند اور سندھ کے فقیروں کو توحید کا پیغام دے کر واصل باللہ کیا۔

صوفی روحل فقیر تصوف کی راہ کا وہ علمبردار ہے جس نے اپنے اندر جھانک کر حق کا دیدار کیا اور خودی کا نعرہ بلند کیا۔ جس منزل کو فقیر اثبات کہتے ہیں اہل فقراء میں اثبات صوفی کی آخری منزل نہیں ہوتی اور اس کے بعد فقیر کی منزل نفی ہوتی ہے اس مقام پر بندہ ہی بندے کو راہِ حقیقت بتا سکتا ہے۔

صوفی روحل فقیر نے تصوف کی ساری منزلوں کا نظارہ دیکھا ہے تب ہی روحل سائیں نے اعلیٰ منزل حاصل کی ہے جب بندہ حق کا طالب بنتا ہے تب وہ مادہ پرستی سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ حضرت علیؑ کا فرمان ہے" جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا"

صوفی روحل سائیں کے مرشد نے فرمایا کہ میں ہرگز یہ نہیں کہتا ہوں کہ میں دنیا سے جدا ہو جاؤں مگر جس بھی حال میں رہوں اپنے رب کے ساتھ رہوں۔

صوفی روحل فقیر نے اپنے مرشد اور رہبر کامل کے فرمان کو اپنی زندگی کا مقصد بنا کر اپنی زندگی بسر کی اور اعلیٰ درجے کا صوفی بنا۔ اس کے علاوہ آپ نے دنیاوی کاروبار میں بھی کامیابی حاصل کی اور اپنی محنت اور جفاکشی کی بنا سے حاکمِ وقت میاں غلام شاہ کلہوڑا کی حکومت میں خزانے کے وزیر بنے اس نے اپنے منصب کو بڑی ایمانداری اور دیانتداری سے چلا کر حقوق العباد کا بھی پورا حق ادا کیا اور ساتھ ہی ساتھ حقوق اللہ کا بھی حق ادا کیا۔ جیسے روحل سائیں کے ایک شعر سے معلوم ہوتا ہے۔

الف اللہ کر یاد سدا ، نت وحدت وچ گزاریں
جیون دے ہن چار ڈھاڑے ، خام خیال نہ گھاریں
ایہہ دنیا دھوتی سب جگ موہیا، چیت چلیں مت نہ ہاریں
روحل راہ فقیری دے واچ ، غفلت منوں وساریں

صوفی روحل فقیر بڑے عالم تھے آپ سندھی کے ساتھ سرائیکی ،ہندی اور

فارسی زبان بھی جانتے تھے۔ خاص کر آپ نے ہندی میں شاعری بہت زیادہ کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا سیر وسفر زیادہ تر ہندوستان کے چولستانوں اور راجستھانی علاقوں میں رہا۔ جب آپ کو اللہ تبارک تعالیٰ کے عشق کی طلب ہوتی تب میرانپور کے میر صاحب کریم، ہادی افضل صوفی عزت اللہ شاہ کی خدمت میں آ کر دلی سکون پاتے ۔ آپ تصوف کے رنگ میں باوفا صوفی بن کر مردِ کامل بنے۔ تصوف میں بغیر مرشد کے اثبات کی منزل نہیں مل سکتی۔ صوفی روحل فقیر اپنے مشاہدے اور ریاضت سے فقیری سلوک اپنا کر کافی منزلیں طے کرنے کے بعد اپنے مرشد کے فرمان کے مطابق جہاں دامن اٹکا وہاں رضاِ الٰہی سمجھ کر آستانہ بنایا جو آج بھی کنڈڑی شریف کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ روحل سائیں کی راہ میں اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے فنافی اللہ ہو گیا اور جب حیرت کی بستی میں نگاہیں اٹھا کر دیکھا تو اپنے آپ کو آپ ہی نظر آئے۔ روحل فقیر فرماتے ہیں

سوہنی صورت ویکھن کارن، عشق لگا من میرا
سِک سجن دی آ کر لایا، دل دے اندر دیرا
پنج مورتی محکم کیتی ، گیان گھٹی وچ گھیرا
روحل رات گئی دن پایا، مٹ گیا سب اندھیرا

تصوف میں صوفی لامذہب ہوتا ہے اور وہ انسانیت کا پرچارک بن جاتا ہے وہ عالمی امن اور مساوات کا قائل بن جاتا ہے اس کی نظر میں ہندو مسلم برابر ہوتے ہیں اور اس کے من کی میل اور کدورتیں ختم ہو جاتی ہیں ۔ روحل فقیر اپنے تن من کو صاف کر کے فرماتے ہیں۔

بے یقین دی منزل جانیں ، عشق حقیت عشق طریقت
عشق بناں ایہہ عمر اجائی ، عشق ہے عالم عشق ہے دولت
جان ایہہ کنوں منہ نہ موڑیں ، عشق ہے مذہب عشق ہے ملت
روحل قول ایہونہ فاسد ، عشق عبادت عشق ہے طاقت

صوفی روحل سائیں نے نہ صرف دینِ اسلام کا علم سیکھا بلکہ انہوں نے سناتن دھرم کے گرنتھوں، شاستروں اور فلسفوں کا بھی گہرا مطالعہ کیا۔ اس لئے آپ نے ویدانت ،یوگ، گیان، بھگتی اور کرم جیسے موضوع پر ہندی زبان میں شاعری کی اس کے علاوہ روحل فقیر نے سندھی اور سرائیکی زبان میں بھی شاعری کی۔ آپ نے بہت سارے طالب بنائے جو صاحبِ حال اور اہل دل بنے ۔ آپ کے طالب مسلمانوں کے علاوہ ہندو، مارواڑی، اور جوگی ہیں جو دنیا میں ہر جگہ موجود ہیں۔

☆☆☆



صوفی دریا خان فقیر

کافی

کیا کچھ ویکھاں کینوں کینوں
اکھیاں دے وچ توں ہی وسدا
صورت ذے وچ مورت ساگی
نقطہ ویکھن نینوں نینوں
دید سجن دی عید برابر
چشم وکھاون چینوں چینوں
گل پھل دے وچ رانجھن میڈا
بھنورے بُھنکن بینوں بینوں
"دریا خاں" غیر نہ جانی کوئی
عیناں سنجانی عینوں عینوں

☆☆☆

صوفی ازم اور انسانیت کی بقاء

ڈاکٹر خادم منگی (سکھر)

ہمیشہ لوگوں کے پاس مختلف اور متضاد مشورے یا رائے موجود رہتی ہیں۔ دنیا کی ترقی اور تباہی کیلئے مختلف لوگوں کی مختلف کہانیاں ہوتی ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ دنیا ترقی کر رہی ہے اور کچھ کا خیال ہے کہ دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ میرے خیال میں یہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ دنیا ترقی کر رہی ہے۔ ان لوگوں کے پاس بہت سارے دلائل موجود ہیں۔ مثلاً وہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان بلندیوں تک پہنچنے کے لئے کافی سیاروں کو پار کر چکا ہے۔ اور باقی جو رہ گئے ہیں ان کو بھی جلد ہی پار کر لیا جائے گا۔ جینیٹک سائنس (Genetic Science) نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اب ایک انسان جیسا دوسرا انسان بنانا مسئلہ نہیں رہا۔ کمپیوٹر سے پوچھو تو وہ صدیوں پرانا ڈیٹا (Data) ایک منٹ میں پیش کر دے گا۔ ہوا کہ ذریعے اپنی آواز سات سمندر پار پہنچانا آنکھ جھپکنے کا کام ہے۔ دوسری طرف لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ان کے پاس بھی بہت ساری دلیلیں موجود ہے مثال کے طور پر آج کل راستوں پر انسانی گوشت کُتے کھا رہے ہیں۔ چار دنوں تک لاشوں کو چوک پر لٹکایا جاتا ہے۔ اور ان کا جسم سگریٹوں سے جلایا جاتا ہے۔ دودھ پیتے بچوں کو گولی ماردی جاتی ہے۔ اور اتنے بڑے ہتھیار بنائے جا رہے ہیں کہ دنیا کو دس دفعہ تباہ کیا جا سکتا ہے۔ پالوشن کا کھلے عام بیوپار آ گے چل کر اتنا زہر پھیلا دے گا کہ آدمیوں کا زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔ ہوا، پانی، اور غذا زہر آلودہ بن جائے گی۔ پیسہ دنیا کا محور بن چکا ہے۔ ہر آدمی بل گیٹس بننے کے چکر میں رہتا ہے۔ اور وہ بھی راتوں رات۔ ان کے لیے چاہے ساری دنیا تباہ ہو جائے۔ لیکن ان کو اپنا مفاد پیارا ہوتا ہے ان کا نہ کوئی مستقل دوست اچھا ہے نہ کوئی مستقل دشمن مگران کو اپنے مفاد کی تمنا ہوتی ہے۔ آخر اس دور میں ہمیں کون سی راہ اپنانی چاہیے۔ جس میں پوری کائنات کی بقاء ہو۔ اور وہ ہے صوفی ازم کا ''نظریہ تصوف'' دنیا کی سب سے پرانی اور تاریخی تہذیب نے سندھ دھرتی سے جنم لیا۔ دنیا کی سب سے پہلی ایجاد پہیہ (Wheel) سندھ کی دھرتی کی ایجاد ہے۔ اس دن سے آج تک اس دھرتی کے رہنے والوں نے کبھی کسی پر حملہ نہیں کیا۔ ''موئن جو دڑو'' کی کھدائی سے دنیا کا کاروبار چلانے والی کئی چیزوں کو دریافت کیا ہے مگر وہاں سے کوئی بھی ہتھیار دریافت نہیں ہوا جو انسان کی جان لینے کا سبب بنے۔ یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ کئی صدیوں پہلے بھی یہ لوگ امن پسند تھے اور آج بھی امن پسند ہیں۔ جب سندھ کا ایک آدمی کسی کو احتراماً ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو سمجھو وہ ایٹم بم سے بھی زیادہ اثر رکھتا ہے۔ ایٹم بم سے دنیا تباہ کی جا سکتی ہے مگر ہاتھ جوڑنے سے کئی دِلوں کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ کچھ لوگ کلہاڑی کو جنگی ہتھیار کے طور پر پیش کرتے ہیں لیکن میں ان سے متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ کلہاڑی جنگی ہتھیار نہیں بلکہ زرعی اوزار ہے۔ سندھ ادب کے نیم ملاں شیخ ایاز ایک فتویٰ دے چکے ہیں کہ تصوف نے سندھ کے ساتھ ایسی حالت کی ہے جیسے چین سے آفیم نے کی ہے۔ مگر یہ غلط ہے کیونکہ تصوف نے سندھ کے خطہ کو عظیم الشان خطہ ثابت کیا ہے۔ آج کل دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی ہے اور وہ بھی مذہبی دہشت گردی۔ عیسایئوں کے لئے مسلمان دہشت گرد ہیں اور مسلمانوں کیلئے عیسائی دہشت گرد ہے۔ اتنے بڑے مسئلہ کا حل سندھ کے پاس موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ اپنی مذہبی دوریاں بھول کر امن، محبت اور پیار سے رہو کیونکہ یہ سارے نظریے انسان کی بھلائی کے لئے ہیں۔ اسی لئے انسان کے دِل سے بڑا کوئی کعبہ، دیول، گرجا گھر، گرودوار یا مندر نہیں ہے۔ اس دھرتی والوں کا سبق ہے کہ ہر چیز میں اللہ موجود ہے۔ ایک جگہ صوفی روحل سائیں فرماتے ہیں

الف اللہ کر یاد سدا نت وحدت وچ گذاریں
جیون دے رہیں چار ڈیہاڑے، خام خیال نہ گھاریں
ایہہ دُنیا ڈھوتی سب جگ موہیا، جیت چلیں مت نہ ہاریں
روحل راہ فقیری دے وچ، غفلت منوں وساریں

موجودہ جنگوں کا سبب بھی مفاد ہے۔کسی کی دھرتی پر قبضہ کرنا اور ان کے وسیلوں کو ہڑپ کرنا۔باقی دہشت گردی کا صرف ایک لیبل لگا ہوا ہے۔ان سارے وسیلوں کو ہڑپ کر کے انسان راتوں رات بل گیٹس بننے کے چکر میں ہیں۔لیکن وہ یہ کبھی نہیں سوچتے کہ قارون کا کیا انجام ہوا تھا۔آج کل کی دنیا کی نام نہاد ترقی یافتہ تہذیبیں بھی سفید اور کالے نسل والے لوگوں کے مسئلے کا حل نہیں نکال سکیں۔سفید رنگ والے کالے رنگ والوں سے نفرت کرتے ہیں۔انہوں نے لکھ دیا ہے کہ "Blacks & Dogs are not allowed" یعنی کالے رنگ والے اور کتوں کا اندر آنا منع ہے۔دنیا کی نام نہاد، بڑے سے بڑی ہندوستانی جمہوریت بھی برہمن اور شودر کا حل نہیں نکال سکی۔

برہمن کسی شودر کے گلاس میں پانی پیئے یہ ناممکن ہے۔لیکن اگر آج کوئی برہمن کسی شودر کے گلاس میں پانی پی رہا ہے تو یہ سبق صوفیوں کے سردار حضرت شاہ عنائت شہید جھوک والے کا بتایا ہوا ہے۔سندھ، ہند اور دنیا کے تمام صوفی جو حضرت صوفی شاہ عنائت شہید کو اپنا سردار مانتے ہیں ان سب کے پاس ایک ہی فلسفہ ہے۔ایک جگہ حضرت صوفی روحل سائیں ہندی میں فرماتے ہیں۔

ہندو ترک دوناں کو، پرگھٹ کہے سمجھائے بلاؤں
جے کوئی آوے میری راہ ماہیں، تو امرلوک لے جاؤں

یعنی روحل صاحب کہتے ہیں کہ میرے نزدیک رنگ ونسل کی کوئی پابندی نہیں ہے جو کوئی میرے بتائے ہوئے راستے پر چلے گا اسے لافانی مقام حاصل ہوگا۔ایک دوسری جگہ روحل صاحب ہندی میں فرماتے ہیں۔

راجہ ہووے پرجا ہووے، اونچ نیچ نہیں کوئی
میرے نام سوں ہیت لگاوے، تڑت لے جاؤں سوئی

روحل صاحب فرماتے ہیں کہ ان کے نزدیک امیر ہو یا غریب، راجہ ہو یا فقیر سب برابر ہیں اور جو کوئی مالکِ حقیقی کے نام سے محبت کرے گا روا پنے منزلِ مقصود کو پہنچ نائے گا۔سندھ کے عظیم صوفی شاعر حضرت صوفی شاہ عبداللطیف بھٹائی کے مطابق ''صوفی وہ نہیں جو بھنگ اور چرس یا نشہ آور اشیا استعمال کرے بلکہ وقت کے ظالم حکمران کے ساتھ جنگ کرنا، سولی پر چڑھنا، اپنی کھال کھچوا دینا، اپنے نفس پر قابو پانا موت کو قبول کرنا مگر ظالم کی بیعت نہ کرنا یہ صوفیوں کے مختلف روپ ہیں''۔سرمد کے شاگرد دارا شکوہ نے اس حقیقت کو سمجھا تو وہ اپنی جگہ پر پہاڑ کی مانند کھڑا ہوگیا۔اور اس کے اپنے سگے بھائی اورنگزیب نے جب اس کا سر قلم کر دیا پھر بھی وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا ایک جگہ صوفی روحل صاحب سرائیکی میں فرماتے ہیں۔

اول آخر سوئی، ذاتی ذکر فقیراں
دردلبر دے آپ گُھاون، بناں کاتی تکبیراں
سردے سودے عشق گدھونیں، ایہو پرچہ پیراں
روحل تھہاں دے ڈُٹھیاں، تن طاقت من دھیراں

صوفی روحل سائیں سندھ کے وہ عظیم اور عظیم تر درویش اور صوفی شاعر گزرے ہیں جو ہمیں حقیقت والی راہ بتانے کیلئے مختلف زبانوں میں شاعری کی ہے۔جیسے ہندی، سندھی، سرائیکی اور فارسی وغیرہ۔

سندھ میں اور بھی کئی شاعر اور درویش گزرے ہیں لیکن صوفی روحل سائیں وہ باکمال ہستی ہیں جس کی شاعری پڑھنے سے سارے شکوک وشبہات مِٹ جاتے ہیں۔جس کی ہندی زبان میں بے بہا شاعری ہے جس پر تحقیق کی ضرورت ہے کیونکہ وہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔آج کل صوفی روحل سائیں کے عرس مبارک کے موقع پر ادبی کانفرنس کا اہتمام کرنے کا شرف صوفی تاج محمد سائیں اور فقیر سجاد محمد سائیں کو جاتا ہے۔اس قدم سے صوفی روحل سائیں پر زیادہ ریسرچ ہوسکتی ہے۔اور ہونی بھی چاہیے یہ بہت ضروری ہے آخر میں صوفی روحل سائیں کا ایک بہت بیت ہے۔

سوہنی صورت ویکھن کارن، عشق لگا من میرا
سک سجن دی آ کر لایا، دل دے اندر دیرا
پنج مُورتی محکم کیتی، گیان گھٹی وچ گھیرا

روحل رات گئی دِن پایا، مِٹ گیا سب اندھیرا

ذکر تکیہ جات
(آستانہ جات)

صوفی دُرمحمد فقیر درگاہ کنڈڑی شریف (سکھر)

صوفی حضور احمد خان
چوک بھادرپور رحیم یار خان

تکیہ کے معنی پیرو مرشد کے ایسے ٹھکانے جہاں پر وہ چلہ کشی یا عبادت کرتے ہیں یا پھر سیر و سیاحت کے بعد آرام کی غرض سے ان تکیوں پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ان آستانوں کو صوفی حضرات دربار شریف کا نام بھی دیتے ہیں۔ان آستانوں پر دورانِ سال روحانی محفلیں ہُوا کرتی ہیں۔مگر سال میں ایک مرتبہ بھرپور عرس مبارک منایا جاتا ہے۔جس میں تمام مذاہب کے لوگ دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔ حضرت صوفی روحل فقیر صاحب،حضرت صوفی دوست محمد فقیر صاحب، صوفی میاں دُرمحمد فقیر صاحب والیان کنڈڑی شریف کے سندھ و پنجاب کے مختلف علاقوں میں آستانے موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے

1۔تکیہ بستی ملک مٹھا آرائیں موضع کوٹ فقیرا تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان پنجاب

اس تکیہ / آستانہ کا سنگِ بنیاد صوفی دوست محمد فقیر صاحب نے 1925ء میں اپنے دست مبارک سے رکھا۔صوفی دوست محمد فقیر صاحب کا وصال مبارک 1957ء میں ہوا۔اس کے بعد آپ کے صاحبزادے عظیم بزرگ درویش سجادہ نشین صوفی میاں دُرمحمد صاحب نے تکیہ دربار شریف کو دوبارہ آراستہ کیا اور عرس مبارک / میلے کا باقاعدہ آغاز کیا ۔یہاں ہرسال جولائی میں چاند کے پہلے اتوار / سوموار کو عرس مبارک منایا جاتا ہے۔

پیر طریقت صوفی دُرمحمد صاحب کا 1982ء میں وصال ہوگیا جس کے بعد آپ کے صاحبزادے اور سجادہ نشین قبلہ صوفی تاج محمد فقیر اور ولیعہد صوفی میاں ایاز محمد فقیر نے یہ سلسلہ جاری وساری رکھا ہوا ہے۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف:

سردار ملک حبیب اللہ آرائیں،مرحوم ملک غلام خالق آرائیں،سردار حضور احمد خان،نورامین خان ،محمد حسین خان عباسی ،ملک خدا بخش ،ملک بشیر احمد ،مہر آرائیں ،ملنگ محمد شریف ،منشی واحد بخش ،نذیر احمد ،ملنگ منظور احمد آرائیں،حاجی ایاز آرائیں۔

2۔دربار تکیہ شریف : بستی پُرساں نزد کوکا کولا فیکٹری رحیم یار خان۔

پیرومرشد صوفی دُرمحمد سائیں کنڈڑی شریف کی یاد میں بستی پرساں کے مریدین سنگت فقرا نے تکیہ کی چاردیواری کو تعمیر کروایا ۔تاریخ 1985ء کو عرس مبارک کا آغاز کیا گیا۔دربار تکیہ شریف کا عرس مبارک ہرسال دستور کے مطابق ذوالحج چاند کی 13-14 تاریخ کو منایا جاتا ہے۔

پیرومرشد قبلہ صوفی تاج محمد صاحب کی زیر نگرانی تکیہ کی زیب وآرائش اور عرس مبارک ہوتا ہے۔ایک عالیشان خوبصورت مسجد ''مسجد سرتاج''، تعمیر کی گئی ہے۔ایک خوبصورت تکیہ شادآباد ہے۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف

جام گل محمد لاڑ،حاجانی مائی سونن لاڑ،حاجی محمد صادق لاڑ،محمد صدیقی لاڑ،غلام فرید لاڑ،رفیق لاڑ،مشتاق احمد اعوان،حاجی نیاز احمد،صالح محمد لاڑ،محمد اسلم ،عاشق میراثی فقیر ،موڑا سادھ،شیراجی،لوناجی،پریماجی۔

نوٹ: مذکورہ دربار تکیہ شریف حاجانی مائی نے اپنے پیرومرشد کی یاد میں تعمیر کروایا تھا۔

3۔تکیہ شریف : ماڑی شاہ محمد شرٹلوروڑ تحصیل صادق آباد

یہ تکیہ شریف حضرت قبلہ صوفی دوست محمد سائیںؒ اور آپ کے پیارے مرید، پارو سادھ بیگڑ کی یاد میں قائم کیا گیا۔آستانہ تکیہ کا افتتاح حضرت قبلہ صوفی درمحمد فقیر سائیںؒ کے دست مبارک سے تقریباً 1970ء کو ہوا۔عرس مبارک شروع کیا گیا۔اس موقع پر قوالی ،صوفیانہ کلام،بھجن وانی وغیرہ پیش کئے جاتے ہیں لنگر کا انتظام بھی ہوتا ہے۔دوردراز علاقوں سے مریدین اور عقیدتمند شرکت کرتے ہیں

پیرو مرشد صوفی تاج محمد فقیر سائیں، صوفی ایاز محمد صاحب خصوصی طور پر دربار کنڈڑی شریف سے تشریف لاتے ہیں۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف

نمبردار محمد رمضان خان شر، شاہ محمد خان شر، منیر مستری، مرحوم حاجی جھنڈا، مرحوم خلیفہ گامن خان چانڈیہ، وشنو، ریشم ڈہرکی محبتہ سادھ ڈنو جی، بخشہ جی، ہرپال جی، سوبھا جی، فقیرا جی ممبر بیربل اور سب سنگت فقرا ماڑی شاہ محمد۔

4۔دربار تکیہ شریف نزد احمد پور لمہ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

یہ تکیہ حضرت صوفی درمحمد سائیں" کے دور میں آپ کے خلیفے اور مرید چانڈیو خان، قوم کٹہ نے تعمیر و آباد کیا۔تاریخ 1945ء کو سنگ بنیاد رکھا گیا۔حضرت قبلہ صوفی درمحمد سائیں (گاڑھا گھوٹ) تکیہ آستانہ پر تشریف لے آتے تھے۔ قوالی، عارفانہ صوفیانہ کلام کی محفلیں ہوتی تھیں۔ باقاعدہ تعمیر کا کام پیرو مُرشد صوفی تاج محمد فقیر کی زیرنگرانی 2000ء میں شروع کیا گیا۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف:

محمد صدیق دھکڑ، ڈنہ، واحد بخش دھکڑ، اللہ ڈوایا کٹہ، عیدن لاڑ، صوفی عبداللہ، ماسٹر رئیس انور، واحد بخش موہانہ، اللہ یار آرائیں، مہر ریاض موہانہ، تیجا سادھ جی، کونسلر پنوں جی، جمعہ جی،

5۔دربار آستانہ تکیہ شریف چک 197 عباسیہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

یہ تکیہ قبلہ حضرت صوفی میاں دُرمحمد فقیر سائیں کی یاد میں آپ کے مرید سیٹھ سردارا جی قوم مینگوال نے تعمیر کروایا۔ 1984ء کو باقاعدہ عرس مبارک کا آغاز ہوا۔ چک 197/P اور گردونواح سے بڑی تعداد میں عقیدتمند اور مریدین فقراء عرس پر آتے ہیں۔عرس مبارک اکتوبر چاند کی 15-14 تاریخ کو منایا جاتا ہے۔عرس کے موقع پر قوالی عارفانہ کلام بھجن وانی ہوتا ہے، لنگر ہر وقت چلتا ہے۔عرس مبارک پر خصوصاً حضرت قبلہ پیر مرشد صوفی تاج محمد سائیں کے صاحبزادے صوفی میاں ایاز فقیر اور صوفی نیاز محمد فقیر دربار کنڈڑی شریف سندھ سے شرکت فرماتے ہیں۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف

سیٹھ سردارا جی، پیراں دتہ عرف کالو جی، جام محراب لاڑ، ملک عبدالمالک بوہڑ، سیٹھ بھالتا رام (سابق ایم پی اے)۔غوث بخش، قمردین مہر، ولی محمد لاڑ، علوداجی، موہن جی، سیٹھ کیسو جی، چیلا جی، سیٹھ ارجن جی، آڈو بھگت، گلو بھگت، موہن بھگت، وشنو جی، اجمل بھگت، مولا جی، اور سب سنگت فقراء۔

6۔تکیہ آستانہ ٹبی وگھاور محلہ درویش آباد تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

اس تکیہ کو حضرت صوفی روحل فقیر" سائیں حضرت صوفی قبلہ پیر مرشد دُرمحمد سائیں" دربار کنڈڑی شریف والے کی یاد میں صادق آباد میں 1990ء میں قائم کیا گیا۔قبلہ صوفی تاج محمد فقیر سائیں کی زیرنگرانی تکیہ کی تعمیر کا کام اور عرس مبارک میلہ کی باقاعدہ شروعات کی گئی۔ٹبی وگھاور کا تکیہ جو کہ صادق آباد میں واقع ہے، میں گردونواح اور دور دراز سے کافی تعداد میں عقیدتمند اور مریدین شرکت کرتے ہیں۔

عرس مبارک کا سارا انتظام لنگر وغیرہ محفل کا بندوبست صاحبزادہ صوفی میاں ایاز محمد سائیں کی زیرنگرانی ہوتا ہے۔اہلیان ٹبی وگھاور اور شہر کے عقیدتمند لوگ اس تکیہ شریف پر ہروقت موجود رہتے ہیں تکیہ شریف ایک بڑے کھلے وسیع میدان میں واقع ہے۔ مسافروں کیلئے رہنے کی جگہ لنگر خانہ پینے کا پانی جیسی سب سہولتیں موجود ہیں۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف

رئیس جان محمد ورند، رئیس فیض احمد، رئیس عاشق حسین، رئیس امام دین، رئیس جمعہ، رئیس اکبر، چوہدری عبدالرزاق، امیر بخش، راج کمار، گلابا جی، بیجل جی، بھنورو جی، گرداس ڈھانکو جی، اجبا جی، تارا جی، سب سنگت فقراء دوست احباب ٹبی وگھاور صادق آباد

7۔تکیہ دربار کنڈڑی شریف۔نزد دڑہ احمد خان تحصیل ڈھرکی ضلع گھوٹکی سندھ۔

حضرت قبلہ مرشد صوفی دُر محمد سائیں درگاہ کنڈڑی شریف والے کی یاد میں جیرو سادھ ولد ہریا سادھ نے آباد کیا۔ ہر سال دسمبر کی یکم تاریخ کو عرس مبارک منایا جاتا ہے ڈہرکی ،اوباڑو ،گھوٹکی ،میر پور ،سندھ ،پنجاب سے بڑی تعداد میں مرید دوست شرکت کرتے ہیں ۔میلے کے موقع پر محفل ،صوفیانہ کلام بھجن وانی ،وغیر ہ ہوتی ہے ۔لنگر رہائش کا خاص بندوبست ہوتا ہے۔ حال میں مراد ولد ہریا سادھ اور جیرو سادھ نے تکیہ آستانہ کو نئے سرے سے تعمیر کیا ہے۔ مہمانوں کے لئے رہائش اور لنگر کا انتظام بھی ہوتا ہے ۔ وسیع میدان اور درختوں نے تکیہ آستانہ کو خوبصورت بنایا ہوا ہے۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف

جناب منظور احمد خان لغاری ،استاد ہاشم خان لغاری ،جیرو سادھ ، کرشن جی ،مراد جی ،لدھا جی ،سلطان جی ،برجانگ سادھ ،گلو سادھ بھگت ،گوپالا بھگت ،سیٹھ بھنورو ،جانی جی بھگت ٹھاکر ،ارجن جی اور سب سنگت فقراٗ مرید تحصیل ڈہرکی ضلع گھوٹکی۔

8۔تکیہ دربار کنڈڑی شریف چک 54/P بستی رئیس مرتضیٰ چاچڑ نزد ابوظہبی محل رحیم یار خان

حضرت قبلہ میاں صوفی دُر محمد سائیں" گاڑھا گھوٹ کی یاد میں چک 54/P کی سنگت فقراء مریدوں نے 1995ء میں تکیہ دربار بنوا کر عرس مبارک کا آغاز کیا جس کا افتتاح صوفی تاج محمد سائیں پیرو مرشد نے فرمایا۔ ہر سال مارچ میں عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ دور دراز سے مرید سنگت فقراء شرکت کرتے ہیں میلے کے موقع پر خاص طور پر محفل موسیقی کا پروگرام قوالی ،عافانہ کلام ہوتا ہے۔لنگر وغیرہ کا خاص بندو بست ہوتا ہے ۔عرس مبارک کی نگرانی کا انتظام صوفی نیاز محمد سائیں اور صوفی میاں ایاز محمد سائیں کرتے ہیں ۔عرس مبارک بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف

سردار حضور احمد خان، رئیس خالد احمد چاچڑ، فضل احمد چاچڑ ،انور چاچڑ ،منظور احمد ،رئیس بشیر خان مہر ،مرید خان لاشاری ،اللہ ڈنہ ،عبدالغنی ،صدیق شادی فقیر ،نزاکت علی خدمتگار ،اسحاق ،خیر دین ،ظفر ،مختیار احمد قوال ،فرید احمد ،خادم حسین ،محمد رمضان ،عاشق ،اجباجی ،نموجی ،سب سنگت دوست احباب چک P / 2 5 نزد ابوظہبی محل ضلع رحیم یار خان۔

9۔تکیہ آستانہ دربار بستی رانجھے خان صادق آباد رحیم یار خان

آستانہ تکیہ شریف حضرت پیرو مرشد میاں دُرّ محمد صاحب صوفی فقیر درگاہ کنڈڑی شریف والے سرکار کی یاد میں 1970ء کو سردار حاجی احمد دین خان گوپانگ نے تعمیر کروایا۔ قبلہ پیر مرشد حضرت در محمد سائیں المعروف (گاڑھا گھوٹ) اکثر و بیشتر آستانے پر تشریف لاتے تھے ۔ ہر دم محفل قوالی ،عارفانہ وصوفیانہ کلام جاری و ساری رہتا ہے۔ تکیہ آستانہ دربار کی تعمیر اور با قاعدہ عرس مبارک کا آغاز 1986ء میں کیا گیا۔ پیر مروشد قبلہ صوفی تاج محمد سائیں ،صاحبزادہ صوفی میاں ایاز محمد سائیں اور منتظم صوفی حضور احمد گوپانگ اور نورا مین خان گوپانگ کی زیر نگرانی عرس مبارک میلہ کی شروعات کی گئی۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف

فقیر حضور احمد خان گوپانگ بلوچ ،نورا مین خان ،شہزادہ خان ،سردار محمود خان ،محبوب اکبر خان ،اسحاق خان ،صدیق احمد ،امجد خان ،ارشد خان ،حضور بخش کریم بخش ،حکیم ندیم احمد ،محمد نواز شاہجہاں ،فقیر بخش ،رئیس شبیر ،رئیس بشیر ،جملہ سنگت فقراء دوست احباب واہلیان موضع بستی رانجھے خان تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان۔

10۔ٹوبہ آستانہ زیارت کنڈڑی شریف ۔ چولستان روھی تحصیل یزمان ضلع بھاولپور

ٹوبہ آستانہ زیارت کنڈڑی شریف چولستان روہی کا سنگ بنیاد حضرت پیرو مرشد صوفی تاج

محمد فقیر نے 2005ء میں اپنے دست مبارک سے فرمایا تھا۔رسم افتتاح کی تقریب جو کہ صاحبزادے صوفی میاں ایاز محمد سائیں نے منعقد کی تھی اُس میں اُس وقت کے M.D چولستان بریگیڈیر محمد احسن ٹوانہ صاحب نے خاص طور پر شرکت فرمائی تھی۔

اس میں محفل موسیقی کا پروگرام کیا گیا۔عرس مبارک میلہ کا پرگرام تاریخ انگریزی میں اکتوبر چاند کی 15-16 کو مقرر کیا گیا جو ہر سال جاری وساری ہے۔صاحبزادہ صوفی میاں ایاز محمد سائیں نے ذاتی توجہ اور ذاتی اخراجات سے چولستان کے لوگوں کیلئے مال مویشی پنکھی پرند اور عام وخاص کے لئے ٹوبہ تیار کیا جو ایک خیر و برکت کا نیک کام ہے۔ٹوبہ کے ساتھ ایک مکاں برامدہ گوپا،چھپر،لنگر خانہ اور ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ایک پینے کے پانی کی ٹینکی تعمیر کی گئی۔جس سے چولستان کے لوگوں کو پینے کا پانی دستیاب کیا گیا۔گورنمنٹ ادارہ چولستان نے ایک ڈیم منظور کیا ہے جو جلد پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔

سرپرست: صاحبزادہ صوفی میاں ایاز محمد سائیں،انجینئر امتیاز احمد لاشاری صاحب ،سردار حضور احمد خان گوپانگ ،غوث بخش قمر دین مہر،حاجی صاحب ٹھیکیدار،گلوکار لیاقت خان ملنگ۔

خدمتگار: سیٹھ سردارا جی،راج کمار سونیار،سیٹھ کیسو جی ،سیٹھ ہری جی،ڈرائیور پنوں جی،میوا جی،سوہارو جی،سیٹھ ارجن ،بجن جی ،آڈو بھگت ،گلو بھگت ،موہن بھگت ،اجمل بھگت،گلشن جی،سوجل جی،سابق ایم پی اے سیٹھ بھارتا رام اور سب سنگت فقیراء چولستان روہی۔

11۔تکیہ شریف آستانہ قلعہ دراوڑ روہی چولستان بہاولپور

تکیہ آستانہ دربار کنڈڑی شریف ،حضور قبلہ درمحمد کی یاد میں صاحبزادہ صوفی میاں ایاز محمد سائیں نے اور قلعہ دراوڑ کے جملہ سنگت فقراء مرید اور عقیدتمندوں نے تعمیر کروایا ہے۔جس کا افتتاح 2007ء میں پیر و مرشد صوفی تاج محمد سائیں کے دست مبارک سے ہوا۔قلعہ دراوڑ ایک تاریخی مقام ہے جہاں دور دراز سے ملکی و غیر ملکی لوگ سیر وسیاحت کیلئے آتے ہیں۔خاص طور پر جیپ ریلی کے موقع پر کافی لوگ تکیہ دربار کنڈڑی شریف کی زیارت کو آتے ہیں لنگر اور رہائش وغیرہ کا خاص انتظام ہوتا ہے۔

خدمت گار و منتظمین تکیہ شریف

امتیاز احمد لاشاری صاحب ،بشیر خان بلوچ ، خدا بخش ،فقیر بخش شیخ ،غفار احمد بہاولپور ، ریاض احمد شیخ بہاولپور ،ممبر پنوں جی ،خمیسہ مٹھو جی، بگو جی،بچو جی، وسنا جی ،امرا جی، میوا جی،بختہ جی پدما جی بھگت مٹھوا،سب سنگت فقراء دوست احباب قلعہ دراوڑ ضلع بہاولپور چولستان۔

12۔تکیہ آستانہ پٹن منارہ۔رحیم یار خان

یہ تکیہ آستانہ صوفی دُرّ محمد فقیر کی یاد میں بنایا گیا۔یہ تکیہ تعمیر طلب اور توجہ کا متلاشی ہے۔

☆ **واضع رہے کہ صوفی تاج محمد سائیں ہر سال رمضان شریف میں مندرجہ بالا تکیہ جات میں سے کسی ایک میں اعتکاف /مراقبہ کیلئے بیٹھتے ھیں اور چاند رات کو اپنے عقیدتمندوں اور مریدین کو درشن دیتے ھیں اس سال 2008میں چک 54/P بستی رئیس غلام مرتضیٰ چاچڑ میں موجود تکیہ پر اعتکاف نشین ہوئے ھیں۔**

حق موجود سدا موجود

☆☆☆



صوفی حضور احمد خان گوپانگ

کنڈڑی کے شعراء کرام
تصوف اور ان کا کلام

ڈاکٹر عبدالوحید

روحل فقیر :۔روحل فقیر کے تین صاحبزادے شاہو فقیر، غلام علی فقیر، دریا خان کے علاوہ دیوان دلپت رائے صوفی (وفات ۱۲۵۷ھ) بھائی چین رائے سامی شکار پوری (وفات ۱۲۶۷ھ) مخدوم محمد عارف سیوہانی وفات ۱۲۴۷ھ)فقیر عثمان لاڑکانوی(وفات ۱۲۷۹ھ)اور پیر محمد راشد روضہ دھنی(۱۱۷۰ھ-۱۲۲۳ھ)اس دوَر کے اہم شعراء گزرے ہیں۔

روحل خان بن شاہو خان، زنگیجہ بلوچ خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ جو بلوچوں کے "جتوئی" قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔ان کے والد شاہو کے خان سندھ کے کلہوڑہ (عباسی) خاندان کے سربراہ میاں نور محمد کی دین محمد (المتوفی ۱۱۱۱ھ) سے وابستہ تھے۔بعد میں ترقی کر کے ان کے امراء میں داخل ہوئے اور میاں نور محمد کی تخت نشینی (۱۱۳۱ھ-۱۱۷۹ھ) کے بعد شاہو خان عمر کوٹ کے علاقے میں متعین ہوئے۔انہوں نے "پدماد جی بھٹ" گاؤں میں سکونت اختیار کی، جہاں پر سن ۱۱۳۲ھ کے لگ بھگ ان کے صاحبزادے روحل خان پیدا ہوئے۔

روحل خان کو اس زمانے میں دستور کے مطابق اچھی تعلیم ملی۔سنہ ۱۱۳۰ھ میں میراں پور (عرف "جھوک "موجودہ ضلع ٹھٹھ) کے مشہور صوفی بزرگ شاہ عنایت اللہ کو حکومت کے کارپردازوں نے شہید کروایا تھا۔میاں غلام شاہ عباسی کے دوَر (۱۱۶۱ھ-۱۱۸۶ھ) میں روحل صاحب کو ان کے والد کی خدمات کے صلے میں سرکاری عہدے پر فائز کیا گیا اور وہ توشہ خانے کے مہتمم مقرر کر دئے گئے۔بعد میں ان کو جیسلمیر جودھپور میں سفیر بنا کر بھیجا گیا۔روحل خان نے اپنے منصب کے فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ روحانیت کا پیغام بھی ان خطوں کے راجاؤں اور عوام تک اپنی ہندی شاعری کے ذریعہ پہنچایا۔جودھپور میں قیام اور ان اطراف میں سیر و سفر کے دوران متعدد راجواڑے اور وہاں کے عوام روحل خان کے معتقد ہو گئے۔بالآخر وہ اپنے مرشد صوفی عزت اللہ شاہ اور صوفی سلام اللہ شاہ سے دوری کو برداشت نہ کر سکے اور اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو کر میراں پور پہنچے۔پھر وہاں سے منتقل ہو کر کنڈڑی تحصیل روہڑی میں سکونت اختیار کر لی اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔جہاں پر سنہ ۱۱۹۴ھ کے لگ بھگ وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ان کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔روحل فقیر نے اپنی شاعری کو تزکیہ نفس، توحید، نفی واثبات اور ہمہ اوست کے نظریوں کی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔سرائیکی ان کی مادری زبان اور سندھی علاقائی زبان تھی ان دونوں زبانوں میں انہوں نے 'بیت ' کافیاں کہیں۔خطہ سندھ میں روحل غالباً پہلا شاعر ہے جس نے ہمہ اوست کے جذبے سے متاثر ہو کر خودی کا نعرہ بلند کیا۔

تصوف :۔روحل صاحب کا دائرہ تصوف سندھ میں اردو کی اساسی تاریخ ہے۔جس میں شعر گو فقراء کی خاصی تعداد ملتی ہے۔روحلؒ فقیر سرائیکی زبان کے فصیح ترین شاعروں میں سے ہیں انہوں نے فارسی میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔مارواڑی اور سندھی رموز ہندی میں دوہے، گیت، اور بھجن کہے ہیں۔اردو کا ابتدائی ارتقائی دور، دور ہندی کا ایک مثالی نمونہ ہے۔شاہو خان زنگیجہ روحل کے صاحبزادے تھے۔آپ کو سندھی، سرائیکی اور ہندی میں خاصی مہارت حاصل تھی اور اکثر ہندی آمیز اردو میں کلام موزوں فرماتے تھے۔

مراد فقیر زنگیجہ (۱۱۴۲ھ-۱۲۱۱ھ)

مراد خان بن محمد حیات "زنگیجہ "بلوچ تھے ان کی ولادت سنہ ۱۱۴۲ھ کے لگ بھگ پدماد جی بھٹ (پدماد کا ٹیلہ) گاؤں میں ہوئی۔سرائیکی ان کی مادری زبان تھی اور سندھی علاقائی۔فارسی میں بھی تعلیم حاصل کی اور قریبی ماحول کی وجہ سے مارواڑی اور ہندی جانتے تھے۔

مراد خان اپنے رشتہ دار روحل خان سے بہت محبت کرتے تھے۔اور غالباً ان کا اور روحل خان کا ایک ہی خاندان تھا۔البتہ وہ روحل خان سے عمر میں چھوٹے تھے اور آپس میں قریبی رشتہ دار تھے۔کلہوڑا خاندان کا زوال کا زمانہ ایک پر آشوب تاریخی دور تھا۔جب کلہوڑا حکمران میاں عبدالنبی نے والئی افغانستان تیمور شاہ سے مدد طلب کی تو سردار مدد خان افغان ان کے ساتھ آیا، جس نے آکر سندھ میں کشت و خون اور آتش زنی جیسے مظالم کئے۔اس حادثہ (۱۱۹۵ھ) سے متاثر ہو کر

مراد فقیر کلہوڑوں سے بیزار ہوئے اور تالپروں کے حامی بن گئے۔کلہوڑوں کی شکست کے بعد جب تالپور برسرِ اقتدار آئے تو مراد فقیر نے اپنے سندھی اشعار میں تالپروں کو دُعائیں دیں۔میر سہراب خان تالپور والئی خیر پور نے مراد فقیر کی بڑی عزت کی۔مراد فقیر کا انتقال کوٹلہ میں سنہ ۱۱۲۱ھ کے لگ بھگ ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔مراد فقیر سرائیکی زبان کے فصیح ترین شاعروں میں سے ہیں۔انہوں نے فارسی میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔

شاہو خان زنگیجہ (ل ۱۱۶۵ھ-۱۲۳۰ھ)

روحل فقیر نے جو پہلی شادی کی تھی۔اس سے ان کے دو صاحبزادے شاہو خان اور غلام علی پیدا ہوئے۔ان میں شاہو خان بڑے تھے۔ان کی تعلیم و تربیت ان کے والد کے یہاں ہوئی اور انہیں کی صحبت میں وہ تصوف کی طرف مائل ہوئے اور فقیری اختیار کی۔سندھی، سرائیکی ،اور ہندی کے شاعر تھے۔ایک دن اپنے والد سے اس طرح مخاطب ہوئے۔

کر بری کم جانیا کبدہ پری پیچھا
شاہو اب عرض کرتے ،دیئو سرب گیاں
گیان بناں گم کیم پڑے، جب ستگرو کہے سمجھاء
''شاہو'' پر دیا کرو ، دیئو ترت دکھاء

فقیر غلام علی زنگیجہ

(۱۱۸۰ھ-۱۲۵۵ھ)

فقیر غلام علی کنڈڑی کے مشہور بزرگ اور شاعر روحل فقیر کے دوسرے فرزند تھے۔شاہو سائیں ،ان کے بڑے بھائی تھے۔جو اپنے والد روحل فقیر کی وفات پر پہلے سجادہ نشین ہوئے۔غلام علی کو شاہو سائیں سے عقیدت تھی اور راہ طریقت میں وہ ان کے مرید ہوئے۔غلام علی کے دو فرزند ہوئے ،روحل فقیر کلاں اور فقیر نواب خان ،روحل فقیر کلاں اپنے والد غلام علی کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے فقیر نواب خان سندھی زبان کے شاعر تھے اور کافیاں کہتے تھے۔فقیر غلام علی نے سنہ ۱۸۳۹ء/۱۲۵۵ھ میں وفات پائی اور کنڈڑی میں ہی دفن ہوئے۔فقیر غلام علی ایک صوفی منش بزرگ تھے۔انہوں نے سندھی سرائیکی اور ہندی میں شعر کہے ہیں۔سندھی اور سرائیکی میں ان کی کافیاں محبت کے جذبات میں گھری ہوئی ہیں۔ان کافیوں میں انہوں نے اپنے مرشد شاہو سائیں کے فیض و عرفان کا ذکر کیا ہے۔بعض سرائیکی کافیوں کے تھلہوں (مطلعوں)میں اردو زبان کے الفاظ اور فقرے نظم کئے گئے ہیں مثلاً:

☆کل فقیر کوں کیتم سجدہ ، ''شاہو'' شاہ ہمارا
☆پیر اساڈا ظاہر ہویا ، شاہو شاہ سڈاوندا
☆دو دناں کا میلا ،میلا سوئی سیلا

روحل اور مراد کی تقلیدی میں فقیر غلام علی نے بھی ہندی زبان میں شاعری کی۔

دریا خان زنگیجہ (۱۱۹۰ھ-۱۲۷۰ھ)

دریا خان کنڈڑی کے مشہور بزرگ روحل فقیر کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔ان کی ولادت سنہ ۱۱۹۰ھ کے لگ بھگ کنڈڑی تحصیل روہڑی میں ہوئی۔چونکہ بچپن میں ہی والد کا انتقال ہو گیا اس لئے ان کی تربیت ان کے بڑے بھائی فقیر غلام علی کے ہاتھوں ہوئی۔فقیر غلام علی اپنے والد روحل فقیر کے سجادہ نشین تھے اور دریا خان نے ان کو اپنا مرشد تسلیم کیا۔دریا خان کے حقیقی بھائی خدا بخش بھی ان سے بڑے تھے اور سرائیکی زبان کے شاعر تھے۔اُنھوں نے سنہ ۱۸۴۳ء میں انتقال کیا۔دریا خان کا سندھی اور سرائیکی کلام بیتوں اور کافیوں پر مشتمل ہے۔وہ سندھ کے مشہور کافی گو شاعروں میں شمار ہوتے ہیں۔اپنے والد کی طرح انہوں نے ہندی میں بھی شاعری کی جو دوہوں، بانیوں اور شبدوں پر مشتمل ہے۔

نظر علی فقیر زنگیجہ

(۱۲۲۵ء-۱۶۲۵ء)

خدا بخش سائیں کے فرزند اور روحل فقیر کے پوتے تھے۔کنڈڑی میں تولد ہوئے۔ان کے والد خدا بخش سائیں سنہ ۱۲۴۳ء میں فوت ہوئے اور نظر علی نے راہ طریقت میں اپنے چچا دریا خان فقیر سے ہدایت لی اور ان کو اپنا مرشد تسلیم کر لیا۔فقیر نظر علی نے سندھی، ہندی اور اردو میں اشعار کہے۔جن میں سے ۶ شبد اور ۱۶ کافیاں کنڈڑی کے بزرگوں کے مجموعہ کلام (قلمی) میں موجود ہیں

☆☆☆

رباعی

از کعبہ عشق بازاں، رخسار یار بہ
محراب پاکبازاں ،آبرو نگار بہ
احرام عارفاں ھمہ ،بستند گردِ دل
گشتن ''مراد'' گرد دل از حج ہزار بہ

☆☆☆

صوفی روحل فقیرؒ۔

کنڈڑی کا کلتار

صوفی نیاز محمد فقیر۔ درگاہ کنڈڑی شریف

کنڈڑی میں کلتار ڈٹھوسیں ،رانجھو رمزن وارو
روحل صاحب ملیو من موھن ، کٹیو چوراسی جو چارو
کنڈڑی تو کنچن پوری، جتھ سنت لیو اوتار
روحل رنگ لاگ رہو، آٹھو ں پہر اک سار
کنڈڑی پورو دھام ہے ، جکیو لیوے نام
جتھ بسے دولہو دریا خان ، سارے سب را کام

برصغیر پاک و ہند کے مشہور صوفی شعراء میں درویش صفت بزرگ حضرت صوفی روحل صاحب کا ایک نمایاں مقام ہے آپ کی شاعری میں اللہ کی وحدانیت کا عنصر خاص طور پر موجود ہے مثلاً

الف اللہ کر یاد سداں، نت وحدت وچ گزاریں
جیون دے ہن چار ڈیہاڑے، خام خیال نہ گھاریں
ایہہ دُنیا دھُوتی سب جگ موہیا، چیت چلیں مت نہ ہاریں
روحل" راہ فقیری دے وچ ،غفلت منوں وساریں

اسی طرح صوفی روحل صاحب نے اس دُنیا کو فانی ، جھوٹ، مکر اور فریب پر مبنی قرار دیا ہے

دُنیا ڈھونڈ ھ تے طالب کُتے ،سبھناں مل کر تانی
ہڈ ی اُتے ہوڈ تہاندی ، وڑھدیں عمر وہانی
اندھیاں عشق اللہ دا چھوڑیا، پئے ولوڑن پانی
روحل" راہ ربانی باجھوں، بئی سب کُوڑ کہانی

آپ نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے آپ کو پہچان کیونکہ تجھے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا ہے اور اس درجہ کو ضائع مت کر۔

مانش کو اوتار بھلو ، نج نام بناں کیہہ کام کسی کو
جیوں کا من ہار سنگھار کرے ، بھرتار بناں سب لاگت پھیکو
چیت اچیت کہوں تم کو، دل بھیتر نور بسے پربھو جی کو
تنت جوت سروپ بسے اُرانتر، روحل رنگ لا تہیں کو

آپ نے ہمیشہ نفرت، تعصب اور فرقہ پرستی سے پاک شاعری کی ہے۔ ایک جگہ پر آپ ہندی میں فرماتے ہیں

کون ہندو بھیا، کون تُرک کہیجے ، ہندو ترک دوراہ کیا
دبدیا راکھ لی ، کوڑ کی ساکھ لی، اُن اللہ اُن رام کیا

حدیث پاک میں ہے۔ ''جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اُس نے رب کو پہچان لیا''۔



صوفی نیاز محمد فقیر کا کلام

صاحب میرے گھر آیو رے ،آیو رے من بھایو رے
☆کھیر کنڈاں را امرت بھوجن، درد آپ ونڈایو رے
☆برسنت بونداں چھوں ڈِس پانی ، مینگھل مینھہ برسایو رے
☆سیل سنتوش کا سودا رسیا ،پریم پلیتا جگایو رے
☆نیاز محمد نیناں کے ماہیں، صاحب آپ سمایو رے

صوفی روحل فقیر معرفت کا نشان

ارجن داس ایڈووکیٹ وصدر آل پاکستان مینگوال کانفرنس پنو عاقل۔ ضلع سکھر



روحل صاحب کے آباؤ اجداد جیسلمیر کی طرف سے آئے تھے۔اور روحل صاحب کا جنم عمر کوٹ کے قصبے" پدماد کی بھٹ" میں ہوا تھا۔ان دنوں سندھ میں کلہوڑا خاندان کی حکمرانی تھی۔روحل صاحب اعلیٰ تعلیم کے حامل تھے اسی لئے آپ کے والد بزرگوار شاہو خان کی خدمات کے صلے میں میاں غلام علی شاہ کلہوڑو کے دوَر میں سرکاری ملازمت مل گئی اور آپ کو اپنی اعلیٰ کارکردگی و اہلیت کی بنا پر وزیر خوراک و مال بنادیا گیا۔ان دنوں میں غلام شاہ کلہوڑہ کو تحفے میں ایک چادر ملی تھی۔ جس پر قرآنی آیات نقش کی گئی تھیں۔ حاکم نے اس چادر کی پسند کرتے ہوئے روحل فقیر کو اسے مالخانے میں رکھنے کے لئے دی اور کہا کہ یہ چادر ہم دونوں میں سے جو پہلے وفات پائے اس کو بطور کفن دی جائے۔جس وقت غلام شاہ کا انتقال ہوا تو روحل صاحب نے وعدہ کے مطابق چادر کو بطور کفن استعمال کرنے کیلئے غلام شاہ کلہوڑو کے بیٹے سرفراز کو کہا مگر اس نے روحل صاحب کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ یہ چادر جب میں انتقال کروں تو مجھ پر بطور کفن استعمال کی جائے۔اس بات کا روحل صاحب کو بہت دُکھ ہوا انہوں نے فوراً نوکری چھوڑ دی اور اُن کی زندگی میں ایک نیا انقلاب اُمڈ آیا۔ایک روایت کے مطابق وہ چادر سرفراز کلہوڑو کو بھی نصیب نہ ہوئی کیونکہ اُسے دوران قید بیٹے سمیت قتل کر دیا گیا تھا۔روحل صاحب نے نوکری کو خیرباد کہنے کے بعد صوفیانہ راہ اختیار کی اور وقت نے ثابت کیا کہ وہ ہند،سندھ کے معرفت کے بلند پایہ شاعر تھے۔آپ کی شاعری میں سنت کبیر صاحب کا عکس نظر آتا ہے۔آپ نے ایک جگہ فرمایا

کاشی کنڈڑی ایک ہے،روحل روپ کبیر
چل آوے تو مٹ جاوے،جنم جنم کی پیڑھ

روحل صاحب کی تین چوتھائی شاعری ہندی اور ڈھاٹکی زبان میں ہے بقیہ ایک حصے میں سرائیکی اور سندھی رچنا ہے۔ علاوہ ازیں آپ عربی اور فارسی پر بھی قادر الکلام تھے،آپ کی معرفت پر مبنی شاعری کے حوالے سے ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے صاف کہہ دیا ہے۔کہ روحل صاحب سندھ کے پہلے صوفی شاعر ہیں جنہوں نے ''ہمہ اوست'' کا نعرہ بلند کیا۔ آپ کی ہندی شاعری لازوال اور بے مثال ہے اور یہ کہ سندھ میں سرائیکی شاعری کو سب سے پہلے متعارف کروانے والے شاعر بھی روحل صاحب ہیں۔سندھ کے مشہور شاعر و محقق شیخ ایاز نے روحل صاحب کی شان اور ان کی شاعری کی منزلوں کا خوب اندازہ لگایا اور کہا کہ چلو تو روحل صاحب کی درگاہ پر شمع روشن کر آئیں اگر روحل صاحب کی جلائی ہوئی شمع (شاعری) بُجھ گئی تو سندھ بُجھ جائے گا۔

روحل صاحب چونکہ معرفت کے شاعر ہیں اور اس لحاظ سے ان کی کئی کُتب چھپ چکی ہیں مگر میں یہاں اُن کا صرف ایک بھجن پیش کروں گا جس میں انسان کو درس دیا گیا ہے کہ اے انسان تو اپنے آپ کو پہچان۔آپ کی شاعری میں آرتی، بھجن، ہوری، چھند، دوہے، چوپائیاں، جھولنے، وائی، ریختے، ھنسے، ہنکے غرضیکہ ہر قسم کی صنفیں موجود ہیں جو کہ راگ، بھیروی، کلیان، تلنگ جوگ، کنبھاٹ، پہاڑی، آسا اور دوسری

راگنوں میں گائی جاتی ہیں لیکن میں جو بھجن پیش کرنے جا رہا ہوں اُس کو میں نے روحل صاحب کے ایک مہان بھگت صوفی گلوکار بھگت بھاگ چند سے سُر "رانو" میں سُنا۔ اسی بھجن کو سنت چاند رام پنوعاقل والے بھی اکثر وبیشتر گنگناتے ہیں جب وہ دربار میں درشن کیلئے داخل ہوتے ہیں۔ بھجن اس طرح سے ہے۔

اپنا روپ پهچان،

سمجھ من درشن ایهی ایهی

(اے انسان تو عظیم ہے سب سے اُتم ہے یعنی اشرف المخلوقات ہے تیرا پرماتما سے امر ناتہ ہے تو فقط اپنے آپ کو سمجھنے کی کوشش کر۔ تو پرماتما کا ایک روپ ہے

جو چیز تلاش کرنے کیلئے تو اِدھر اُدھر بھاگتا ہے وہ تو تجھ میں موجود ہے۔ اس کو پانے یا درشن کرنے کیلئے تو اپنے آپ کو ہی سمجھنے کی کوشش کر۔)

جیسے سنگھ اجیا سنگ ڈولے
آپ نہ چیھنے پڑیوبھرم بھولے
جانت ہوئے اجان
سمجھ من درشن ایهی ایهی

(اے انسان تو نے جنم لینے کے بعد اپنے آپ کو اُسی طرح بھلا دیا اور جس طرح شیر کا بچہ بکریوں کے ساتھ کھیل کود کر کے اپنے آپ کو بکری سمجھنے لگ گیا تھا۔ تُو اپنے آپ کو پہچان کیونکہ جانتے ہوئے بھی تُو انجان بن گیا ہے۔ یہ تیری لاعلمی ہے۔ اس اگیانتا سے باہر نکل)

کستوری بسے مرگھ کے ماهیں
بن بن ڈھونڈھے سونگھے تاهیں
هوئے رهیا چران
سمجھ من درشن ایهی ایهی

(اے مُنش جیسے امر خوشبو ہرن کے جسم میں موجود ہوتی ہے مگر وہ بے چارہ جنگل بھٹکتا رہتا ہے کہ شاید یہ خوشبو اُسے کسی دوسری جگہ سے آ رہی ہے۔ وہ اسی بات پر پریشان و حیران رہتا ہے کہ یہ خوشبو کہاں سے آ رہی ہے۔ ایسی حیرانی اور پریشانی کو دور کرنے کے لئے صوفی سنت درویش اسی سنسار میں جنم لیتے ہیں تاکہ وہ انسان کی رہنمائی کریں اور ان کو ہوشیار کریں کہ اصل زندگی ہے کیا؟)

جن کو اپنا کر جانیا
رمتا رام سکل گھٹ مانیا
سو سادھو پروان
سمجھ من درشن ایهی ایهی

(اے انسان جب تُو نے اپنے آپ کو پہچان لیا تو رام یعنی اللہ کو اپنے اندر ہی دیکھ لیا تو ایسا بھگت تمام بندھنوں سے آزاد ہو گیا۔ اور اُس نے اپنا جیون سپھل کر لیا ایسے بھگتوں پر قربان جاؤں)

تین لوك میں تمهرا واسا
کا هے پهرت رهت اُداسا
من جان سکے تو جان
سمجھ من ایهی ایهی

(اے انسان تو جس کو ڈھونڈتا ہے وہ تو ہر جگہ موجود ہے چاہے سورگ لوک ہو، مرت لوگ ہو یا پاتال لوک۔ تُو کیوں غمگین اور دُکھی رہتا ہے تو اس چکر سے نکل کہ اللہ کہاں ہے؟ اپنے میں ہمت پیدا کر اور اُسی سے ناطہ جوڑ پھر دیکھ تیرا رب کہاں ہے؟)

جب میر ی پریت صاحب سے لاگی
روحل بهیت بهرم کی بهاگی
آتم ماهیں غلطان
سمجھ من ایهی ایهی

(روحل صاحب فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے اپنے صاحب یعنی مرشد سے محبت ہوئی ہے اور اُس کے وسیلے سے جو عشق رب کُل کائنات سے ہوا ہے میرا تو ہر قسم کا شک دُور ہو گیا ہے اُسی عشق کی تاثیر ہے کہ میرا ہر سانس اب اُس مالک کے ذِکر میں لگ گیا ہے اب مجھے کوئی شک وشبہ نہیں رہا ہے کہ رام یعنی اللہ کسی اور جگہ ہے بلکہ وہ تو ہر جگہ موجود ہے مگر یہ معرفت کہاں سے ملی؟ یہ سب کچھ اپنے ستگرو مرشد کے چمتکار سے ملی۔

گرو گوبند دونوں کھڑے کس کے لاگوں پاؤ
بلہاری ستگرو کی موہے گوبند دیو بتا

واضح رہے کہ ہم نے گزشتہ سے پیوستہ سال امرو یر لدھارام کی یاد میں ایک عظیم الشان ''صوفی روحل کانفرنس'' کا اہتمام کیا جس کے مہمان خصوصی صوفی تاج محمد فقیر تھے۔

☆☆☆



صوفی روحل ادبی کانفرنس کے موقع پر صوفی میاں ایاز محمد فقیر کا پیغام

سندھ اور پنجاب سے آئے ہوئے تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے صوفی روحلؒ ادبی کانفرنس میں شرکت کی۔ میری گزارش ہے کہ آپ سب آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، محبت اور پریم کو بڑھاو۔ دُنیاوی زندگی بہت مختصر ہے اس سے محبت کم کر کے رب تعالیٰ سے لو لگاو۔ امن پریم اور شانتی سے زندگی بسر کرو۔

حق موجود سدا موجود

صوفی دُرّ محمد فقیر

(گاڑھا گھوٹ)

عقیل احمد خان بستی رانجھے خان
تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان



آج میں جس بزرگ ہستی کے بارے مین آپ کو جو کچھ بتا رہا ہوں اُن کا نام حضرت صوفی دُرّ محمد سائیں عرف گاڑھا گھوٹ ہے جو ہمارے پیرو مرشد اور داتا ہیں آپ کے والد کا نام حضرت صوفی دوست محمد سائیں تھا آپ کا تعلق سندھ کے عظیم صوفی شاعر حضرت صوفی روحل فقیر دربار کنڈڑی شریف ضلع سکھر سندھ سے ہے حضرت صوفی دُرّ محمد سائیں صوفی روحل سائیں کے خاندان میں پانچویں پشت میں ہیں آپ نے اپنی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل کی حضرت صوفی دُر محمد سائیں شروع سے ہی درویشانہ طبیعت کے مالک تھے آپ ہمیشہ جوگیہ لعل رنگ کا لباس زیب تن کیا کرتے تھے اور ماشا اللہ آپ کا رنگ لعل تھا جیسا رنگ ویسا ہی لباس زیب تن کیا کرتے تھے اس لیے آپ کی ساری فقراء یعنی مریدین اور آپ کے عقیدت مند سب آپ کو گاڑھا گھوٹ کے نام سے پکارتے تھے آپ کو موسیقی سے بے حد لگاؤ تھا آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے اپنے ساتھ گانے بجانے والے ساتھ ہوتے تھے یہ گانے بجانے عام نہیں بلکہ صوفیانہ عارفانہ کلام ہوتے تھے حضرت صوفی دُرّ محمد سائیں عُرف گاڑھا گھوٹ جہاں بھی تشریف لے جاتے تھے وہاں پر لوگوں کے میلے لگ جاتے تھے اور لوگ دور دور سے آپ کا سُن کر دیدار کیلئے آتے تھے اور فیض حاصل کرتے تھے داتا دُرّ محمد سائیں کو غریبوں اور مسکینوں سے بہت زیادہ محبت اور پیار تھا آپ اکثر سیر و سیاحت کرتے تھے تاکہ لوگوں کو اپنے درس سے روشناس کرا سکیں۔ اور اپنے مالک کا پیغام پہنچا سکیں۔آپ نے زیادہ تر سیر و سیاحت ضلع رحیم یار خان اور بہاول پور ڈویژن میں کی یہاں تک کہ سندھ کے بھی بیشتر علاقوں میں ڈھرکی، گھوٹکی اور مختلف علاقوں میں آپ نے روحانیت کی تعلیم دی آپ سے بہت سے مریدین فیض یاب ہوتے تھے جو بھی مرید بلکہ عام فقراء بھی آپ کے پاس اپنی حاجت لے کر آتے آپ فوراً اُن کی حاجت پوری کر دیتے تھے آپ جدھر بھی تشریف لے جاتے تھے خاص طور پر پیار محبت امن اور انسانیت کا درس دیتے۔ پنجاب کے بیشتر علاقوں میں خاص کر صادق آباد، احمد پور لمہ، کوٹ فقیرا، بستی رانجھے خان، جہاں مُجھ ناچیز کا گھر موجود ہے اس کے علاوہ پُرساں، چک نمبر 54/p، لیاقت پور اور بہاولپور کے علاقوں میں آپ کے تکیے موجود ہیں اور یہاں ہر سال آپ کی یاد میں عُرس بڑی دھوم دھام سے منائے جاتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ آپ خاص طور پر غریب مسکینوں سے بہت پیار کرتے تھے اور آپ نے بہت سے غریب نہایت مسکینوں کو دُعا مانگ کر خوشحال بنایا۔ داتا دُرّ محمد سائیں کو صرف انسانیت سے محبت اور پیار تھا وہ کسی بھی مذہب یا ذات پات کے جھگڑوں سے آزاد تھے۔آپ نے کبھی امیر اور غریب میں کوئی فرق نہیں سمجھا دونوں کو برابر حیثیت دی ہے جیسا کہ روہی کے عظیم شاعر و بزرگ ہستی خواجہ غلام فریدؒ صاحب نے فرمایا ہے:

دین دھرم دی لوڑ نہ کوئی
میں درشن یار دا لوڑاں

اس کا مطلب کہ کسی بھی دین دھرم کی پرواہ نہیں ہمارے لیے صرف مرشد کا دیدار ہی کافی ہے ویسے بھی کہتے ہیں کہ مرشد کی گلی کا ایک پھیرا سو حج کے برابر ہوتا ہے آپ کے مریدوں میں ہندو اور مسلمان دونوں ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے ویسے بھی صوفی درویشوں کا پیغام پیار محبت اور امن کا ہے داتا دُرّ محمد سائیں بھی ہمیشہ ایک خدا کی محبت اور مرشد کی محبت اور یادِ الٰہی کا درس دیتے تھے۔ سندھ کے عظیم صوفی شاعر حضرت صوفی روحل فقیر کی طرح آپ بھی عظیم صوفی شاعر تھے۔آپ نے شاعری کی نسبت ریاضت کو زیادہ ترجیح دی۔ میں آپ کی کافی کے چند اشعار جو مُجھے یاد ہیں،لکھ رہا ہوں:

میڈا عشق لگا ہادی نال، میں مستان ہوئی وے یار
کیہے مٹی وچوں بوتے بنالیس، ایہہ بھی قدرت دا کمال

آپ نے علم و ہدایت کی شمع روشن کرنے کے بعد

سن 1982ء کو شہر ضلع رحیم یار خان میں وصال فرمایا آپ کا مزار اپنے آباؤ اجداد کے مزاروں کے ساتھ دربار کنڈڑی شریف ضلع سکھر میں ہے آپ کے داماد صوفی رحیم بخش فقیر جو کہ خود بھی بزرگ ہستی تھے، نے آپ کے وصال پر اس طرح فرمایا۔

دُرّ محمد سائیں توں میڈا ہادی رہبر پیشوا
فانی دُنیا کو چھوڑ کر ونج وسایوئی ملک بقاء

حضرت داتا دُرمحمد سائیں کے بعد اُن کے لخت جگر حضرت داتا صوفی تاج محمد سائیں فقیر عرف مستانہ فقیر نے پیری مُریدی کا مکمل سلسلہ سنبھالہ اور اس کو بہت آگے بڑھایا میں ناچیز بھی حضرت صوفی داتا تاج محمد سائیں کا مرید ہوں۔میری بستی رانجھے خاں میں بھی ہادی مرشد کے بہت سے عقیدت مند اور مرید ہیں ان میں سے خاص کر سردار حضور احمد خان، نور الامین خان، عابد خان اور ابوبکر خان ہیں۔ ہمارے ہاں بھی حضرت داتا دُرّ محمد سائیں فقیر کا تکیہ ہے جہاں ہر سال بڑی دھوم دھام سے عُرس منایا جاتا ہے جس کا سارا انتظام سردار حضور احمد خان گوپانگ جو کہ میرے چچا ہیں وہ سنبھالتے ہیں۔میرے چچازاد بھائی نور الامین خان جو کہ ہر مہینے تکیہ پر نئے سوموار کو اپنے مرشد ہادی کے نام سے لنگر کا انتظام کرواتے ہیں اور ہر مہینے یہاں پر کم از کم سو ڈیڑھ سو کے قریب مریدین اور عقیدت مند حاضری دیتے ہیں اور مُرشد صوفی تاج محمد سائیں کی یاد میں محفل موسیقی کا تھوڑا بہت انتظام ہوتا ہے جس میں صوفیانہ اور عارفانہ کلام پیش کیا جاتا ہے۔مُرشد ہادی حضرت صوفی تاج محمد فقیر سائیں نے بھی دینی تعلیم اپنے خاندانی بزرگ مرشد یعنی والد گرامی سے حاصل کی اس کے بعد آپ نے ضلع سکھر سے گریجویشن بھی کی آپ کو بھی شاعری اور موسیقی سے خاصا لگاؤ ہے آپ کو بہت سی زبانوں مثلاً ہندی، سندھی، اردو، فارسی اور انگریزی زبان پر عبور حاصل ہے۔

میرے مرشد ہادی رہبر پیشوا حضرت صوفی تاج محمد فقیر سائیں بھی غریبوں اور مسکینوں سے بہت پیار کرتے ہیں آپ کے مریدین پاکستان کے علاقوں میں خاص طور پر روہڑی، ڈھرکی، پنجاب میں صادق آباد، رحیم یار خان، لیاقت پور، بہاولپور، لاہور، روہی کے علاوہ انڈیا، برطانیہ، دوبئی، ایران، سعودی عرب اور عمان میں آپ کے مریدین موجود ہیں۔مُرشد ہادی حضرت صوفی تاج محمد فقیر سائیں بھی اپنے خاندان کی طرح ایک صوفی شاعر ہیں مرشد صوفی تاجِ محمد سائیں نے اپنی زندگی کا تمام حصہ اپنے مرشد صوفی دُرّ محمد فقیر سائیں کے بتائے ہوئے راستے پر اختیار کیا اور پیری مریدی کا سلسلہ بہت وسیع کیا جس کی مثال آپ اور ہم لوگ موجود ہے آپ کو بھی اپنے مرشد کی طرح سیر و سیاحت کا شوق ہے آپ بھی اکثر سیر و سیاحت میں ہوتے ہیں مرشد حضرت صوفی تاج محمد فقیر سائیں کا اپنے مریدین فقراء خاص کر نوجوانوں کو پیغام ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں، اپنی زندگی میں امن کی روشنی پیدا کریں حق کی تلقین کریں اور انسانیت سے پیار کریں

حق موجود سدا موجود

☆☆☆

کلام
"صوفی دریا خان فقیر"

جڈاں پُیتم کیف کلال کنوں
جند چھٹ پئی اے غیر خیال کنوں
☆ایہیں کہنے کیف سر شور کیتا
تھیں تاں پیون نال پیار کیتا
پچھے وچ مستی دے ہو شیار کیتا
تڈاں واقف تھیو سیں وصال کنوں
☆گئے صرف نحو دے بھل کسب
اساں کافی شرح نوں کیتو سیں وسب
جڈاں شاہ عاشق دا تھیو سیں سبب
تیئں تاں خبر ڈِتی ہر حال کنوں
☆جڈاں غین دا نقطہ گم تھیا
تڈاں ہم رہیا نہ تم رہیا
نہ کوئی اسم ریہا نہ کوئی جسم رہیا
پچھے لنگھ پئے سیں قید کشال کنوں
☆"دریا خاں" جڈاں تھیا غلام علی
تڈاں واف تھیو سیں ایہہ تاں گلی
ونج ذات دے نال صفات رلی
ہن تاں فضل تھیا فی الحال کنوں

☆☆☆

صوفی تاج محمد فقیر کی غیرملکی سیاحت



سیٹھ بارتھارام سابق ایم پی اے پنجاب

صوفیائے کرام کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ انسانوں کی ہدایت کے لئے سیاحت کو اپناتے ہیں۔ صوفی روحل فقیر نے بھی غیر ملکی سیاحت کی اسی طرح ان کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے مگر میرے مرشد وہادی صوفی تاج محمد فقیر نے کافی ممالک کی سیر کی اور وہاں پر اپنے مریدین کا حلقہ بڑھایا آپ نے سب سے پہلے انڈیا کی سیاحت کی جس میں، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ میرے علاوہ حضور احمد خان گوپانگ اور بیر بل رام خانپوری بھی ہمراہ تھے۔ ہمارے شب وروز اکٹھے ہی گزرے اور ہم نے روحانی تسکین حاصل کی گنگا نگر میں موٹن رام، ڈاکٹر اوتار سنگھ نے آپ کی اور آپ کے ساتھ آنے والے مہمانوں کی خوب خاطر تواضع کی جودھپور میں موشارام اور اس کی فیملی نے آپ کو ہر وقت خوش آمدید کہا اجمیر شریف میں آپ خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار پر بھی گئے اور فاتحہ خانی کی۔ انڈیا میں روحل صاحب کے مریدین کی کافی تعداد ہے خاص طور پر راجستھان کے علاقے میں۔ قبلہ صوفی تاج محمد فقیر نے بھی ضلع گنگا نگر (راجستھان) اور دہلی میں اپنے عقیدتمندوں کا حلقہ بڑھایا۔

وہاں پر آپ نے چند معجزات بھی دکھائے ایک رکشے والا جو ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ اُس پر ایک کیس چل رہا تھا۔ وہ بہت پریشان تھا۔ آپ نے اس کی پریشانی بھانپی اور پریشانی کی وجہ پوچھی تو رکشے والے نے ساری حقیقت بتائی۔ اس کی دوسرے روز پیشی تھی، آپ نے اللہ کے حضور دعا مانگی اور رکشے والا کیس سے بری ہو گیا۔ اسی طرح جودھپور میں ایک لڑکا گم ہو گیا تھا میزبان موشی رام نے اس کے بارے میں عرض کی تو آپ نے دُعا مانگی اور دوسرے دن وہ لڑکا واپس آ گیا۔



انڈیا کی سیاحت کے دوران صوفی تاج محمد فقیر کا حضور احمد خان، سیٹھ بارتھارام، بیر بل رام، دلیپ کمار، اوتار سنگھ اور موشارام کی فیملی کے ہمراہ گروپ فوٹو



آپ نے خلیجی ریاست UAE کا بھی رخ کیا کیونکہ دُبئی اور ابوظہبی میں آپ کے کافی تعداد میں مرید ہیں۔ آپ نے یو اے ای کا دو مرتبہ دورہ کیا ہے دوسرے دورے کے دوران کستوُراجی شادؔ پھولانی بھی آپ کے ساتھ تھے۔ دبئی میں آپ کے عقیدتمندوں میں عبداللہ بلوچ، سنتوش کمار، کھیاں رام، اوڈیارام، اودھارام، پنوں رام، جام رمضان لاڑ، شمن، حاجی محمد انور، پورن رام، اور جابر ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ آپ جہاں بھی جاتے آپ کے ساتھ کارواں بن جاتا۔



صوفی تاج محمد فقیر کا دوبئی اور العین میں سنتوش کمار کستور اجی شاد اور اہل دوبئی کے احباب کے ہمراہ گروپ فوٹو



سلطنتِ عمان میں بھی آپ کے عقید تمند موجود ہیں آپ نے وہاں کا بھی دورہ کیا۔وہاں کرشن رام،اور گومند رام آپ کے خصوصی میزبان تھے۔ان کے علاوہ اور کافی لوگ آپ

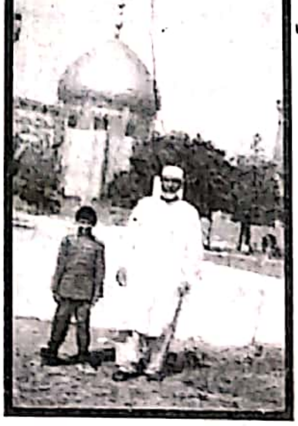


صوفی تاج محمد فقیر کا مسقط (سلطنت آف عمان) میں کرشن رام، گومند رام اور دیگر مریدین اور عقید تمندوں کے ہمراہ گروپ فوٹو



کی زیارت کے لئے وہاں آتے تھے۔ آپ نے وہاں پر صحابہ کرامؓ کے مزارات پر بھی حاضری دی اس کے علاوہ عمان کے ایک تفریحی مقام سلالہ کی بھی آپ نے سیر کی۔صوفی تاج محمد فقیر نے دو سال قبل روضہ رسول ﷺ کی زیارت اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کیلئے سعودی عرب کا سفر اختیار کیا۔ آپ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ ریاض اور جدہ کی بھی سیر کی۔ آپ نے ایک ماہ تک روضہ رسول ﷺ کی قربت حاصل کی۔

آپ نے اپنی فیملی کے ساتھ ایران کا بھی دورہ کیا۔اصفہان، زاہدان، مشہد، نیشاپور، شیراز اور تہران میں بھی قیام کیا۔ایران میں آپ کے ساتھ صوفی درویش فقیر تھے۔وہاں پر آپ حضرت امام علی رضا، بی بی پاک معصومہ، طوسی فردوسی، فرید الدین عطار، حافظ شیرازی اور شاہ چراغ کے مزارات پر بھی تشریف لے گئے۔



صوفی تاج محمد فقیر کا اپنے چھوٹے بیٹے درویش شائیں کے ساتھ تہران میں آیت اللہ خمینی کے مزار پر گروپ فوٹو

یہ مختصر خاکہ آپ کی سیاحت کا میں نے بیان کیا ہے اگر تفصیل میں جائیں تو پھر پوری کتاب کی ضرورت ہے

حق موجود   سدا موجود

صوفی روحل فقیر اور ہندی شاعری

کستوراجی شاد پھولانی سینئر ہیڈ ماسٹر رحیم یار خان

دُنیا میں دیکھا جائے تو دو قسم کے مکتبہ فکر کے شعرا نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

1۔ حقیقت پر مبنی شاعری کرنے والے

2۔ مجازیت پر شاعری کرنے والے

مندرجہ بالا شعراء کی تعداد بہت زیادہ ہے اور تقریباً ہر زبان میں ان کی شاعری پائی جاتی ہے مگر ہمارے ہاں عربی ، فارسی ، ہندی ، سرائیکی ، سندھی ، پنجابی ، اردو اور انگلش زبان کے شعراء کو پڑھا اور سُنا جاتا ہے حقیقت پر لکھنے والے شعرا کو عام الفاظ میں صوفی شعرا کا نام دیا جاتا ہے جبکہ ہندی زبان میں صوفی کا مماثل لفظ سنت یا ویدانت ہے اور انگلش میں Mysticism ہے لفظ صوفی ایک وسیع لفظ ہے جس کو تصوف سے اخذ کیا گیا ہے تصوف سے مراد ''علم معرفت'' ہے لہٰذا ایسا شخص جو علم معرفت کی آگاہی رکھتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہے اُس کو صوفی کہتے ہیں علاوہ ازیں صوفی کے لغوی معنی پشمینہ کے بھی ہیں۔ انگلش میں اُس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے Mysticimsm / mystic is a broadway terminology concerned direct communion of the soul with God through religious meditation.

سناتن دھرم (ہندو ازم کے فلسفہ تصوف کے بانی سری کرشن جی ہیں جنہوں نے لگ بھگ پانچ ہزار برس پہلے مہا بھارت میں ارجن جی کو زندگی و مابعد زندگی کے رموز بتائے جن کا محور و مرکز ''بے لوث عمل برائے اُخروی زندگی'' ہے۔ مثلاً سری مد بھگوت گیتا کے پانچویں ادھیائے کے اشلوک نمبر 10 میں سری کرشن جی فرماتے ہیں

برہمنی آدھائے کرمنی سنگم تیکتوا کروتی یاح
لپیتے نہ سہ پاپینہ پدم پترم ایوامبھ ساح

ترجمہ۔ ''جو شخص خواہش کو ترک کر کے بے لوث عمل پرماتما کی خاطر کرتا ہے وہ پاپوں یعنی گناہوں سے بالکل اسی طرح آزاد رہتا ہے جس طرح کنول کا پھول'' گویا تصوف ایک ایسا فلسفہ عمل ہے جس میں انسان اپنی عبادت کو فرض سمجھ کر کرتا ہے۔ اور پھر اُس عبادت کے بدلے میں کوئی لالچ نہیں رکھتا ایسا انسان ہر وقت ذکرِ الٰہی ، ذکرِ مالک اور ذکرِ ایشور میں مگن رہتا ہے۔ فلسفہ تصوف یا صوفی ازم یا حقیقت کے پجاری ہی اس دنیا میں کامیاب و کامران ہوتے ہیں انہیں عاشقانِ توحید بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک سوائے ایک مالک کے اور کوئی نجات دہندہ نہ ہے۔ ان عاشقان کی تعداد تو لا انتہا ہے مگر ان میں سے جن صوفی شعراء نے اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں کو اُخروی نجات یعنی آوا گون سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے کہا اُن میں کبیر بھگت ، رامانج ، گرونانک ، شنکر آچاریہ ، برہمانند شاہ عبداللطف بھٹائی ، سچل سر مست مستؒ ، بیدلؒ ، بیکسؒ ، سلطان باہوؒ ، بابا بلھے شاہؒ ، خواجہ غلام فریدؒ ۔ شاہ عنایتؒ ، اور روحل صاحب نمایاں ہیں ۔ ویسے تو صوفی روحل صاحب کی شاعری مختلف زبانوں میں عمدہ ترین رموز و اوقاف کے ساتھ موجود ہے۔ جس میں عربی ، فارسی ، سرائیکی ، سندھی ، ہندی ، اور مارواڑی ہیں مگر میں یہاں پر ان کی ایک صنف یعنی ہندی شاعری کے بارے میں ذکر کروں گا۔ روحل صاحب کی ہندی شاعری میں بڑی چاشنی اور حقیقت پنہاں ہے۔ مثلاً

ایک ہی اکھشر ارتھ لے نہیں کو اکھشر انیک
رے من بھو لامت پھرو ، انت جگہ ہے ایک
ایکو ایک جب درسیا ، مٹیا جو تن کا تاپ
روحل رتا ایک سوں ، ست گُرو کے پرتاپ

روحل صاحب کی ہندی زبان میں درج ذیل تصانیف اور شاعری مجموعہ جات ہیں۔

1۔ شاستر من پربودھ
2۔ ادھ بدھ گرنتھ
3۔ سرب گیان یانج مول گرنتھ
4۔ شاستر انتر بلاس

5۔اگم وارتا

اب میں درج بالا مختلف کُلیات کے چیدہ چیدہ خصوصیات پیش کروں گا۔

1:'' من پر بودھ '' شاستر میں روحل صاحب نے من یعنی غیر حقیقی اور چت یعنی حقیقی تصور کو اُجاگر کیا ہے۔مثلاً

ایک کنول دو پھولڑا ، جڑ چیتن ہے نام
جڑ تج چیتن گرھ ، تب پاوے بسرام

ترجمہ:۔کنول کے پھول دو ہیں ایک کا نام جڑ یعنی غیر حقیقی چیز جسے من بھی کہتے ہیں اور دوسرے کا نام چیتن یعنی حقیقی چیز جسے چت بھی کہتے ہیں روحل صاحب فرماتے ہیں کہ جڑ یعنی غیر حقیقی چیز کو چھوڑ کر چیتن یعنی حقیقت کو اپنا لے تب ہی اُخروی نجات مِلے گی۔

اس شعر میں کنول کو بطور تشبیہ استعمال کیا گیا ہے یعنی ہیت انسان یا جسم ۔اسی طرح روحل صاحب علم کو بغیر عمل کے ٹھکراتے ہیں کہ شاعری کرنا اور بات ہے جبکہ شاعری پڑھ کر اُس پر عمل کرنا اور بات ہے۔آپ کے نزدیک علم پر عمل بہت ضروری ہے۔اور یہی صوفیا کا اصل درس بھی ہے۔ایک جگہ روحل صاحب فرماتے ہیں

کتھنی کتھے انیک بدھ ، جوگی جتی سنیاس
روحل'' رھنی رہنت بن، پڑے کال کے پھانس

ترجمہ:۔مختلف درویشوں اور صوفیا کرام کی مختلف قسم کی تصانیف اور شاعری ہوتی ہے مگر وہ شاعری اُن کو عمل کے بغیر اُخروی مقام نہیں دلا سکتی۔

2۔شاستر''ادھ بدھ'' میں روحل صاحب نے معرفت کا علم دیا ہے جس کا مطلب حقیقت کو پہچاننا، راہ راست پر چلنا اور حقیقی علم کو لوگوں تک پہچانا ہے۔مثلاً

مانش کو اوتار بھلو ، نج نام بناں کیہہ کام کسی کو
جیوں کا من ہار سنگھا کرے، بھرتار بناں سب لاگت پھیکو
چیت اچیت کہوں تم کو ، دِل بھیتر نور بسے پربھوجی کو
تنت جوت سروپ بسے اُرانتر، روحل رنگ لاگو تہیں کو

اسی گرنتھ میں روحل'' صاحب فرماتے ہیں

ناں کچھ اونچ ہے ناں کچھ نیچ، سم کر جانو ایک
روحل سُوجھی تب پڑے، جب کھلے دچار دیک

3۔سرب گیان یا نج مول گرنتھ بھی ہندی زبان میں ہے جس میں راہ راست بتائی گئی ہے جس پر چل کر اُخروی نجات یعنی مقام لامقام حاصل ہوتا ہے۔

پہنچ امرلوک مرت لوک نہیں آوے ،اجرامر ہوجاوے
آگے ہتا ہنس بچھڑیا ، مِل صاحب نام کہاوے

ترجمہ:۔جب کوئی انسان علمِ حقیقی سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہ لافانی مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ امر ہو جاتا ہے یعنی آتما (روح) پرماتما (عالم ارواح) میں سما جاتا ہے۔اسی شاستر میں آپ فرماتے ہیں:

ایہہ جگ سارا جھوٹ ہے آخر پرلے ہو
امر لوک پہنچے ناہیں بناں وسیلے کو

روحل صاحب اس دوہے میں فرماتے ہیں کہ مقامِ لافنا تک پہنچنے کے لیے کوئی وسیلہ ہونا چاہیے اور وہ وسیلہ ست گرو یعنی مرشد کا ہے۔

4:۔''شاستر انتر بلاس'' میں روحل صاحب نے ست گرو یعنی مرشد کی بڑائی بیان کی ہے کہ ان کے بغیر ابدی نجات کا حصول ناممکن ہے۔انتر بلاس کا لفظی معنیٰ اندرونی خوشی یعنی باطنی مُسرت کا ہے۔مرشد اپنے مرید کو ایسا خزانہ عطا کر دیتا ہے جس سے انسان کا باطن خوش وخرم رہتا ہے۔اور بالآخر اُس خزانے یعنی'' نام'' یا ''اُپدیش'' کے بل بوتے پر انسان اواگون کے عتاب سے بچ جاتا ہے۔

گرو ہے گت مکت کا کا داتا گُر بن گھور اندھیر نہ جاتا
گُر ہے صاحب گُر ہے ماہیں گُر بن دوجا کوئی ناہیں
گُر صاحب کا نام لے کر کوٹ کوٹ پرنام
روحل گُر پرتاپ سوں پاوے پوری دھام

5۔''شاستر اگم وارتا'' روحل'' صاحب کا ایک شاہکار شاستر ہے۔جس میں جودھ پور کے راجہ بجے سنگھ کے ساتھ مناظرہ کا حال بیان کیا گیا ہے۔روحل'' صاحب دورانِ سفر جودھ پور میں ایک ماہ سات دِن تک محلات گلاب ساگر میں مقیم رہے۔آپکے ہمراہ اور بھی مریدین تھے۔مناظرہ کے مکمل ہونے کے بعد راجہ بجے سنگھ اپنے تمام درباریوں کے ساتھ روحل'' صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے تھے۔اس شاستر میں روحل

صاحب نے گیان اور وگیان دونوں تفصیل کے ساتھ لوگوں کی ہدایت کے لیے منظوم و منصوف کیا ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچے کے آنے سے لیکر مقامِ لافنا تک کے تمام رموز و اسرار اس شاستر میں بتائے گئے ہیں۔

آخر میں میری یہ پرارتھنا ہے کہ آج کی یہ بابرکت محفل جس کو صوفی روحل فقیر ادبی کانفرنس کا نام دیا گیا ہے، کے طفیل عہد کریں کہ ہم سب یہ عہد کریں کہ ہم اپنے مرشد کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے اور مالک کل کائنات سے وینتی کریں کہ اے مالک ہمیں اس قابل بنا کہ ہم تیری حمد وثنا مرشد کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کریں اور اُخروی نجات حاصل کریں۔

میں اپنی طرف سے اور تمام یاتریوں کی طرف سے خصوصاً پنجاب سے آئے ہوئے مہمانوں کی طرف سے صوفی تاج محمد فقیر، صوفی نیاز محمد فقیر، صوفی انور علی فقیر، صوفی ایاز محمد فقیر، صوفی دوست محمد فقیر، صوفی سجاد محمد فقیر اور کنڈڑی شریف کے تمام درویشان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے صوفی ازم پر یہ کانفرنس منعقد کی اور ہمیں اس میں شامل ہونے کا شرف بخشا۔

حق موجود سدا موجود

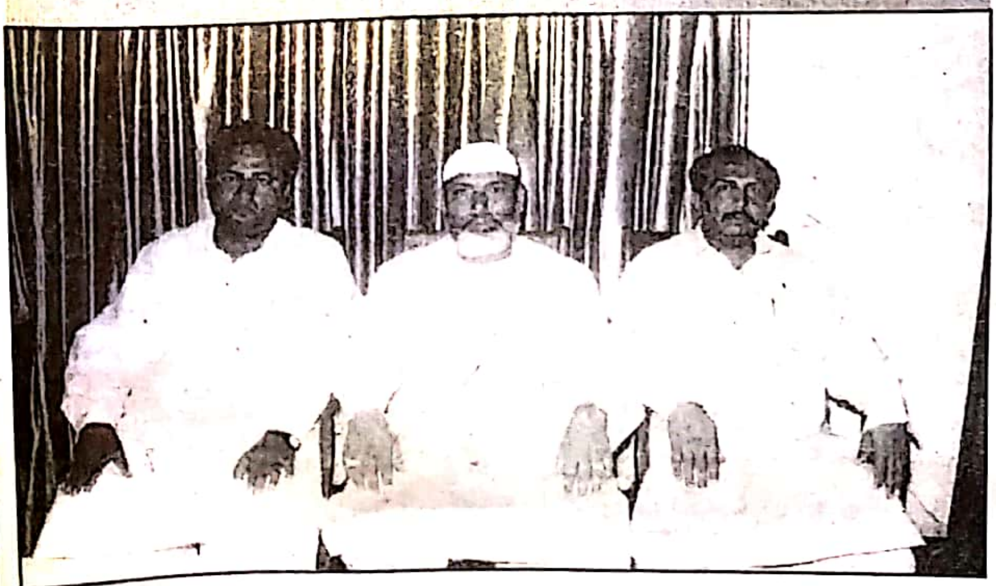
صوفی تاج محمد فقیر

بھجن روحل صاحب

(رام کلی روپ پربھاتی)

سادھو جن چنتا کیوں کریں جانرا صاحب ہے ساہو کارا
چاھ کری سوئی آئے ملے ، روزی سانجھ سویرا
☆روٹی لگوٹی اتنی، داتا دیون ہارا
آپ ڈیراوے آپ نوں ،ھری جن ہر کا پیارا
☆پنکھی پنکھیرو اجگرا ، سب جیوؤں کا سہارا
کتنا کیٹ پلنت ہے ، داتا دیون ہارا
☆نوندھ پچھی سنگ سدا ،رِد سدھ بھریا بھنڈارا
بانٹ برتاوے گھر گھر، مایا انت اپارا
☆ہر یجن ہر کا گماشتہ ھونجے نام واپارا
"روحل" رگھو ور رِدے بسے ،پونجی پورن ہارا

پیشکش: اکبر رام (بیشو) فیروزہ



سیٹھ بھار تا رام اور کستوراجی شاد پھولانی MPA ہاسٹل لاہور میں

چوپائی

صوفی تاج محمد فقیر

اک ڈیہاڑے مُرشد میڈے تے ایہہ احسان کیتا
پریم پیالا بھر ڈتُس نال سجن دل مِیتا
دل دی دوئی دور تھئی ڈے کر بریہہ پلیتا
تاج محمد اک نگاہ دے نال غیر کڈھ چا نیتا

☆☆☆

حق ہدایت ہادی والا چُم چاھ کنوں سر چاتُم
سر دے سودے راہ حقیقی پیر اتھاں ونج پاتُم
چُم چشماں تے یار پیارا نیہہ اڑانگا لاتُم
مستانہ ماہی میڈا ازل کنوں ڈیکھ سُنجاتُم

☆☆☆

عاشقاں دی گل عارف جانن لوکاں خبر نہ کائی
بن ہادی ایویں ہتھ مریسی دور نہ تھیسی اُوندھائی
درد وظیفے کر ڈکھاویں لوکاں ایویں تسبیاں پھرن اجائی
تاج محمد طالب بن حق دا تاں تھیوے اصل روشنائی

ابیات

☆سب کا مالک ایک روپ دھرے انیکھ
تاج محمد ہر جا ایکو رُم رہیا کر نیارے نیارے بیکھ
☆مستانہ عشق عقل کو کھیل ناہیں وِرلا پہنچے کوئی
دُھن لگاوے ستگرو میں تُرنت لیجاوے سوئی
☆پیا پریت لگا ٹیکے جا بسے پردیس
پنجر تھکا جیوڑا اُداس سیت ہوئے کیس



کافی

سن روحل سائیں سرکار، مُرشد کنڈڑی دا کلتار
☆دربار تیڈی ہے عالی۔۔سوالی ولیا مول نہ خالی
کر ڈے بیڑا پار-----------
☆میں دُوروں سُن کے آئی ہاں ۔۔ بھر ڈیویں ٹوں جھولی سیاں
غریباں دی ہے پُکار-----------
☆تیڈے در تے کمی نہ کائی ۔۔ جو منگے ملدا سوئی
بھریا تیڈا اہے بھنڈار-----------
☆تاج محمد در تیڈے دا منگتا۔تُوں ہیں داتا گرو جگت دا
کر نظر تھیواں گلزار-----------

☆☆☆

روحل ادبی کانفرنس کا آنکھوں دیکھا حال

ذیشان شمس

درگاہیں اور خانقاہیں ابتدا ہی سے امن، شانتی، انسانیت اور آدرش کی درسگاہیں رہتی آئیں ہیں۔ جہاں سے محبتوں کے سلسلے جاری وساری رہتے آئے ہیں اور وہیں سے ہی زندگی کا حوصلہ ملتا رہا ہے جہاں نفرتوں، انتقام اور ظلمت کا اختتام ہوتا ہے۔ ہند اور سندھ میں ایسی بے شمار خانقاہیں موجود ہیں حضرت صوفی روحل کی درگاہ بھی ان میں نمایاں جگہ رکھتی ہے۔ صوفی روحل فقیر کلہوڑا دور کے آخری اور تالپور حکمرانوں کے شروعاتی دور کے سندھی، ہندی اور سرائیکی کے بہت بڑے شاعر گزرے ہیں، جنہوں نے کلہوڑا دور حکومت میں ایک بڑے منصب پر فائز ہونے کے باوجود امیرانہ طرز زندگی کو ٹھکرا کر مالک حقیقی کی تلاش میں فقیری اختیار کی اور شاہ عنایت شہید کی درگاہ پر صوفی عزت اللہ شاہ کی صحبت میں رہ کر اور ڈونگرسی مہاراج سے قلبی کچہری کرنے کے بعد جیسلمیر، جودھ پور، بیکا نیر، کا سیر وسفر کر کے آخر کار کوٹ ڈیجی ضلع خیر پور کے ''کوٹلی'' نامی گاؤں میں رہائش اختیار کی۔ اس سفر میں انکے ساتھ انکے قریبی عزیز سندھ کے بڑے شاعر اور بزرگ صوفی مراد فقیر بھی ساتھ تھے مگر مراد فقیر کی وفات اور مقامی زمیندار سید لشکر اللہ شاہ کی زیادتیوں کے سبب موجودہ گاؤں کنڈڑی تحصیل روہڑی جہاں آپکی آخری آرام گاہ ہے وہاں منتقل ہوئے اس طرح باقی زندگی محروم وگمراہ عوام کی روحانی اور فکری تربیت کرنے کا فرض نبھاتے رہے۔ خلق خدا کی روحانی رہبری کرتے ہوئے آپ 1804ء میں آپ مالک حقیقی سے جا ملے لیکن وہ روحانی فیض کا سلسلہ صدیاں گزرنے کے باوجود آج تک ہر عام و خاص کے لیے جاری وساری ہے۔

سال 2006ء پہلی مرتبہ میلے کے موقع پر صوفی روحل فقیر کے فکری اور روحانی پیغام کو اجاگر کرنے کیلئے ''صوفی دُرّ محمد فقیر یادگار کمیٹی'' کی طرف سے ایک پروقار ادبی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے 19 اکتوبر 2007ء کو کنڈڑی شریف میں نامور محقق اور شاعر ڈاکٹر نواز علی شوق کی زیر صدارت ایک ادبی کانفرنس منعقد کی گئی۔

ادبی کانفرنس میں سندھ اور پنجاب سمیت ملک کے مختلف صوبوں سے نامور اسکالر، ادیب اور دانشور شریک ہوئے ادبی کانفرنس کا اہتمام ایک بہت بڑے پنڈال میں کیا گیا تھا تقریب کی باقاعدہ شروعات سے پہلے صدارت کیلئے ڈاکٹر نواز علی شوق کو اسٹیج پر مدعو کیا گیا جس کے بعد معزز مہمانان گرامی جن میں حلقہ ناظم روہڑی محمد اسلم شیخ، محبوب وفا، ایگزیکیٹو ایڈیٹر ورلڈ ''پیپلز رِویو'' کراچی، ارجن داس وکیل، صوفی انور رحیم فقیر اور ''صوفی دُرّ محمد فقیر یادگار کمیٹی'' کے سرپرست صوفی تاج محمد فقیر کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دی گئی۔

اس تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا جس کے بعد صوفی در محمد فقیر یادگار کمیٹی کے سیکرٹری پروفیسر شمس صابر کارروائی کو آگے بڑھانے کیلئے اسٹیج پر آئے اور اُن کے ساتھ کنڈڑی ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور فقیری گھرانے سے تعلق رکھنے والے حاجی محمد مٹھل زنگیجو بھی نمودار ہوئے، تلاوت کلام پاک کے بعد ''ورلڈ پیپلز رِویو'' کے ''روحل فقیر نمبر'' کی رونمائی کی گئی اس موقع پر ڈاکٹر نواز علی شوق اپنی صدارتی تقریر میں حضرت روحل فقیر کے فکر اور پیغام پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ روحل فقیر محبت کے پرچارک شاعر تھے اُنکے نزدیک ہندو اور مسلمان ایک برابر تھے نفرت اور تعصب پرستی اُنکے خیال میں مذہب کے منافی تھی اُنھوں نے زور دے کر کہا کہ روحل فقیر نے فقیری اختیار کر کے حق وصداقت کی راہ پر گامزن ہوئے۔ آپ ہندی اور سرائیکی کے بہت بڑے شاعر تھے لیکن آج بھی اس عظیم شخصیت پر کام کرنے کی ضرورت ہے انھوں نے مزید کہا کہ میں یادگار کمیٹی کے سیکرٹری نامور محقق اور شاعر پروفیسر شمس صابر، سر

پرست صوفی تاج محمد فقیر اور یادگار کمیٹی کے تمام اراکین کو ایک پروقار ادبی تقریب منعقد کرانے پر مبارکباد دیتا ہوں اور ساتھ ساتھ ورلڈ پیپلز رویو کی ٹیم، محبوب وفا اور پیپلز رِیو روہڑی کے نمائندے ذیشان شمس کو ''روحل فقیر نمبر'' شائع کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انھوں نے روحل فقیر نمبر کی اہمیت اور افادیت پر مزید کہا کہ تحقیق کرنے والوں کے لیئے ریفرنس بک ثابت ہوگا تعلقہ ناظم روہڑی محمد اسلم شیخ نے اپنی تقریر میں یادگار کمیٹی کی جانب سے شاندار ادبی کانفرنس کروانے پر بارکباد دیتے ہوئے اعلان کیا کہ روحل ادبی کانفرنس سرکاری سرپرستی میں کروائی جائے گی اور اس سلسلے میں مکمل تعاون کیا جائے گا انھوں نے ادبی کانفرنس کیلئے آڈیٹوریم حال بنوانے کا بھی اعلان کیا۔

ورلڈ پیپلز رویو کے ایگزیکٹیو ایڈیٹر محبوب وفا نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''روحل فقیر نمبر'' لانے میں کچھ مشکلات حائل ضرور ہوئیں مگر آج اس کانفرنس میں ہماری عزت افزائی ہوئی ہے اس ہمیں ایک بڑا حوصلہ ملا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ آئندہ بھی اس طرح کا تعاون ملتا رہے گا۔

رحیم یار خان سے کستورا جی شاد نے صوفی روحل فقیر کی ہندی شاعری پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ صوفی روحل فقیر کا ہندی شاعری میں بہت بڑا مقام ہے آپکی تخلیق کی پرواز بلند ترین ہے یہی وجہ ہے کہ صوفی روحل فقیر کو بھارت میں بھگت کبیر جیسی حیثیت حاصل ہے۔ نامور شاعر اور محقق اور صوفی دُرّ محمد فقیر یادگار کمیٹی کے سیکرٹری پروفیسر شمس صابر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ روحل فقیر کا 80% کلام ہندی میں ہے جو عام فہم نہیں اس لیے اس کے ترجمہ اور تحقیق کی اشد ضرورت ہے ہماری کوشش ہے کہ عنقریب ایسی کتاب لائی جائے جو روحل سائیں کے فکر اور پیغام کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہو اگر اس سلسلے میں ہمیں سرکاری تعاون اور سرپرستی حاصل ہوئی تو یقیناً اس کام میں آسانی ہوگی

نامور اسکالر محمد پنھل ڈھر نے اپنے مقالے میں کہا کے روحل فقیر نے اپنے ہندی کلام میں توحید اور تصوف کے نقاط کو اجاگر کیا ہے خطہء سندھ میں روحل فقیر غالباً پہلے شاعر ہیں جنھوں نے ''ہمہ اوست'' کے جذبے سے سرشار ہو کر خودی کا نعرہ بلند کیا اس سلسلے میں وہ سچل سرمست کے پیشرو ہیں۔

پروفیسر سرور سیف نے کہا کے کلہوڑا دور حکومت کے دوران سندھ میں افراتفری اور بے یقینی کی صورتِ حال نے روحل فقیر کو بے چین کر دیا اور آپ حکومتی معاملات سے کنارہ کشی اختیار کر کے روحانی سکوں کی تلاش میں نکل پڑے۔

ڈاکٹر خادم منگی نے روحل فقیر کے فن اور فکر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ تمام صوفیائے کرام کے نزدیک ایک ہی مقصد ہے کہ اپنے تمام اختلافات بھلا کر امن، محبت اور پیار سے رہا جائے کیوں کہ تمام نظریئے انسان کی بھلائی کیلئے وجود میں آئے ہیں۔ انسان کے دل سے زیادہ مقدس کوئی کعبہ، دیول، گرجا گھر، گُردوار، یا مندر نہیں کیوں کہ ہر چیز میں خالق کائنات کی ذاتِ بابرکات موجود رہتی ہے اس فلسفے کے بعد ذات پات مذہب ملت اور ہندو مسلمان کا فرق کیوں کر ہے!؟

اس کے علاوہ دوسرے مقالہ نگاروں میں فقیر سجاد محمد زنگیجو، سلطان ڈیپر، حسین جاگیرانی، بشیر منگی، پروفیسر منظور سراجن، نعیم شیخ، پرویز شمس کلہوڑ، سچل بھٹی اور ارجن داس وکیل شامل ہیں۔

مقالات کے آخر میں غلام مرتضیٰ جاگیرانی اور ذیشان شمس نے روحل فقیر کے فن اور فکر کے حوالے سے اپنی شاعری پڑھی ادبی کانفرنس کے دوران مختلف اوقات میں یادگار کمیٹی کے سرپرست صوفی تاج محمد فقیر نے مقالا نگاروں شعراء حضرات اور معزز مہمانان گرامی کو ''سروپا'' پہنائی اس موقع پر اپنی اختتامی تقریر میں کانفرنس کے شعراء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ روحل ادبی کانفرنس کی کامیابی کا سہرا صوفی دُرّ محمد یادگار کمیٹی کے

سیکرٹری پروفیسر شمس صابر کے سر پر ہے انھوں نے مزید کہا کہ ورلڈ پیپلز رویو کراچی کا 2007ء کا روحل فقیر نمبر تحقیق کے میدان میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کیلئے پیپلز رویو کی پوری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی تعاون کیا جائے گا۔

ڈاکٹر نواز علی شوق نے سکھر ہسٹاریکل سوسائٹی کے تعاون سے ''کنڈڑی جو کلتار'' کتاب ترتیب دے کر ایک بنیاد رکھی ہے میں موجود تمام محققین اور سخنور دوستوں سے اپیل کروں گا کہ روحل فقیر اور کنڈڑی کے دیگر بزرگان کے فن، فکر اور پیغام پر زیادہ سے زیادہ تحقیق کی جائے تا کہ اسے عوام تک پہنچانے میں مدد مل سکے انھوں نے محمد اسلم شیخ ''تحصیل ناظم روہڑی'' کی جانب سے عرس کی تقریبات سرکاری سطح پر کروانے کے اعلان پر انکا شکریہ ادا کیا۔

یہ پروقار ادبی کانفرنس 5 گھنٹے جاری رہنے کے بعد اختتام پذیر ہوئی اس کے بعد موسیقی کی محفل ہوئی جو صبح تک جاری رہی۔

☆☆☆

قطعہ

کیا مقصود میت ونجن دا، جے توں نفس نہ ماریں
من دی میل نہ دھوویں من توں، ول ول وضو ساریں
منہ کعبے ڈے سرت سیلانی، سے نماز گذاریں
پرسھے فرض ''مراد'' تھیوسیں، دلوں دوست نہ وساریں

☆☆☆



ڈاکٹر نواز علی شوق، محمد اسلم شیخ تحصیل ناظم روہڑی، صوفی تاج محمد فقیر اور صوفی انور رحیم فقیر
''صوفی روحل ادبی کانفرنس 2007ء کے موقع پر''



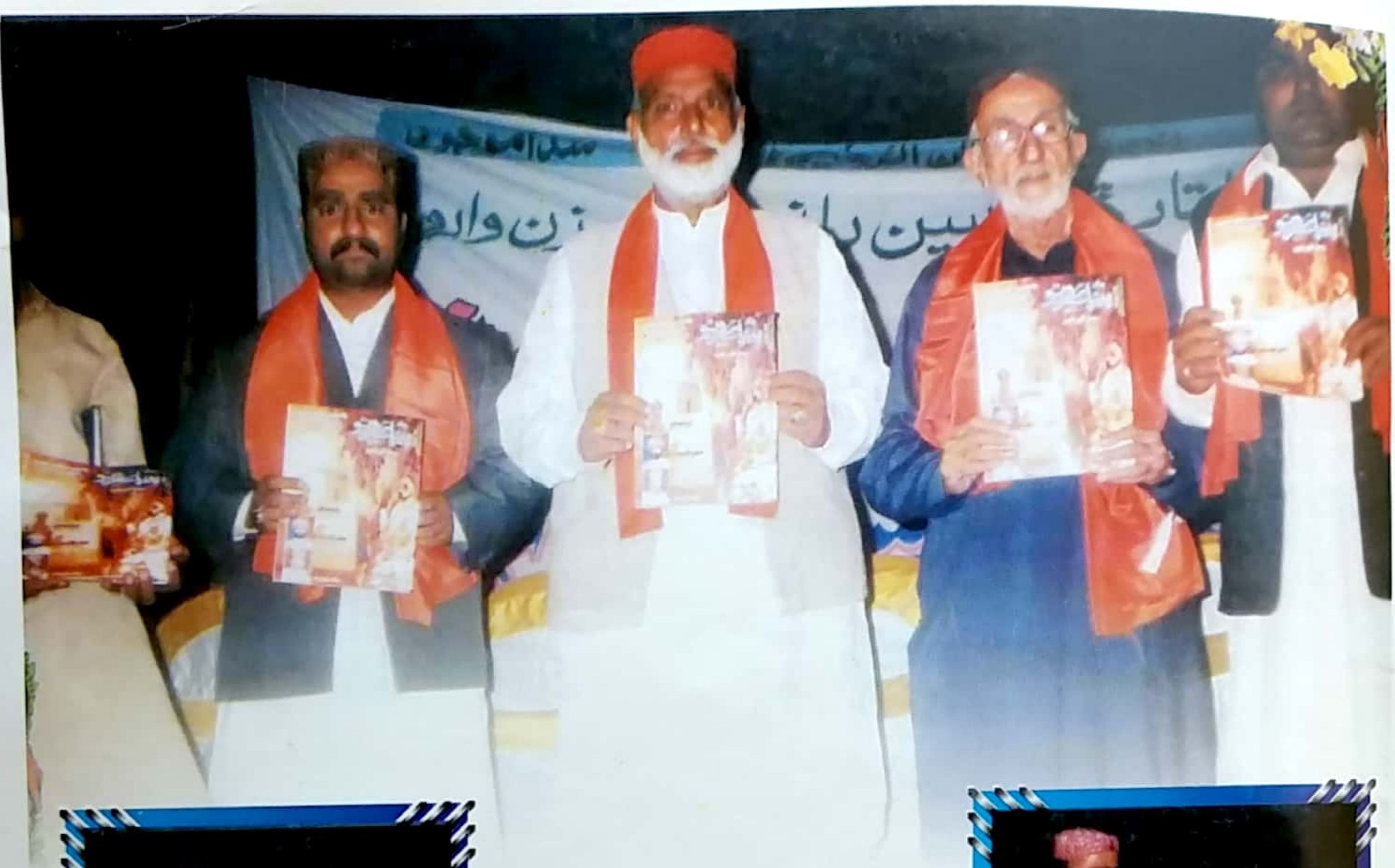
ڈاکٹر نواز علی شوق کے ہمراہ



محبوب وفا، چیف ایڈیٹر: ورلڈ پیپلز ریویو کے ہمراہ



شرکاء صوفی روحل ادبی کانفرنس









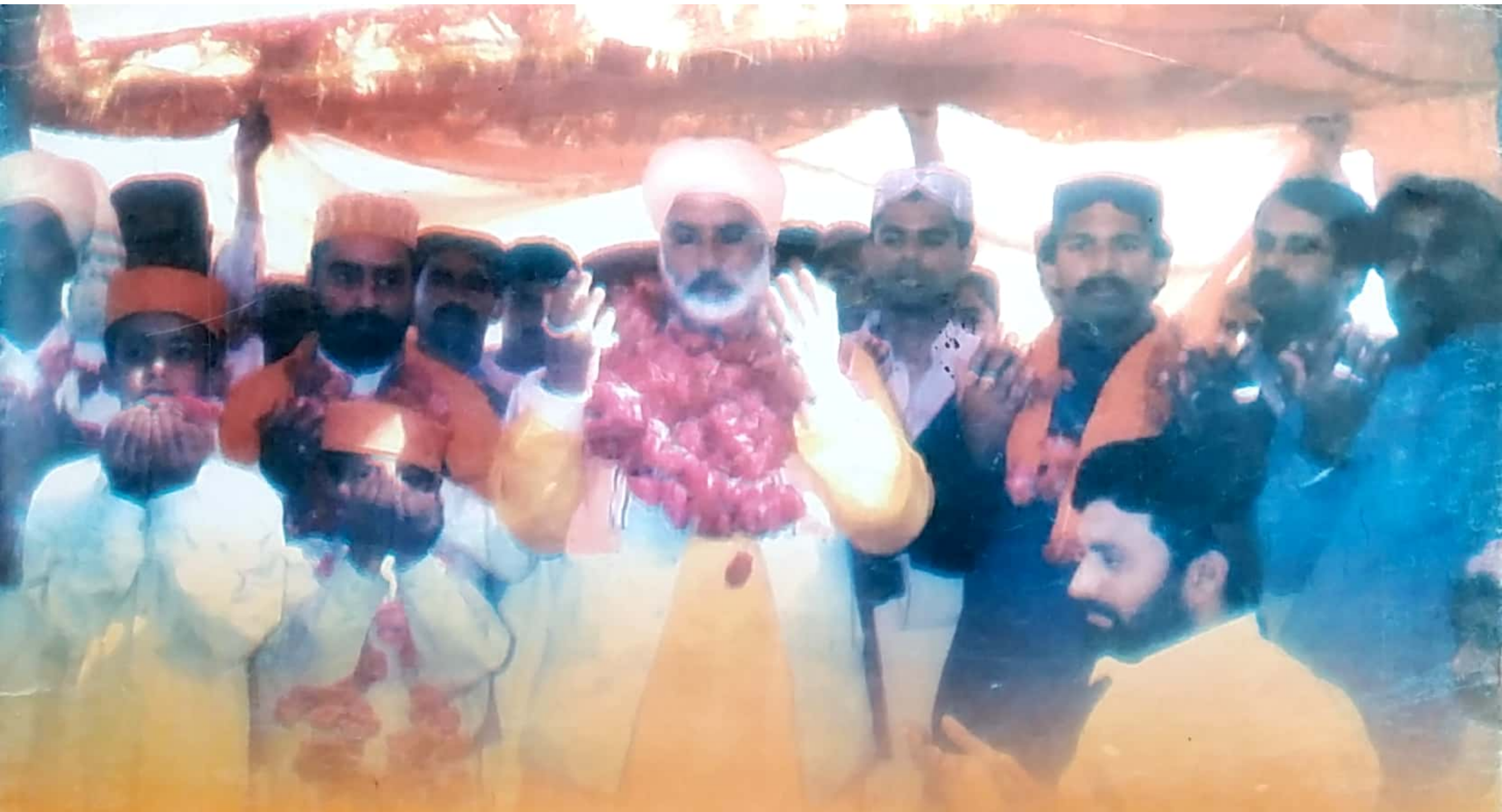




صوفی روحلؒ فقیر ادبی کانفرنس

منعقدہ ۱ اکتوبر 2007ء کی جھلکیاں

Printed by: Andaz-e-SHAHBAZ Press 0300-6751060



تیڈی آنجھی کرم نوازی تھیا رب اساں تے راضی
اساں پٹن دے مسکین تُساں کنڈڑی دے غازی

* تیڈی شان آن بان تیڈی سوہنی اے مُسکان
اساڈی جندڑی ہے قربان شالا ہووی بخت درازی

* کنڈڑی شہر تیڈا ہے مور جہیندا بیا نہ کوئی جوڑ
بھاویں کراچی تے لاہور اے تاں کھٹی ویندا بازی

* تیڈے عُرس میلے ٹھیلے جوت جگ مگ ہے ہر ویلے
رہن مست اتھائیں چیلے اے تاں تیڈی کیمیاسازی

* سوہنا پیر میڈا مستانہ جہیندا ہر جا ہے آستانہ
تہندا شاد ہے دیوانہ سکھالیس باز پروازی



کستُوراجی شاد پُھولانی
پٹن منارہ رحیم یار خان